محسن غفاری

جلد ۱

ابلیس نامه

آیات • روایات • حکایات

ترجمه: حجة الاسلام السیّد حسنین رضوی کراروی

Payam. Romel Abbas

اعوذبك من همزات الشّياطين

(قرآن کریم)

ابلیس نامہ

یا

شیطان کے قصّے اور حکایات

❖ آیات ❖ روایات ❖ حکایات

جلد اوّل

ابلیس نامہ-جلد اوّل

مؤلف : دانشمند محترم جناب محسن غفاری

مترجم : السید حسنین الرضوی الکراروی

تعداد : ہزار ۱۰۰۰

سنہ اشاعت : ۲۰۰۳

ناشر : العلم پبلی کیشن (زینبیہ اسلامی سینٹر، ممبئی)

پتہ : ۱۳۲، زینبیہ امام باڑہ، حسینیہ مارگ، ممبئی-۳،

فون: ۲۳۴۶۱۰۱۹ / ۲۳۴۱۳۲۲۷

قیمت -/۵۰ روپے۔

ملنے کے پتے:

۱۔ زینبیہ اسلامی سینٹر، ۱۳۲ حسینیہ مارگ، ممبئی-۳

۲۔ حیدری کتب خانہ، امام باڑہ روڈ، ڈونگری، ممبئی-۹

۳۔ الایمان بک سینٹر، حضرت عباسؑ اسٹریٹ، امام حسینؑ چوک ڈونگری ممبئی-۹

۴۔ ادارۂ نشر پیغام کربلا، غازی پور، گوگوان، مظفر نگر، یوپی۔

۵۔ جناب زین العباس صاحب شریف آباد کراری، کوشامبی، یوپی۔

۶۔ جناب زیارت حسین رضوی صاحب، A-32، کریلی کالونی، الہ آباد، یوپی۔

۷۔ جناب عین الرضا رضوی (حسین صاحب)، حمام والی گلی، عباس نگر، مفتی محلہ، لکھنؤ۔

بسمہ تعالیٰ

کائنات خدا کی نگاہوں میں ہے اس کی نگاہ کے سامنے گناہ نہ کرو

(امام خمینیؒ)

انتساب

ہم اپنی اس کتاب کو حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سیّد روح اللہ الموسوی الخمینی قدس اللہ سرّہ الشّریف کی روح پرفتوح سے معنون کرتے ہیں جنھوں نے وطن اسلامی ایران میں انقلاب کے ذریعہ طاغوتی نظام کی دھجیاں اڑا دیں اور ابلیسی تانے بانے کو بکھیر کر اس کے اسیروں اور قیدیوں کو ظلم کے شکنجہ سے نجات دی اور آدمی کے اندر سے خود اس کی خودی کے دیو کو باہر نکالا۔

انسان کو چاہیئے کہ اپنی ہستی سے رہائی اختیار کرے
اور اپنی خودی کے دیو سے خود کو جدا کرے

کیونکہ جو شخص اپنے اندرونی شیطان (نفس) کے ساتھ مشغول ہے وہ انبیاء علیہم السّلام کے راستہ پر کیونکر چل سکتا ہے۔

(امام خمینیؒ کے اشعار سے اقتباس کا ترجمہ)

بسمہ تعالیٰ

فہرست

	ابتدائیہ	۱۳
	پیغام	۱۵
	تقدیم	۱۷
	آغاز	۲۹
	ابلیس آیات قرآنی میں	۳۳
	ابلیس احادیث معصومینؑ میں	۴۱
	ابلیس حکایات اور قصّے	۴۵
۱	شیطان کی رد میں کتاب (خودنمائی)	۴۷
۲	شکار اور شکاری (غفلت)	۴۷
۳	حضرت یحیٰؑ کی شیطان سے ملاقات (شکم پُری)	۴۹
۴	ابلیس سے مناظرہ (فحشاء و بدکاری)	۵۰
۵	شیطانی حیلہ (دین میں بدعت)	۵۱
۶	حضرت موسیٰؑ کی شیطان سے ملاقات (خود پسندی)	۵۴
۷	شیطانی درخت (خلوص)	۵۵
۸	شیطان کی درخواست (وسوسہ)	۵۷

۹	حضرت عیسیٰؑ کا ابلیس سے مناظرہ (خودکشی)	۵۸
۱۰	حضرت عیسیٰؑ کی شیطان سے گفتگو (قدرت خدا)	۵۹
۱۱	عبداللہ بن حنظلہ اور شیطان (بے نیازی اور غصہ پر قابو)	۶۰
۱۲	حضرت نوحؑ کی شیطان سے ملاقات (غصہ، فیصلہ، نامحرم)	۶۱
۱۳	شیطان مُرید (بُرے صفات)	۶۲
۱۴	شیطان کی نصیحتیں (غرور، حسد، لالچ)	۶۳
۱۵	شیطان کا مقصد (شیطانی دل)	۶۴
۱۶	قبر آدمؑ پر سجدہ (غرور)	۶۵
۱۷	حضرت عیسیٰؑ اور پتھر (تن آسانی)	۶۶
۱۸	شیطان اور انسان کی عمر (چالیس سال)	۶۷
۱۹	شیطان کا سونا جاگنا (باوضو سونا)	۶۸
۲۰	شیخ مرتضیٰ انصاریؒ اور شیطان (خمس)	۶۹
۲۱	شیطان اور پہلا سکہ (مال کی محبت)	۷۱
۲۲	شیطان اور کام (کام اور مزدور)	۷۲
۲۳	آدمی پر شیطان کے غلبہ کی راہ (حرام مال)	۷۴
۲۴	شیطان کی ماں (صدقہ)	۷۴
۲۵	شیطان اور اس کی رنگ بہ رنگی ٹوپی (نامحرم سے خلوت، عہد و پیمان اور صدقہ)	۷۶

۲۶	شیطان اور امانت داری (امانت میں خیانت)	۷۷
۲۷	ابلیس اور فرعون (خود پرستی)	۷۸
۲۸	ابلیس اور فرعون (حماقت)	۸۰
۲۹	ابلیس اور عبادت (غفلت، گمراہی، بے خبری)	۸۱
۳۰	ابلیس اور عبادت (سجدہ)	۸۱
۳۱	ابلیس اور حسد (نماز)	۸۲
۳۲	شیطان تاک میں ہے (ہوشیاری)	۸۴
۳۳	ابلیس تفرقہ ڈالنے والا ہے (صلح و آشتی)	۸۵
۳۴	ابلیس فتنہ جو ہے (جدائی)	۸۵
۳۵	شیطان کی صورت (احسان اور نیکی)	۸۶
۳۶	شیطان کا درد (ملاقات)	۸۷
۳۷	شیطان کے دوست (عیب جوئی)	۸۷
۳۸	شیطان کی آمد (گالیاں)	۸۸
۳۹	فرشتوں کی دوری (لڑائی جھگڑا)	۸۹
۴۰	واقعی بہادر (نفس پر قابو)	۹۰
۴۱	ذوالکفلؑ پیغمبر اور شیطان (غصہ)	۹۰
۴۲	شیطان کی دخل اندازی (غصہ)	۹۳
۴۳	شیطان کے حامی و مددگار (غیظ)	۹۴

۴۴	شیطان کا تعجب (دوستی ودشمنی)	۹۵
۴۵	شیطان اور دلال (جھوٹی قسم)	۹۶
۴۶	شیطان اور گنہ گار (خواب و بیداری)	۹۶
۴۷	شیطان مسجد میں (عالم کا سونا اور جاہل کی عبادت)	۹۷
۴۸	شیطان اور ابوسعید خراز (دل کا نور)	۹۹
۴۹	شیطان کی خوشی (قناعت)	۱۰۰
۵۰	شیطان کی عاجزی (مال حرام)	۱۰۰
۵۱	شیطان کی دوکان (حبّ دنیا)	۱۰۱
۵۲	شیطان کی شکارگاہ (مال ودولت)	۱۰۳
۵۳	ابلیس کا شکار (دنیا وآخرت والے)	۱۰۳
۵۴	شیطان کے جال اور حیلے (غصہ اور شہوت)	۱۰۴
۵۵	ابلیس اور عابد (دھوکہ وفریب)	۱۰۵
۵۶	شیطان کا غلبہ (خود پسندی)	۱۰۹
۵۷	فخر ومباہات (ریشمی بھڑکیلے کپڑے)	۱۰۹
۵۸	شیطانی کام (وسوسہ)	۱۱۱
۵۹	شیطان قیامت کے دن (سرکش نفس)	۱۱۳
۶۰	شادی سے شیطان کی نفرت (شادی میں دین کی ضمانت ہے)	۱۱۵
۶۱	شیطان اور شادی کا عہد و پیان (شادی شدہ وغیر شادی شدہ)	۱۱۶

۶۲	شیطان کی خوش حالی (میاں بیوی کی لڑائی)	۱۱۸
۶۳	شادی کی تقریب میں شیطان کی حاضری (ناچ گانا)	۱۱۹
۶۴	ناچ گانے کے اثرات (بے شرمی و بے غیرتی)	۱۲۲
۶۵	شیطان اور موسیقی کے آلات (غناء لہولعب)	۱۲۳
۶۶	شیطان پانچ طرح کے لوگوں کو نہیں بہکا سکتا، (خالص، ذاکر، عادل، صابر، راضی)	۱۲۵
۶۷	شیطان اور پرہیزگار لوگ (عاقبت متقین کے لیے ہے)	۱۲۶
۶۸	شیطان اور مال اندوزی (قارون کا خزانہ)	۱۲۸
۶۹	شیطان اور علماء ودانشمندان (بلعم باعورا فریب کا نمونہ)	۱۳۳
۷۰	ایک رات خواب میں شیطان کے ساتھ (تفکّر)	۱۳۸
۷۱	شیطان اور رات کی سیاہی (خلاف ورزی)	۱۴۰
۷۲	شیطان کے رات ودن کا لشکر (غفلت اور فراموشی)	۱۴۰
۷۳	شیطانی خواب (وضوء وطہارت)	۱۴۱
۷۴	شیطان کو سرنگوں کرنے کا ذریعہ (زبان پر قابو)	۱۴۲
۷۵	شیطان کی نظر میں بہتر اور بدتر لوگ (کنجوس اور سخی)	۱۴۳
۷۶	ابلیس کی نصیحتیں (غصہ، کنجوسی، عورتیں)	۱۴۴
۷۷	شیطان اور کشتئ نوحؑ (غرور، حرص، نامحرم کے ساتھ تنہائی)	۱۴۴
۷۸	شیطان کا مضبوط جال (عورتیں)	۱۴۶

۷۹	شیطان کا وسیلہ (عورتیں)	۱۴۸
۸۰	شیطان کی نگاہ (نظر بازی)	۱۴۹
۸۱	شیطان کے تیر و تلوار اور جال (نامحرم پر نظر ڈالنا)	۱۵۰
۸۲	شیطان کی روایات (دیوث)	۱۵۰
۸۳	شیطان اور برصیصا عابد (زنا کا بُرا انجام)	۱۵۲
۸۴	شیطان اور قوم لوط (لواط)	۱۵۵
۸۵	ابلیس کی خطرہ کی گھنٹی (آرزو)	۱۵۶
۸۶	انسانوں کے سر پر شیطان کا تسلّط (غفلت)	۱۵۸
۸۷	حق کی لبیک (دعاء)	۱۵۹
۸۸	شیطان کے شر سے پناہ مانگنا (ذکر خدا، قرآن، اہل بیتؑ)	۱۶۰
۸۹	شیطان اور کتاب خدا (تلاوت یٰسٓ، الناس، کافرون)	۱۶۲
۹۰	انسان کا شفّاف بدن اور شیطان (ذکر و یاد خدا)	۱۶۶
۹۱	زبان کا کام (قرآن و حدیث کا ذکر)	۱۶۷
۹۲	حمّال شیطان (گناہان صغیرہ)	۱۶۸
۹۳	شیطان کی گریہ وزاری (نزول وحی)	۱۶۹
۹۴	شیطان سے آں حضرت کی لڑائی (شیطان کی رسوائی)	۱۶۹
۹۵	شیطان سے حضرت علیؑ کی ملاقات (مہلت)	۱۷۰
۹۶	امیر المؤمنینؑ کو گالیاں دینا (دشمن علیؑ)	۱۷۱

۹۷	صیحۂ آسمان و زمین (حق و باطل کے پیرو)	۱۷۳
۹۸	خروج دجال (امام زمانہؑ کے حقیقی مددگار)	۱۷۵
۹۹	امام زمانہؑ کے ہاتھوں شیطان کی موت (مہلت کا خاتمہ)	۱۷۷
۱۰۰	شیطان کی بادشاہی (غرور)	۱۷۸
۱۰۱	ابلیس کی چھ ہزار سال کی عبادت (غیر مخلصانہ عبادت)	۱۷۹
۱۰۲	عبادت ابلیس کا اجر (دنیوی اجر)	۱۸۰
۱۰۳	توحید ابلیس (علم، ایمان، عمل)	۱۸۰
۱۰۴	شیطانی انا (خود پرستی)	۱۸۱
۱۰۵	شیطانی منیّت (لفظ "میں")	۱۸۲
۱۰۶	حضرت عیسیٰؑ کی ولادت (جلد بازی)	۱۸۲
۱۰۷	ولادت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (امت کو وارننگ)	۱۸۳
۱۰۸	بعثت پیغمبرؐ (دنیا طلبی)	۱۸۵
۱۰۹	ابلیس کی شادی (دنیا)	۱۸۶
۱۱۰	راہزن شیاطین (دنیوی چمک دمک)	۱۸۷
۱۱۱	راہِ حق کے ڈاکو (نفس، ہویٰ، شیطان)	۱۸۷
۱۱۲	تین قدم مستحکم (نفس، ہویٰ، دنیا، شیطان)	۱۸۸
۱۱۳	ابلیس کی بات (رغبت دنیا)	۱۸۹
۱۱۴	کتا اور سڑا ہوا مردار (دنیا کی واقعی تصویر)	۱۸۹

۱۱۵	چار الہامات (وسوسہ)	۱۹۱
۱۱۶	شیطان کا مشاہدہ (وسوسہ)	۱۹۳
۱۱۷	شیطان کی خوشی اور غم (بعثت)	۱۹۴
۱۱۸	ذبح اسماعیل کا واقعہ (وسوسہ نفس کو سنگ سار کرنا)	۱۹۴
۱۱۹	شیطانی وسوسے (ہوشیار آدمی)	۱۹۷
۱۲۰	حضرت ایوبؑ اور شیطان (صبر وشکر)	۱۹۸
۱۲۱	ابلیس کا طعنہ (شکر)	۲۰۳
۱۲۲	حضرت سلیمانؑ اور شیاطین (شکر نعمت)	۲۰۴

بسمہ تعالیٰ

ابتدائیہ

یہ مشہور مثل کہ ''شیطان مارتا نہیں ہے ہلکان کرتا ہے'' اپنی جگہ پر بالکل درست ہے کیوں کہ اسے خدا نے اس بات کا اختیار ہی نہیں دیا ہے البتہ اپنے وسوسوں کے ذریعہ آدمی کو برائیوں پر اس طرح آمادہ کر دیتا ہے کہ بندہ خدا کو بھول کر اس کا غلام بن جاتا ہے، شیطان کا بندوں پر کتنا اختیار ہے اور آدمی اپنے امور میں کس حد تک صاحب اختیار ہے اس کا جاننا ضروری ہے نیز اس بات سے بھی واقفیت ضروری ہے کہ شیطان کن کن راہوں اور ہتھکنڈوں کا سہارا لے کر آدمی کو بہکاتا اور صراط مستقیم سے منحرف کرتا ہے۔ یہ موضوع بذاتِ خود دلچسپ بھی ہے اور عبرت انگیز بھی ہے۔

''ابلیس نامہ'' ان ہی مطالب کا مجموعہ ہے جو دو جلدوں پر مشتمل دانشمند محترم جناب محسن غفاری کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

افادیت کے پیش نظر پہلی جلد کا ترجمہ جو برادرم جناب جاوید رضوی صاحب کی مسلسل تحریک سے ممکن ہوسکا آپ کے سامنے ہے جبکہ دوسری جلد بھی اشاعت کے لیے آمادہ ہے۔ میں ان تمام افراد کا مشکور ہوں جنھوں نے اس کتاب کی اشاعت میں حصہ لیا یا حوصلہ افزائی کی ہے خصوصاً برادرم جناب رضی رضوی جن کا تعاون ہر موڑ پر شامل حال رہا ہے۔

خداوند عالم ہم سب کی نیز جملہ خدمت گذاران اسلام کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ آمین!

والسّلام علیٰ من اتّبع الہدیٰ

السیّد حسنین الرّضوی کراروی

زینبیہ اسلامی سینٹر۔ ممبئی

محرم الحرام ۱۴۲۴ھ

بسمہ تعالیٰ

پیغام

لوگوں کو شیطان کے بارہ میں جاننے اور اس کے ہتھ کنڈوں سے واقف ہونے کی جستجو رہتی ہے اور اس موضوع سے متعلق بہت سے سوالات ان کے ذہن میں پیدا ہوتے رہتے ہیں جس کے جواب کے لیے وہ ادھر اُدھر کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں اور انھیں اطمینان حاصل نہیں ہوتا، ''زینبیہ اسلامی سینٹر'' نے اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اپنے موضوع میں مکمل کتاب ''ابلیس نامہ'' کی اشاعت کا ارادہ کیا ہے جس سے بڑی حد تک معلومات میں اضافہ کے ساتھ ساتھ انسان کی اپنی خود اعتمادی کو قوّت ملے گی۔

میری دعا ہے کہ خداوند عالم ادارہ کو مزید دینی خدمت کی توفیق دے اور لوگوں کو اس کتاب کے پڑھنے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے۔ آمین!

ڈاکٹر سید اختر حسن رضوی

(ایم پی، راجیہ سبھا)

تقدیم

اعوذ باللہ من الشّیطان الرّجیم

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

وقال الشّیطان لمّا قضی الامرانّ اللہ وعدکم وعدالحقّ و وعدتکم فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطان الاّ ان دعوتکم فاستجبتم لی فلا تلومونی ولوموا انفسکم ما انا بمصرخکم وما انتم بمصرخیّ انّی کفرتُ بما اشرکتمون من قبل انّ الظّالمین لھم عذاب الیم۔ (ابراھیم/۲۲)

اور شیطان تمام امور کا فیصلہ ہوجانے کے بعد کہے گا کہ اللہ نے تم سے بالکل برحق وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی ایک وعدہ کیا تھا پھر میں نے اپنے وعدہ کی مخالفت کی اور میرا تمہارے اوپر کوئی زور بھی نہیں تھا سوائے اس کے کہ میں نے تمہیں دعوت دی اور تم نے اسے قبول کرلیا تو اب تم میری ملامت نہ کرو بلکہ اپنے نفس کی ملامت کرو کہ نہ میں تمہاری فریادرسی کرسکتا ہوں نہ تم میری فریاد کو پہونچ سکتے ہو میں تو پہلے ہی سے اس بات سے بیزار ہوں کہ تم نے مجھے اس کا شریک بنا

دیا اور بے شک ظالمین کے لیے بہت بڑا دردناک عذاب ہے۔

شیطان، خداوند عالم کی بارگاہ سے دھتکارا ہوا خرابیوں اور برائیوں کا وہ نمونہ ہے جو آدمی کی خواہشات اور اس کی نیتوں میں کارفرما ہے اور اس کا نتیجہ رفتار و کردار کی وہ برائیاں ہیں جو آدمی سے صادر ہوتی ہیں۔

شیطان کی بغاوت و نافرمانی کی ابتدا اس وقت ہوئی جب اس نے خدا کے سامنے غرور، خود پسندی اور حسد کو اختیار کرتے ہوئے اس کے حکم کے برخلاف حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

و اذ قلنا للملائکة اسجدوا لآدم فسجدوا الاّ ابلیس ابیٰ واستکبر و کان من الکافرین۔

(بقرہ/ ۳۴)

اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں تو سب نے سجدہ کیا لیکن شیطان نے انکار کیا اور غرور کیا اور کافرین میں ہو گیا۔

قال یا ابلیس مالك الاّ تکون مع السّجدین قال لم اکن لاّ سجد لبشر خلقته من صلصال من حمإ مسنون قال فاخرج منها فانّك رجیم و انّ علیك اللّعنة الیٰ یوم الدّین۔

(حجر ۳۵ ۳۲

اللہ نے کہا اے ابلیس تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو سجدہ گذاروں میں شامل نہ

ہو سکا، اس نے کہا میں ایسے بشر کو سجدہ نہیں کر سکتا جسے تو نے سیاہی مائل خشک مٹی سے پیدا کیا ہے، ارشاد ہوا تو یہاں سے نکل جا تو مردود ہے اور تجھ پر قیامت کے دن تک لعنت ہے۔

شیطان نے بارگاہ خدا سے نکلتے ہوئے قسم کھائی کہ وہ انسان کے گمراہ کرنے اور اسے فریب دینے میں ہرگز دریغ نہ کرے گا اور آدمی کو راہ ہلاکت پر ڈالے بغیر چین سے نہ بیٹھے گا، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ:

شیطان خدا کے دروازہ کا کتا ہے جو اجنبیوں کو اس کی بارگاہ میں نہیں آنے دیتا۔ پوچھا کہ اجنبی کون لوگ ہیں؟ جواب ملا: خطا اور گناہ کرنے والے، جس طرح کتا اجنبی افراد کو گھر میں گھسنے نہیں دیتا اسی طرح شیطان بھی گنہ گاروں کو خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے روکتا ہے۔

لہذا انسان کو اپنا دامن، گناہوں سے پاک و پاکیزہ رکھنا چاہیے اور پروردگار کی نافرمانیوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے تاکہ وہ خدا کی بارگاہ میں اجنبی نہ رہے اور شیطان کے شر سے محفوظ رہے کیونکہ اس نے قسم کھا کر کہا ہے:

...... فبعزّتك لاغوینّهم اجمعین الاّ عبادك منهم المخلصین۔

(ص/ ۸۳-۸۲)

......تو پھر تیری عزّت کی قسم میں سب کو گمراہ کروں گا علاوہ تیرے ان بندوں کے جنھیں تو نے خالص بنا لیا ہے۔

یعنی وہ لوگ جو گناہ سے پاک و پاکیزہ، ریاکاری سے دور صرف اور صرف خدا کی قربت حاصل کرنے کے لیے اطاعت وعبادت انجام دیتے ہیں اور ان کے تمام کام رضائے خدا کے حصول کے لیے ہوتے ہیں اور خدا کے علاوہ ان کی نظر کسی اور چیز پر نہیں ہوتی۔ شیطان نے اپنی اس قسم کی بناء پر حضرت آدمؑ کے سامنے اپنے مکروفریب کے ذریعہ ترک اولی کی راہ ہموار کی اور انہوں نے وہ چیز کھالی جس سے انھیں روکا گیا تھا جس کے نتیجہ میں وہ زمین پر اتار دیئے گئے۔

زمین پر آدمؑ اتارے جانے کے بعد بہت نادم و پشیمان ہوئی اور توبہ کرنے لگے ان کی آہوں اور اشکوں والی توبہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہوگئی۔ انھوں نے رضائے پروردگار کو دوبارہ حاصل کرتے ہوئے خود کو ترک اولیٰ کے زندان سے آزاد کرالیا۔

لیکن شیطان آرام سے نہ بیٹھا اور اس نے آدمی کی تنزلی کی مزید کوششیں شروع کردیں اور ہزاروں مکروفریب کے ذریعہ جناب ہابیل کو ان کے بھائی قابیل کے ہاتھوں قتل کرادیا اسی وقت سے انسان کا خود انسان کے لیے ظلم وستم روا رکھنا شروع ہوگیا۔

سرکشی ونافرمانی، قتل وغارت اور خیانت کے اس ماحول میں خداوند عالم نے اپنی وسیع رحمت کے ذریعہ انسان کی نجات کا بندوبست کیا اور انسان کے سامنے مختلف دلائل اور آیات قرار دیں تاکہ وہ شیطان کے مکر سے امان میں رہے اور خدا تک پہونچنے کے لیے ظاہری اور باطنی حجت سے استفادہ کرسکے۔

ظاہری حجت سے مراد انبیاء ومرسلینؑ اوصیاء اور ربانی علماء ہیں جو خلق خدا پر

حجت ہیں اور باطنی حجت سے آدمی کی عقل جو حق و باطل میں تمیز پیدا کرنے کی میزان ہے، مراد ہے۔

لہٰذا خداوند عالم نے اپنی حجت کو تمام کرکے شیطانی وسوسوں اور نیرنگیوں کو ہر ممکن طریقہ سے لوگوں کو اس اعتبار سے دکھادیا کہ اے انسان دنیا میں تیری خوش بختی اور بدبختی، شیطانی راستے سے تیری ہوشیاری یا غفلت کی مرہون منت ہے۔ اگر شیطانی راستہ سے دوری اختیار کی تو خدا تک پہونچنے اور بہشت کی نعمتوں سے بہرہ مند ہونے کا موقع ملے گا اور اگر اس سے دوری اختیار نہ کی جائے گی تو آتش جہنم کی گرفتاری پیش آئے گی۔

ہم آدمؑ کی اولاد، شیطانی فریب کاریوں اور مکاریوں کے اسباب کی شناخت کرکے دونوں جہاں کی بدبختیوں سے نجات پاکر اپنا حقیقی مقام اور سعادت حاصل کرسکتے ہیں۔

اب یہ شیطانی آلات واسباب جو انسان کی رفتار وکردار کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں انھیں آیات، روایات اور قصوں کی صورت میں بیان کیا گیا ہے تاکہ ان کی شناخت کرکے اس قسم کے اعمال اور کم از کم نیتوں سے خود کو بچائیں اور نفسانی مکر جو در حقیقت شیطانی چال ہے اس سے نجات پائیں۔

لہٰذا پہلا کام یہ ہے کہ ہم شیطان کے راستہ کی شناخت حاصل کریں دوسرے یہ کہ اس سے دوری اختیار کریں اور یہ کام اسی وقت ممکن ہے جب ہم اپنے نفس کو شیطانی وسوسوں سے پاک وپاکیزہ بنالیں تاکہ خدا کی معین کردہ صراط مستقیم پر چلنے کی راہ ہموار ہوسکے لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے شیطانی نفس پر غلبہ پاکر

اسے اپنے حکم کا بندہ بنا لے نہ یہ کہ انسان اپنے نفس کا بندۂ بے دام بن جائے جیسا کہ پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

"انّ شیطانی اسلم بیدی"

میرا شیطان اور میرا نفسانی ہمزاد مجھ سے مغلوب ہو کر میرے ہاتھوں پر مسلمان ہو گیا ہے۔ ۱

تمہارا اسلام تمہارے شیطانی نفس کے مسلمان ہونے سے تعلق رکھتا ہے دوسرے الفاظ میں تمہارا سچا اسلام، ایمان اور عقیدہ خود تمہارے نفس کے اسلام و ایمان واعتقاد کے مطابق ہے جو کافر اور سرکش ابلیس کے شر سے محفوظ رہے ورنہ دوسری صورت میں تم خود اپنی نیت اور برے اعمال کے اعتبار سے انسان کی شکل میں شیطان ہو گے۔

اور یہ شیطان جو انسانی شکل میں ظاہر ہوتا ہے یہ دو پیروں والے جانور کی طرح سرکش ہے اور یہی تمہارا وہ نفس ہے جسے نفس امارہ کہا جاتا ہے۔ لہٰذا اس نفس امارہ سے کہ جو لشکر شیطان کا سپاہی ہے اس سے جنگ و جہاد کے لیے اٹھ کھڑے ہونا چاہیئے کیونکہ نفس امارہ سے جہاد، جہاد اکبر ہے۔ اس کا گلا اپنے

---

۱ اس سے ملتی جلتی دوسری حدیث بھی پیغمبرؐ سے مروی ہے "انّ شیطانی امن بیدی" "میرا شیطان میرے ہاتھوں پر ایمان لے آیا"۔ سیاحت غرب صفحہ ۹۸، کشف الحقائق صفحہ ۶۲، احادیث مثنوی صفحہ ۱۴۸، محجۃ البیضاء جلد ۵ صفحہ ۴۹، احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۵۸، بحار الانوار جلد ۶۷ صفحہ ۴۰، اربعین امام خمینی صفحہ ۱۴۵، عوالی اللئالی جلد ۴ صفحہ ۹۷، علم الیقین جلد ۷ صفحہ ۲۸۲، تفسیر مثنوی جلد ۱۱ صفحہ ۱۷۴۔

پنجے سے مضبوط طریقہ سے پکڑو اور اسے اٹھ کر پوری قوت سے زمین پر دے مارو اور اس کے سینہ پر سوار ہو کر بغض، کینۂ دل اور قلب کی الٰہی قوت کے ذریعہ اپنے ایمان کے خنجر سے کہ جو الٰہی ساخت کا تمہارے وجود کے اندر پایا جاتا ہے اسے کھینچو اور اس کے سیاہ دل کا نشانہ لے کر ماردو اور اس کی شیطانی رگ جو تمہاری رحمانی حیات کے خلاف ہے اسے کاٹ ڈالو اور الٰہی روح جو تمہارے وجود میں پھونکی گئی ہے اسے اس کے وسوسوں سے نجات دو اس احتیاط کے ساتھ کے ساتھ کہ اس کا گندہ اور سیاہ خون تمہارے پاک و پاکیزہ سفید دامن کو آلودہ نہ کردے کہ یہ خود ایک محاذ ہے جسے سر کرنے کی ہر انسان کو تمنا ہوتی ہے۔

خداوند عالم کا ارشاد ہے:

انّ النّفس لامّارة بالسّوء

بے شک نفس برائیوں کا حکم دینے والا ہے۔ ۱

وما اصابك من سيّئة فمِن نفسك

جو بدی اور برائی انسان تک پہونچتی ہے وہ اس کے خبیث اور شیطانی نفس کی دین ہے۔ ۲

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

صافّوا الشّيطان بالمجاهدة واغلبوه بالمخالفة تزكّوا انفسكم و تعلو عند الله درجاتكم۔

---

۱ یوسف/ ۵۳، ۲ نساء/ ۷۹

شیطان سے جنگ کرنے کے لیے صف بستہ ہوجاؤ اور اس کے وسوسوں کی مخالفت کرکے اس پر قابو حاصل کرو یہاں تک کہ تمہارا نفس پاک و پاکیزہ ہوجائے اور خدا کے نزدیک تمہارے درجات بلند ہوں۔[۱]

یہ تمام تاکیدات اس بات پر حجت و دلیل ہیں کہ جان لو اور سمجھ جاؤ اور اس جانکاری کے ذریعہ اپنی حفاظت کا انتظام کرو اور پاک نیت اور خالص عمل کے ذریعہ شیطان کے متزلزل حصار سے خود کو نجات دے کر الٰہی قلعہ میں امان حاصل کرو۔ جیسا کہ آنحضرتؐ کا ارشاد گرامی ہے:

"اعدیٰ عدوّك نفسك الّتی بین جنبیك"

تمہارا سب سے زیادہ اور سخت ترین دشمن وہی خبیث شیطانی نفس ہے جو تمہارے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔[۲]

حضرت امیرالمؤمنین علیہ السّلام اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

نفسك اقرب اعدائك الیك

تمہارا نزدیک ترین دشمن تمہارا خود اپنا شیطانی نفس ہے۔[۳]

۱۔ غررالحکم جلد ۴ ص ۲۱۷۔

۲۔ مجموعہ ورام جلد ۱ ص ۵۹، محجّۃ البیضاء جلد ۵ ص ۶، بحارالانوار جلد ۶۷ ص ۶۴، شرح اصول کافی ملّا صدرا جلد ۱ ص ۴۹۶، نہج الفصاحۃ ص ۳۲۸۔

۳ غررالحکم جلد ۶ ص ۱۷۰۔

ایک دوسرے جملہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

لا عدوّ اعدیٰ علی المرء من نفسه

کسی کے لیے خود اس کے نفس سے بدتر کوئی دشمن نہیں ہے۔[۱]

یہ مختصری کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اس میں شیطانی اعمال و کردار پر ایک سرسری نظر ڈالی گئی۔ اسے غور سے پڑھیے اور انتہائی توجہ اور دقت نظر سے اس سے اپنی نجات اور بچاؤ کا سامان کیجئے کیونکہ ایک لحظہ کی غفلت بھی ہلاکت کا سبب بن سکتی ہے۔

حاج امام قلی نخجوانی کہتے ہیں:[۲]

میں نے بڑھاپے اور انتہائی ضعیفی میں خود کو شیطان کے ساتھ ایک بلندی پر کھڑا دیکھا، میں نے اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرا اور اس سے خوشامد کی اور کہا میں بوڑھا ہوگیا ہوں اگر ممکن ہو تو مجھے میرے حال پر چھوڑ دو— شیطان نے مجھ سے کہا: اس طرف دیکھو! اب جو میں نے نظر ڈالی تو ایک اتنی گہری کھائی اور درّہ دکھائی دیا کہ جس کے دیکھنے سے خوف و ہراس کی شدّت سے انسان مبہوت رہ جائے۔ شیطان نے کہا: میرے دل سے تو رحم و مروّت چھو کر بھی نہیں گذرا ہے اگر تم پر میرا بس چلے تو تمہاری جگہ یہی گہری کھائی ہے جسے تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو میں تمہیں اس میں اتنی زور سے ڈھکیلوں گا کہ تمہارے جوڑ جوڑ علاحدہ ہوجائیں گے اور جسم ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے گا۔

۱۔ غررالحکم جلد ۶ ص ۳۹۹۔

۲۔ یہ حکایت مکمل طور پر کتاب میں بیان ہوئی ہے۔

لہٰذا اپنی دنیوی عمر کے آخری لحظہ تک ہوشیار رہنا تا کہ شیطان کے چنگل میں پھنس کر اس میں گرنے نہ پاؤ۔

دوسری طرف اپنی زندگی میں مہلت کے ان دنوں کو غنیمت سمجھو اور آخرت کے سفر کے لیے زاد و توشہ حاصل کرو۔

امیر المومنین علیہ السّلام فرماتے ہیں:

"والفرصة تمر مرّا السّحاب"

فرصت کو غنیمت جانو کیونکہ وہ ابر کے مانند غیر محسوس طریقہ سے گذر جاتی ہے۔[1]

لیکن یہ بھی آدمی کو بخوبی جاننا چاہیے اور س سے غفلت نہیں برتنا چاہیے کہ حضرت نے ایک دوسرے جملہ میں ارشاد فرمایا ہے:

"نفس المرء خطاه الیٰ اجله"

لوگوں کی ہر سانس موت کی طرف اٹھتا ہوا ایک قدم ہے۔[2]

اور اس سالک الی اللہ کی بات پر دھیان دو جس نے کہا ہے: موت کی مثال اس تیر جیسی ہے جو تمہارا نشانہ لے کر چلا دیا گیا ہے اور تمہاری عمر اس تیر کے فاصلہ طے کرنے کی مدّت ہے۔[3]

لہٰذا کہیں تمہاری عمر تمہارے سرکش نفس کی چراگاہ نہ بن جائے کہ اس صورت

۱۔ نہج البلاغہ حکمت/ ۲۰

۲۔ نہج البلاغہ حکمت/ ۷۱

۳۔ کشکول شیخ بہائی دفتر چہارم

میں دنیا و آخرت کا نقصان اٹھانا پڑے گا۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام اپنی دعاؤں میں عرض کرتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ و عمِّرنِي ما كان عمري بذلة في طاعتك فاذا كان عمري مرتع للشّيطان فاقبضني اليك قبل ان يسبق مقتك اليّ اويستحكم غضبك عليّ

پروردگار! جب تک میری عمر تیری عبادت و فرماں برداری کی راہ میں صرف ہو رہی ہے مجھے عمر و زندگی عنایت فرما اور جب میری عمر شیطان اور خواہشات نفسانی کی چراگاہ بن رہی ہو تو سخت دشمن کے میری طرف متوجہ ہونے، تیرے خشم و غضب کا سزاوار قرار پانے اور تیری رحمت کے سایہ سے دور ہونے سے پہلے میری روح قبض کر لے۔[1]

شیطان کا راستہ اور اس کے مکر و فریب واضح اور مشخص ہیں اور خدا کی صراط مستقیم بھی روشن ہے۔ اور ماں سے زیادہ مہربان خدا اپنے نیک بندہ کی پذیرائی کے لیے منتظر ہے اس نے اپنے بندہ کی ضیافت کا انتظام بہشت میں ہمیشہ باقی رہنے والی نعمتوں کے ذریعہ کیا ہے۔ جسے مسلمانوں اور مومنوں کے لیے فراہم کیا گیا ہے کہ ہم سب کی بازگشت یقیناً اسی کی طرف ہے۔

لہٰذا ابھی سے ہم پاک و پاکیزہ قلب اور خلوص کے ساتھ خدا کی طرف پلٹ

۱۔ صحیفۂ سجادیہ، دعا نمبر ۲۰

جائیں کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور اس کی رحمت وبخشش کا دامن انتہائی وسیع ہے۔

امید ہے کہ بھرپور جانکاری اور شناخت اور پوری ذمہ داری کے ساتھ اپنے آپ کو شیطانی قید و بند سے نجات دلائیں گے اور شیطانی جال کو کاٹ کر اور ابلیس کے وسوسوں کو ختم کر کے خدا کی خاص بندگی کی راہ میں قدم بڑھائیں گے کہ جس کا انجام خدا کی ہمیشہ رہنے والی جنت اور ابدی سعادت وفلاح ہے۔

رب اعوذبك من همزات الشياطين۔

پروردگارا میں شیطانی وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔[1]

نیمہ شعبان ۱۴۱۷ھ مطابق ۶ دیماہ ۱۳۷۵

العبد العاصی والراجی الی اللہ تعالیٰ

محسن غفاری

۱۔ سورہ مومنون/ ۹۷

بسمہ تعالیٰ

آغاز

اس کتاب کو شروع کرنے سے پہلے دینی بھائیوں اور بہنوں کی آگاہی کے لیے چند اہم نکات کی طرف اشارہ ضروری ہے:

پوری تاریخ عالم خصوصاً دور حاضر جسے عصر تمدن کے نام سے جانا جاتا ہے اور حقیقی معنی میں جو عصر تمدن نہیں بلکہ بربنگی، لاپرواہی اور انسانی اور الٰہی اخلاق سے خالی زمانہ ہے اس میں القائات، تلقین اور شیطانی وسوسوں کو بقولے "اگر یہ دو پیروں کا جانور چھوڑ دیا جائے تو دنیا کو فاسد کر دیگا" کو ہم سب نے دیکھا، سنا اور محسوس کیا ہے اور اس کا یہ کردار کہ وہ کیوں کر حق کو چھپاتا اور باطل کو سچ کر پیش کرتا ہے اور کبھی کبھی وہ خود ہی حق وحقیقت کو بیان کرتا ہے یہ سب عبرت آموز ہے۔ اسی وجہ سے مثالوں، داستانوں، حکایتوں کو جو معتبر احادیث وروایات کے مطابق نقل ہوئی ہیں، قارئین کرام کی سہولت کے لیے اصل موضوع اور مضمون کو امانت داری سے مختصر تغیر واضافات کے ساتھ سلیس زبان میں لکھا گیا ہے۔

ایک اہم نکتہ جو اس کتاب میں لائق توجہ ہے وہ یہ ہے کہ عملی اور اخلاقی موضوعات کو ایک نئے قالب اور سانچے میں پیش کیا گیا ہے جس میں خود ابلیس اپنی زبان سے بیان کرتا ہے کہ وہ کیوں کر انسان کو مختلف طریقوں سے فریب دیکر اور گمراہی کے جال میں پھنسا کر ایک شخص، ایک خاندان اور پورے ایک معاشرہ کو فساد وتباہی کے گھاٹ اتارتا ہے جس میں لوگوں کی اکثریت مبتلا ہے

کیونکہ اگر شیطانی اور نفسانی وسوسے انسانوں کو گمراہ نہ کرتے تو ہمارا پاکیزہ سماج گناہ معصیت اور خطا سے دور رہتا، اور ہم ایک ''مدینۂ فاضلہ'' آئیڈیل سٹی'' کے افراد ہوتے۔ ہم شب و روز یہ دیکھ اور سن رہے ہیں کہ شیطان سے دھوکہ کھانے والے انسان مختلف طریقوں سے اپنے ہاتھوں کو جرائم سے آلودہ کرتے ہیں اور معصیت کے دل دل میں ہاتھ پیر مار رہے ہیں یہ خود شیطانی نفس امارہ کے وسوسوں کا ثبوت ہے۔

اس کتاب میں ہمارا مقصد یہ ہے کہ ان تاکیدات اور اخلاق اور عملی پند و نصائح کے ذریعہ لوگ کمال ہوشیاری سے خود اپنے آپ کو گناہ و معصیت سے پرے کر کے شیطان کے پھندے سے بچائیں اور امنیت، صداقت، دیانت اور اخلاقی فضائل کے سایے میں ہر طرح کی برائی سے دور دینوی انفرادی، خاندانی اور سماجی خوش نصیبی جس کا نتیجہ آخرت کی ہمیشہ باقی رہنے والی سعادت ہے حاصل کریں۔

الٰھی ولا تکلنی الیٰ نفسی طرفة عین ابداً۔[۱]

بار الٰہا ہم کو پلک جھپکنے کی مقدار کے برابر بھی ہمارے حال پر نہ چھوڑنا۔

یا ارحم الرحمین

---

[۱] میزان الحکمۃ جلد ۱۰، صفحہ ۱۳۱، بحار الانوار، جلد ۱۶ صفحہ ۲۱۸، وسائل الشیعہ جلد ۱۳، صفحہ ۵۴۳، اصول کافی جلد ۴ صفحہ ۳۷۳، وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۰۴۴، ابواب تعقیب۔

ابلیس قرآنی آیتوں میں

خداوند عالم نے ارشاد فرمایا:

''اِنَّ الشَّیطان للانسان عدوّ مبین''

''بے شک شیطان انسان کا سخت ترین اور کھلا ہوا دشمن ہے۔''

ابلیس آیاتِ قرآنی میں:

الا انّ حزب الشّیطان هم الخاسرون۔

(مجادلہ ۱۹)

آگاہ ہو جاؤ کہ بے شک شیطان کا گروہ بہر حال گھاٹا اٹھانے والا ہے۔

انّ الشّیطان للانسان عدوّ مبین۔

(یوسف/۵)

بے شک شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے۔

و زیّن لهم الشّیطان اعمالهم۔

(نمل/۲۴)

اور شیطان ان کے اعمال کو ان کی نظروں میں حسین بنا دیتا ہے۔

یا بنی ادم لایفتننّکم الشّیطان۔۔۔انّه یراکم هو و قبیله من حیث لاترونهم۔

(اعراف/۲۷)

اے اولادِ آدم! خبردار شیطان تمہیں بھی نہ بہکا دے۔۔۔۔۔۔وہ اور اس کے قبیلہ والے تمہیں دیکھ رہے ہیں اس طرح کہ تم انھیں نہیں دیکھ رہے ہو۔

۲- فاتبعه الشّیطان۔ (اعراف/۱۷۵)

شیطان انسان کے پیچھے لگا ہوا ہے۔

و کان الشّیطان للانسان خذولا۔

(فرقان/ ۲۹)

اور شیطان تو انسان کا رسوا کرنے والا ہے ہی۔

وَمن یکن الشّیطان له قرینا فساء قرینا۔

(نساء/ ۳۸)

جس کا شیطان ساتھی ہو جائے وہ بدترین ساتھی ہے۔

وما یعدهم الشّیطان الاّ غروراً۔

(نساء/ ۱۲۰)

اور شیطان ان سے جو بھی وعدہ کرتا ہے وہ دھوکہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔

استحوذ علیهم الشّیطان فانسٰهم ذکر الله اولئك حزب الشّیطان۔

(مجادلہ ۱۹)

ان پر شیطان غالب آ گیا ہے اور اس نے انھیں ذکر خدا سے غافل کر دیا ہے آگاہ ہو جاؤ کہ یہ شیطان کا گروہ ہے۔

و من یعش عن ذکر الرّحمن نقیّض له شیطانا فهو له قرین۔

(زخرف/ ۳۶)

اور جو شخص بھی اللہ کے ذکر کی طرف سے غافل ہو جائے ہم اس کے لیے ایک شیطان مقرر کر دیں گے جو اس کا ساتھی اور ہم نشین ہوگا۔

و من یتّخذ الشّیطان ولیّا من دون الله فقد خسر خسرانا مبینا۔

(نساء/ ۱۱۹)

اور جو خدا کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا ولی و سرپرست بنائے گا وہ کھلے ہوئے خسارہ میں رہے گا۔

انّ الشّیطان لکم عدوّ فاتّخذوه عدوّا انّما یدعوا حزبه لیکونوا من اصحاب السّعیر۔

(فاطر/ ۶)

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو اسے دشمن سمجھو وہ اپنے گروہ کو صرف اس بات کی طرف دعوت دیتا ہے کہ وہ سب جہنمیوں میں شامل ہو جائیں۔

امّا ینسینّك الشّیطان فلا تقعد بعد الذّکریٰ مع القوم الظّالمین۔

(انعام/ ۶۸)

اور اگر شیطان غافل کر دے تو یاد آنے کے بعد پھر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھنا۔

انّہ لیس لہ سلطان علی الّذین اٰمنوا و علیٰ ربّھم یتوکّلون انّما سلطانہ علی الّذین یتولّونہ والّذین ھم بہ مشرکون۔

(نحل/۱۰۰-۹۹)

شیطان ہرگز ان لوگوں پر غلبہ نہیں پا سکتا جو صاحبان ایمان ہیں اور جن کا اللہ پر توکل اور اعتماد ہے اس کا غلبہ صرف ان لوگوں پر ہوتا ہے جو اسے سرپرست بناتے ہیں اور اللہ کے بارہ میں شرک کرنے والے ہیں۔

یا ایھا الّذین اٰمنوا لا تتّبعوا خطوات الشّیطان و من یّتبع خطوات الشّیطان فانّہ یأمر بالفحشاء والمنکر۔

(نور/۲۱)

اے ایمان لانے والو شیطان کی پیروی نہ کرو اور جو شخص شیطان کی پیروی کرے گا تو وہ اسے حمائرے اور ناپسند کاموں کا حکم دے گا۔

انّ الّذین اتّقوا اذا مسّھم طائف من الشّیطان تذکّروافاذاھم مبصرون۔

(اعراف/۲۰۱)

بے شک جو متقی ہیں جب شیطان کی طرف سے انھیں کوئی خیال چھوتا

بھی چاہتا ہے تو خدا کو یاد کرتے ہیں اور بصیرت پیدا کرتے ہیں۔

و انّھم لیصدّونھم عن السّبیل و یحسبون انّھم مھتدون حتّٰی اذا جائنا قال یالیت بینی و بینك بعد المشرقین فبئس القرین ولن ینفعکم الیوم اذ ظلمتم انکم فی العذاب مشترکون۔

(زخرف/۳۷-۳۸-۳۹)

اور یہ شیاطین ان لوگوں کو راستہ سے روکتے رہتے ہیں اور یہ یہی سمجھتے ہیں کہ یہ ہدایت یافتہ ہیں یہاں تک کہ جب ہمارے پاس آئیں گے تو کہیں گے کہ اے کاش ہمارے اور ان کے درمیان مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا یہ تو بہت بُرا ساتھی نکلا اور یہ سب باتیں آج تمہیں فائدہ پہونچانے والی نہیں ہیں کیونکہ تم سب عذاب میں برابر کے شریک ہو کہ تم نے بھی ظلم کیا ہے۔

ھل انبّئکم علیٰ من تنزّل الشّیاطین، تنزّل علی کلّ افّاك اثیم۔

(شعراء ۲۲۲-۲۲۱)

کیا میں تمہیں اس بات سے آگاہ کروں کہ شیاطین کس پر نازل ہوتے ہیں، وہ ہر جھوٹے اور بدکردار پر نازل ہوتے ہیں۔

ابلیس

احادیث میں

پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اِنَّ الشَّیطان ذئب الانسان

"بے شک شیطان' انسان کے لیے

بھوکا بھیڑیا ہے۔"

ابلیس احادیث معصومینؑ میں:

قَال رسول اللہؐ: انّ الشیطان ذئب الانسان

(نہج الفصاحۃ/ ۳۵۲)

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: شیطان آدمی کے لیے بھیڑیا ہے۔

قَال علیؑ: غرور الشّیطان یسوّل و یطمع

(غرر الحکم جلد ۴/ ۳۷۸)

حضرت علیؑ نے فرمایا: شیطان کا فریب گمراہ کرتا ہے اور انسان کو لالچ میں ڈالتا ہے۔

قَال امیر المؤمنینؑ: الشّیطان المضلّ

(نہج البلاغہ حکمت/ ۳۱۵)

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: شیطان گمراہ کرنے والا ہے۔

قال امیر المؤمنینؑ: انّ الشّیطان قد ثبّطك

(نہج البلاغہ مکتوب/ ۷۳)

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: شیطان تمہیں روکنے اور مشغول رکھنے والا ہے۔

قال امیر المؤمنینؑ: واتّقوا مدارج الشّیطان

(نہج البلاغہ خطبہ ۱۵۱)

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: شیطان کے فریبی جال اور راستہ سے ڈرو۔

قال رسول اللہؐ: انّ ابلیس عدوّ اللہ

(بحارالانوار ۶۰ / ۲۱۶/ ۲۴۱)

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: ابلیس خدا کا دشمن ہے۔

قال امیر المؤمنینؑ: وحذّره ابلیس وعداوته

(نہج البلاغہ خطبہ/۱)

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: اور ابلیس اور اس کی عداوت سے ہوشیار رہو۔

قال امیر المؤمنینؑ: من تردّدَ فی الرّیب وطئته سنابك الشّیاطین

(نہج البلاغہ حکمت/۳۰)

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: جو شخص حق و باطل کے درمیان حیران و سرگرداں ہو اس کو شیاطین کے سُم پامال کردیتے ہیں۔

قال امیر المؤمنینؑ: فانّما مصیدة ابلیس العظمیٰ و مکیدته الکبریٰ، السّموم القاتله.

(نہج البلاغہ خطبہ/ ۲۳۴)

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: بے شک ابلیس کا جال زبردست حیلہ گر

بڑا اور اس کا زہر انتہائی قاتل ہے۔

قال رسول اللہؐ: انّ الشّیطان لیجری من ابن اٰدم مجری الدّم

(شہاب الاخبار صفحہ ۳۵۹، سفینۃ البحار جلد ۲ صفحہ ۴۳۰، محجۃ البیضاء جلد ۵ صفحہ ۵۲ و صفحہ ۶۷، احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۳۲، بحار الانوار جلد ۶۰ صفحہ ۲۶۸، جامع السعادات جلد ۱ صفحہ ۱۸۲)

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: شیطان (نفسانی خواہشات او رحیوانی شہوات) آدمی کے بدن میں اسی طرح گردش میں ہے جیسے بدن میں خون گردش کرتا ہے۔

قال رسول اللہؐ: لولا انّ الشیاطین یحومون علی قلوب بنی اٰدم لنظروا الیٰ ملکوت السّمٰوٰت والارض

(جامع السعادات جلد ۱ صفحہ ۴۴، بحار الانوار جلد ۶۰ صفحہ ۳۳۲، محجۃ البیضاء جلد ۵ صفحہ ۱۶ و ۲۶، احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۱۹، بحار جلد ۶۷ صفحہ ۵۹)

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: اگر شیاطین (شہوتیں اور نفسانی خواہشات) آدمی کے دل کو اپنے گھیرے میں نہ لے لیتے تو انسان آسمان اور زمین کے ملکوت کے باطن کا نظارہ کر سکتا ہے۔

عن النّبیؐ: علیٰ کلّ سبیل منها شیطان یدعوا الیه

(جامع السعادات جلد ۱ صفحہ ۱۸۳)

نبی اکرمؐ نے فرمایا: ہر راستہ پر شیطان بیٹھا ہوا ہے اور آدمی کو اپنی طرف بلا رہا ہے۔

عن ابی عبد اللہؑ: الشّیطان یا مرہ بالمعاصی

(اصول کافی جلد ۳ صفحہ ۳۶۷)

امام صادقؑ نے فرمایا: شیطان انسان کو گناہوں کا حکم دیتا ہے۔

قال رسول اللہؐ: انّ الشّیطان قعد لابن ادم فی طرقة

(بحار الانوار جلد ۶۷ صفحہ ۴۲، محجۃ البیضاء جلد ۵ صفحہ ۵۲، احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۶۰)

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: بے شک شیطان ہر راستہ میں انسان کی تاک میں بیٹھا ہوا ہے۔

قال رسول اللہؐ: ما منکم من احدا لاّ ولہ شیطان

(بحار الانوار جلد ۶۷ صفحہ ۴۰، محجۃ البیضاء جلد ۵ صفحہ ۴۹، احیاء العلوم جد ۳ صفحہ ۵۸)

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک شیطان رہتا ہے۔

ابلیس

حکایات اور قصّے

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا:

ابلیس اور اس کی عداوت سے ہوشیار رہو۔

شیطان کی رہنمٰیں کتاب (خودنمائی)

ایک عالم دین شیطان کی حیلہ بہانوں، وسوسوں اور اس کے مکروفریب کو آشکار کر کے لوگوں کو اس سے ہوشیار رہنے کے لیے کتاب مرتب کر رہے تھے۔ اسی زمانہ میں ایک نیک اور متقی شخص نے شیطان کو خواب میں دیکھا تو کہا اے ملعون فلاں عالم دین تجھے رسوا کر کے رہیں گے کیونکہ وہ تیرے مکروفریب کو ظاہر و آشکار کرنے کے لیے کتاب لکھ رہے ہیں اب تیری مکاری اور عیاری لوگوں کے سامنے روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی۔ شیطان نے مذاق اڑاتے ہوئے ہنس کر جواب دیا کہ یہ کتاب ہر وہ شخص خود میرے کہنے پر لکھ رہا ہے۔ اس نیک آدمی نے پوچھا: وہ کیسے؟ کیا یہ ممکن ہے؟ شیطان نے کہا ممکن کیوں نہیں ہے میں نے اس کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ تم تو بڑے عالم ہو لہٰذا میرے خلاف کتاب لکھو اور اس بہانہ سے اپنے علمی ذخیرہ کو عام کرو۔ وہ بیچارہ سمجھ ہی نہیں پایا اس نے اپنی کتاب کا نام ''شیطان کا جواب'' رکھا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کے پیچھے خود اس کا نفس، علم کا مظاہرہ، دکھاوا خود پسندی اور خود غرضی مضمر ہے۔[1]

۲۔ شکار اور شکاری: (غفلت)

علامہ سید محمد حسین حسینی تہرانی کتاب ''لب اللباب در سیر و سلوک اولی الالباب'' میں نقل کرتے ہیں کہ حاج امام قلی نخجوانی جو مرحوم سید قریش قزوینی سے

---

[1] استعاذہ ص۳۶

اخلاقیات اور معارف الٰہیہ کا درس لے رہے تھے کہتے ہیں جب میرا بڑھاپا شروع ہوا تو ایک دین میں نے خود کو شیطان کے ساتھ ایک بلند و بالا پہاڑی پر دیکھا میں نے داڑھی پر ہاتھ پھیرا اور خوش آمدانہ انداز میں التماس کی کہ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں مجھ پر رحم کرو اور ہو سکے تو مجھے اپنے شر سے معاف رکھو۔ شیطان نے کہا ادھر دیکھو جب میں نے دیکھا تو ایک بہت بڑی کھائی نظر آئی جس کی گہرائی دیکھ کر خوف و دہشت سے میں دنگ رہ گیا۔ شیطان نے کہا: میرے دل میں رحم، مروّت اور محبت وغیرہ کا گذر نہیں ہے اگر تم میں چنگل میں پھنس گئے تو تمہاری جگہ اس کھائی کی تہہ ہو گی اور تمہیں میں اس میں اس طرح پھینکوں گا کہ تمہار جوڑ جوڑ جدا ہو جائے گا اور جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ [۱]

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

من اعتصم باللہ لم یضرّہ شیطان۔

جو شخص الٰہی ریسمان کو مضبوطی سے پکڑ لے گا اسکا شیطان کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ [۲]

و اغوثاہ بك یا اللہ من عدوّ قد استکلب علیّ

خدایا! اس قسم کھائے ہوئے دشمن، شیطان لعین سے تیری پناہ مانگتا ہوں اے گھر والے یہ سگ صفت درندہ بھونک بھونک کر میرے اوپر حملہ آور ہے میری مدد کر۔ [۳]

۱۔ رسالۂ لب الالباب ص ۷۶ ۳۔ دعائے حزین مفاتیح الجنان

۲۔ غرر الحکم جلد ۵ صفحہ ۲۱۴

۴۔ حضرت یحییٰؑ کی شیطان سے ملاقات: (شکم پُری)

ایک دن شیطان اپنے ہاتھوں میں زنجیر اور رسّیاں لیے ہوئے حضرت یحییٰ پیغمبر کے سامنے ظاہر ہوا،

جناب یحییٰؑ نے پوچھا: : اے ابلیس تیرے ہاتھوں میں یہ رسّیاں کیسی ہیں؟

شیطان نے کہا : یہ رسّیاں، وہ گوناگوں خواہشات ہیں جو آدمی کے اندر میں نے پائے ہیں۔

جناب یحییٰؑ نے پوچھا : ان میں سے کوئی ایک میرے لیے بھی ہے؟

ابلیس نے کہا : ہاں، جس وقت آپ پیٹ بھر کر کھا لیتے ہیں تو بھاری پن پیدا ہو جاتا ہے اور نماز، مناجات اور ذکر خدا میں پہلے جیسی رغبت باقی نہیں رہتی۔

حضرت یحییٰ نے کہا : خدا کی قسم اب اس کے بعد میں کبھی بھر پیٹ کھانا نہ کھاؤں گا۔

ابلیس نے کہا : خدا کی قسم اب اس کے بعد میں کبھی سچ نہ بولوں گا اور نہ ہی کسی مسلمان کو نصیحت کروں گا۔ [۱]

۱۔ محاسن برقی باب ۷۳ صفحہ ۴۳۹، بحار الانوار جلد ۶۳ صفحہ ۳۳۵، سفینۃ البحار جلد ۱ صفحہ ۱۰۳، مادّہ اکل، بحار الانوار جلد ۷۰ صفحہ ۲۱۶، منہاج العابدین، امام غزالی صفحہ ۷۸

۴۔ابلیس سے مناظرہ:(فحشاء وبدکاری)

ایک اللہ والے صاحب کرامت بزرگ عالم دین نے ایک دن ابلیس کو دیکھا۔تو اس سے کہا اے ملعون تو نے آدم کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟

ابلیس نے جواب دیا: چونکہ میں روشن آگ سے بنا تھا اور آدمؑ کو تیرہ وتار خاک سے بنایا گیا تھا لہٰذا مجھے انھیں سجدہ کرتے ہوئے بے عزّتی محسوس ہوئی۔

عالم دین نے کہا: اے ملعون! تو ایک فاسق وفاجر کو ایک فاحشہ عورت کے ساتھ زنا کے لیے ایک جگہ جمع کرتا ہے اور پھر گھر کے دروازہ پر بیٹھ کر انھیں زنا جیسے شرم آور اور بُرے فعل پر آمادہ کرتا ہے۔اس سے تجھے شرم نہیں آتی ہے لیکن آدم صفی اللہ کو سجدہ جو ایک اچھی فطرت اور زیبا سرشت ہے اسے انجام دیتے ہوئے شرم آئی، وائے ہو تجھ پر اس ذلت، پستی اور خواری کی وجہ سے۔

ابلیس نے اس عالم دین کی ان باتوں سے بڑا شرمندہ ہوا اور کہا کہ:

اس خدا کی قسم جس نے مجھے ہمیشہ کے لیے ملعون قرار دیا ہے اب تک کسی نے مجھے اس طرح: ذلیل اور شرمسار نہیں کیا ہے جیسا تم نے کیا ہے۔پھر اس نے ایک آہ کھینچی اور زار وقطار رونے لگا اور اس عالم کی نگاہوں سے غائب ہو گیا۔[1]

۱۔ لطائف الطوائف باب ۷ فصل اوّل صفحہ ۱۷۱

۵۔شیطانی حیلہ:(دین میں بدعت)

قدیم زمانہ میں ایک شخص اس بات کے لیے کوشاں تھا کہ دنیا کو حلال طریقہ سے کمائے اور دولت مند بن جائے لیکن یہ نہ ہو سکا تو پھر وہ حرام کے چکّر میں پڑ گیا تا کہ اس طریقہ سے اپنی دنیا سنوار لے لیکن وہ بھی ممکن نہ ہوا۔

ایک دن شیطان ملعون اس شخص کی نظروں کے سامنے ظاہر ہوا اور اس سے کہا:

تم نے حلال راستہ سے دولت مند بننا چاہا جو نہ ہو سکا پھر حرام راستہ سے کوشش کی وہ بھی ممکن نہ ہوا کیا میں تمہیں ایسی ترکیب بتا دوں جس سے تمہارا مال زیادہ ہو جائے اور دنیوی چمک دمک میں اضافہ ہو اور پیروی کرنے والے افراد کی تعداد بڑھ جائے۔

اس نے جواب دیا: ہاں میں اس کے لیے تیار ہوں۔شیطان نے کہا ایک نیا دین بنا ڈالو اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دو۔اس شخص نے شیطان کے مشورہ پر عمل کیا ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ لوگ اس کے ارد گرد جمع ہونے لگے اور اس راستہ سے اسے جو کچھ چاہیئے تھا مل گیا۔

لیکن کچھ دنوں کے بعد انجام کے سلسلہ میں جب اس نے غور وفکر سے کام لیا تو پریشان ہوگیا کہ اس نے یہ کیا کر ڈالا تھوڑی سی دولت کے لیے اس نے لوگوں کو حق سے گمراہ کر کے انھیں اپنے پیچھے لگا لیا اب روز قیامت خدا کو کیا جواب دے گا۔ یہ سوچ سوچ کر وہ بہت شرمسار ہو اور خود کلامی کرنے لگا کہ میں نہیں سمجھتا کہ میری توبہ قبول ہوگی ہاں بس ایک ہی صورت دکھائی دیتی ہے کہ جن لوگوں کو گمراہ کیا ہے انھیں حقیقت سے آگاہ کر دیا جائے۔ دوسرے دن وہ شخص اپنے پیروکاروں اور دوستوں کے پاس آیا اور انھیں بتایا کہ اب تک میں نے تم سے جو کچھ بتایا ہے وہ غلط تھا اس کی کوئی بنیاد نہیں تھی یہ دین اور آئین شیطانی تھا جسے میں نے خود اختراع (ایجاد) کیا تھا۔ لوگوں نے جب یہ سنا تو بگڑ گئے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو تمہاری پہلی والی باتیں صحیح تمہیں اب تم شک و تردّد کا شکار ہو کر گمراہ ہو گئے ہو' ان لوگوں نے اس کی بات نہ مانی اور اپنی گمراہی پر باقی رہے۔ جب اس شخص نے دیکھا کہ کوئی چارہ نہیں ہے تو اس نے اپنے آپ کو زنجیروں میں جکڑ لیا کہ جب تک خداوند عالم میری توبہ قبول نہ کرے گا میں ان زنجیروں کو اپنے سے جدا نہ کروں گا۔ خداوند عالم نے اس زمانہ کے پیغمبر پر وحی نازل کی کہ اس شخص کے پاس جا کر اس سے کہو کہ

چاہے تم مجھے اتنا پکارو کہ تمہارے گلے کی رگیں پھٹ جائیں اور بدن کا ایک ایک جوڑ علاحدہ ہو جائے قسم ہے مجھے اپنے عزت وجلال کی کہ میں تیری دعاء اور توبہ قبول نہ کروں گا مگر یہ کہ جو لوگ تیری وجہ سے گمراہ ہو کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں انھیں زندہ کر اور اپنے غلط دعوے کی حقیقت سے انھیں آگاہ کرتا کہ وہ تیرے خود ساختہ دین سے راہ حق کی طرف پلٹ جائیں اور اے بدبخت یہ کام تیرے لیے محال اور ناممکن ہے۔

خدا رسیدہ علماء فرماتے ہیں: بھائیو!

ہوشیار رہو کہیں شیطان اور اس کے حوالی موالی آدمی تمہیں ان دلائل کے ذریعہ سے جو باطل ہیں تمہیں تمہارے دین و مذہب سے فریب دے کے بہکا نہ دیں۔[۱]

---

۱ محجۃ البیضاء جلد ۶ صفحہ ۹۳، احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۵۵۴، کلمۃ اللہ صفحہ ۱۵۶ حدیث ۱۸۴، سفینۃ البحار جلد ۲ صفحہ ۷۴

۶۔حضرت موسیٰؑ سے شیطان کی ملاقات: (خود پسندی)

ایک دن حضرت موسیٰؑ بیٹھے ہوئے تھے کہ رنگ برنگی اونچی ٹوپی (جو شہوات، دینوی زینتیں، فاسد عقاید اور باطل ادیان وغیرہ کی علامت تھی) پہنے ہوئے اچانک شیطان ظاہر ہوا اور آپ کے پاس آیا۔قریب آ کر اس نے ٹوپی اتار دی اور آپ کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے سلام کیا۔

جناب موسیٰؑ نے پوچھا : تم کون ہو؟

اس نے جواب دیا : میں شیطان ہوں۔

جناب موسیٰؑ نے فرمایا : تو ہی شیطان ہے خدا تجھے غارت کرے یہاں کیوں آیا ہے؟

شیطان نے کہا : خدا کے نزدیک آپ کی جو منزلت و مقام ہے اس کے پیش نظر آپؑ کی تعظیم کے لیے حاضر ہوا ہوں۔

جناب موسیٰؑ نے پوچھا : یہ ٹوپی کیسی ہے؟

اس نے کہا : میں اسی ٹوپی کے ذریعہ آدمی کا دل جیت لیتا ہوں۔

جناب موسیٰؑ نے پوچھا : تو کس گناہ کی وجہ سے آدمی پر غلبہ پاتا ہے۔

شیطان نے کہا : جب آدمی اپنے آپ سے راضی ہو جائے، خود کو پسند کر لے اور مطمئن ہو جائے اور اپنے نیک کاموں کو زیادہ اور گناہوں کو بہت حقیر جانے۔[1]

۱۔ اصول کافی جلد ۳ صفحہ ۴۲۹، باب عجب (خود پسندی)، بحار الانوار جلد ۶۰ صفحہ ۲۵۹۔

۷۔شیطانی درخت: (خلوص)

بنی اسرائیل میں ایک ایسا عابد تھا جس کا پورا وقت عبادت میں گذرتا تھا ایک دن اسے کسی نے بتایا کہ فلاں مقام پر ایک درخت ہے جسے لوگ پوجتے ہیں، اس عابد کی دینی غیرت کو جوش آیا اور اس نے خدا کی خوشنودی کے لیے کلہاڑی اٹھائی اور اس درخت کو کاٹ کر پھینکنے کے لیے گھر سے نکل کھڑا ہوا۔

راستہ میں شیطان بوڑھے شخص کی شکل میں انتہائی غصہ میں اس کے سامنے ظاہر ہوا اور اس سے پوچھا: کیا ارادہ ہے؟

عابد نے کہا: میں اس درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں تا کہ غیر خدا کی پرستش نہ کی جائے۔

شیطان نے کہا: اگر خدا اس درخت کو کٹوانا چاہتا تو کسی پیغمبر کو اس کام کے لیے بھیجتا تم اس فضول کام کے لیے اپنی عبادت کو کیوں چھوڑ کر آ گئے ہو اور وہ کام کرنے جا رہے ہو جو تمہارے لیے فائدہ مند نہیں ہے اور یہ کام تمہارا ہے بھی نہیں۔ شیطان اپنی ان باتوں سے عابد کے دل میں وسوسہ کرتا رہا تا کہ اسے اس کام سے روک دے لیکن عابد نے اس کی باتوں پر کان نہیں دھرا اور آخر کار بات بڑھ گئی اور نوبت دست و گریباں کی آ گئی تھوڑی زد و خورد کے بعد عابد نے شیطان کو اٹھا کر زمین پر دے مارا اور اس کے سینہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا، شیطان جو عابد کے چنگل میں پھنس گیا تھا اس نے کہا مجھے چھوڑ دو تو میں تمہیں ایک فائدہ کی بات بتاؤں اگر وہ پسند نہ آئے تو پھر جو دل میں آئے کرنا۔

عابد نے کہا۔ بتاؤ وہ کیا بات ہے۔

شیطان نے کہا: اگر اس درخت کو کاٹنے کا ارادہ چھوڑ دو گے تو میں ہر رات تمہیں دو سکے دیا کروں گا جو تم اپنی طرف سے فقیروں اور محتاجوں پر خرچ کرنا اس طرح لوگوں کو فائدہ بھی پہونچے گا اور تمہیں ثواب بھی مل جائے گا کیونکہ پتہ نہیں تمہیں اس درخت کے کاٹنے کا کوئی ثواب ملے گا یا نہیں؟

عابد نے کہا: چونکہ تمہاری یہ بات میرے ثواب اور فقراء کے فائدہ سے تعلق رکھتی ہے لہذا مانے لیتا ہوں۔ اس نے شیطان کو چھوڑ دیا اور اپنے گھر لوٹ آیا۔ اس رات کو شیطان نے اسے دو سکے دیئے وہ بہت خوش ہوا اس نے وہ سکے فقیروں میں بانٹ دیئے دوسری رات اس نے بہت انتظار کیا لیکن سکے اس تک نہیں پہونچے دوسرے دن اس نے پھر کلہاڑی اٹھائی اور درخت کاٹنے کے لیے چل دیا، راستہ میں پھر پہلے دن کی طرح شیطان سے ملاقات ہوئی، بحث ومباحثہ کے بعد پھر نوبت ہاتھا پائی تک آ گئی اس مرتبہ شیطان نے عابد کو زمین پر پٹخ دیا اور اس کے سینہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور اسے دھمکی دی کہ اگر تم اپنی حرکت سے باز نہ آئے تو میں تمہیں ابھی مار ڈالوں گا عابد نے اس سے چھوڑ دینے کی التماس کی، شیطان نے اسے چھوڑ بھی دیا۔

عابد نے شیطان سے پوچھا: اس دن میرے ہاتھوں میں تم یک چڑیا کی طرح کیسے پھنس گئے تھے اور آج تم نے مجھے زمین پر گرا دیا اور میرے سینہ پر سوار ہو گئے۔

شیطان نے کہا: چونکہ اس دن تم صرف خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے

لیے نکلے تھے اور تمہاری نیت پاک اور خالص تھی اور تم دل سے یہ چاہتے تھے کہ خدا کے مقابلہ میں اس درخت کی عبادت نہ ہو اس لیے مجھ پر بھاری پڑ گئے تھے لیکن آج تم خدا کی خوشنودی کے بجائے سکوں کے لیے ناراض ہوئے ہو اور درخت کاٹنے جا رہے ہو، چونکہ اس دن تمہاری نیّت خالص تھی لہذا خدا نے تمہاری مدد کی اور جو شخص خالص نیت سے کوئی عمل انجام دیتا ہے میں اس پر قابو نہیں پاتا لیکن آج تمہارا کام نفسانی خواہشات کے لیے تھا اسی لیے ذلیل خوار ہو گئے۔[۱]

۸۔ شیطان کی درخواست: (وسوسہ)

جب شیطان کو بارگاہ الٰہی سے نکالا گیا تو اس نے خدا سے دعا کی کہ: معبود! میری چھ ہزار سال کی عبادتوں کا کیا حشر ہوگا؟ اس سے پوچھا گیا! تجھے اسکے بدلہ میں جو چاہیئے مل جائے گا۔

شیطان نے کہا: مجھے قیامت تک کی مہلت چاہیئے۔ اس سے کہا گیا: تجھے وقت معلوم تک کی مہلت دے دی گئی۔ دوبارہ شیطان نے درخواست کی کہ مجھے اتنی قدرت بھی دے دے کہ آدمیوں کے دل میں وسوسہ کر سکوں، خدا کی حکمت و مصلحت کی بناء پر اسے وہ اختیار بھی دے دیا گیا۔

جب ابوالبشر آدمؑ کو اس کی خبر ہوئی تو وہ بہت روئے اور عرض کی:

---

۱ قصص سلیم صفحہ ۹۵ ۳، داستانہا و پندہا جلد ۴ صفحہ ۱۴۲ منقول از مستطرف جلد ۲ صفحہ ۱۵۳، کیمیائے سعادت جلد ۲ صفحہ ۷۱ ۴، محجۃ البیضاء جلد ۸ صفحہ ۱۲۶

پروردگارا! اب جبکہ تو نے شیطان کو اتنی مہلت اور ایسی قدرت دے دی تو میری اولاد ایسے دشمن کے سامنے بے چاری ہوگئی اب اس کا انجام کیا ہوگا؟

آواز آئی اے آدم! ہر شیطان کے مقابلہ میں ایک فرشتہ پیدا کروں گا جو شیطانی وسوسوں سے مقابلہ کرتے ہوئے۔ سے نیکی اور پاکیزگی کی رغبت دلائے گا۔

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں:

"ہر مومن کے دل میں دو کان ہوتے ہیں ایک کان میں فرشتہ پھونکتا ہے اور دوسرے کان میں وسواس خنّاس پھونکتا ہے اور خداوند عالم فرشتہ کے ذریعہ مومن کی حفاظت اور مدد کرتا ہے۔"[1]

۹۔ حضرت عیسیٰؑ کا ابلیس سے مناظرہ: (خودکشی)

ایک دن جناب عیسیٰؑ بن مریم ایک بلندی پر کھڑے ہوئے تھے کہ ابلیس ظاہر ہوا اور اس نے ان سے کہا: اے روح اللہ! کیا آپ یہ نہیں کہتے کہ خدا جو چاہتا ہے کہ کرسکتا ہے۔ حضرت نے فرمایا: ہاں خدا جو چاہتا ہے کرسکتا ہے۔

شیطان نے کہا: اگر آپ اس بلندی سے نیچے گر جائیں تو خدا آپ کو بچا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔

شیطان نے کہا: اگر آپ سچے ہیں تو خود کو اس بلندی سے نیچے گرادیجئے تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ خدا بچاتا ہے یا نہیں؟ آپ سمجھ گئے کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے،

۱۔ تفسیر نمونہ جلد ۲۷ صفحہ ۴۷۵، تفسیر المیزان جلد ۲۰ صفحہ ۵۵۷ (سورۂ ناس)

اس سے فرمایا: اے ملعون! یہ مناسب نہیں ہے کہ بندہ خدا کا امتحان لے بلکہ حق تو یہ ہے کہ خدا بندہ کی آزمائش کرے اور یہ بات بالکل غلط ہے جو تو کہہ رہا ہے۔ میں اپنے آپ کو صرف تیرے لیے یہ ثابت کرنے کے لیے کہ خدا کرسکتا ہے یا نہیں کرسکتا اس بلندی سے کود جاؤں لیکن اسی خدا نے جس نے مجھے پیدا کیا ہے اس نے آدمیوں کو اس کام سے روکا ہے کیونکہ یہ خودکشی کا عمل ہے اور حرام ہے البتہ اگر بغیر کسی قصد و ارادہ کے اگر گر جاؤں اور خدا زندہ بھی رکھنا چاہے تو وہ صحیح سالم رکھ سکتا ہے۔[1]

۱۰۔ حضرت عیسیٰؑ کی شیطان سے گفتگو: (قدرت خدا)

ایک دن شیطان حضرت عیسیٰؑ کے پاس آیا اور ان سے کہا: کیا تمہارا پروردگار پوری زمین کو ایک انڈہ میں اس طرح کہ نہ انڈہ بڑا ہونے پائے اور نہ زمین چھوٹی ہونے پائے داخل کرسکتا ہے؟

حضرت عیسیٰؑ سمجھ گئے کہ شیطان کی یہ بات مغالطہ اور باطل قیاس کی بنیاد پر ہے آپ نے جواب میں فرمایا: لعنت ہو تجھ پر یقیناً خدا کو ناتوانی کی صفت کے ساتھ موصوف نہیں کیا جاسکتا اور وہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے، خدا کے علاوہ کون طاقتور ہے جو زمین کو لطیف، نرم و نازک اور انڈہ کو بڑا کرسکے؟[2]

۱۔ تفسیر مثنوی جلد ۹ صفحہ ۴۱۸، بحار جلد ۶۰ صفحہ ۲۵۲، کشکول شیخ بہائی صفحہ ۶۴۱، حیوۃ القلوب جلد ۱ صفحہ ۲۰۲، استعاذہ صفحہ ۱۰۶۔

۲۔ توحید شیخ صدوق باب ۹ صفحہ ۱۳۰-۱۲۷۔

حضرت امیرالمومنینؑ ایک روایت میں فرماتے ہیں:

یہ ایسا غلط سوال ہے جو ممکن ہی نہیں ہے۔ ۱

امام رضا علیہ السلام ایسے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: ہاں خدا اس طرح کی طاقت رکھتا ہے جو اسے انڈہ سے بھی چھوٹی چیز میں قرار دے جس طریقہ سے تمہاری آنکھوں کی پتلی میں کہ جو انڈہ سے بھی چھوٹی چیز ہے قرار دیا ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ تم جب بھی آنکھ کھولو گے تو زمین و آسمان اور جو کچھ اس کے درمیان ہے اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔ ۲

۱۱۔ عبداللہ بن حنظلہ اور شیطان: (بے نیازی، غصہ پر قابو)

ایک دن شیطان عبداللہ بن حنظلہ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ اے حنظلہ کے بیٹے کیا تم چاہتے ہو کہ تمہیں ایسی بات بتاؤں جسے تم ہمیشہ یاد رکھو اور اس پر عمل کرو؟

حنظلہ نے کہا: مجھے تیری کسی بات اور نصیحت کی ضرورت نہیں ہے۔

شیطان نے کہا: میری بات سن تو لو اگر اچھی لگے تو مان لینا اور اگر بری معلوم ہو تو توجہ نہ کرنا۔

اس کے بعد شیطان نے کہا: اے حنظلہ کے بیٹے تم کبھی خدا کے علاوہ کسی سے انتہائی رغبت سے کوئی چیز نہ مانگنا، غصہ کے وقت بہت ہوشیار رہنا (کہ اپنی

۱۔ توحید شیخ صدوقؒ باب ۹ صفحہ ۱۳۰-۱۲۷

۲۔ توحید شیخ صدوقؒ باب ۹ صفحہ ۱۳۰

حد سے آگے نہ بڑھ جاؤ) ابلیس ملعون نے انھیں یہ نصیحتیں کیں اور نگاہوں سے غائب ہو گیا۔ ۱

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

ظفر الشّیطان بمن ملكه غضبه

جو شخص اپنے غصہ پر قابو نہ رکھے شیطان اس پر غالب آجاتا ہے۔ ۲

۱۲۔ حضرت نوحؑ کی شیطان سے ملاقات: (غصہ، فیصلہ، نا محرم)

حضرت نوحؑ کی بددعا سے ان کی قوم کے غرق ہونے کے بعد شیطان ان کے پاس آیا اور ان سے کہا: چونکہ آپؑ نے مجھ پر احسان کیا ہے لہٰذا میں اس کا بدلہ چکانا چاہتا ہوں، جناب نوحؑ نے فرمایا: میرے لیے یہ بڑی تکلیف دہ بات ہے کہ تیری گردن پر میرا حق ہو (یعنی میں نے تجھ پر احسان کیا ہو)؟ اب بتاؤ وہ کون سا حق ہے۔ شیطان نے کہا: آپ نے اپنی قوم کے بارہ میں بددعا کی اور خداوند عالم نے انھیں غرق کر دیا۔ اب کوئی ایسا باقی نہیں بچا جسے میں گمراہ کر سکوں اب مجھے فرصت ہی فرصت اور آرام ہی آرام ہے اب دوسری صدی میں دوسری نسل آئے گی تب میرا کاروبار شروع ہوگا۔

جناب نوحؑ نے فرمایا: تو کس طرح میرے احسان کا بدلہ اتارنا چاہتا ہے؟

۱۔ محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۶۰۔ ۲۔ غرر الحکم جلد ۴ صفحہ ۲۷۴۔

شیطان نے بقول خود نوحؑ کا جو حق اس کی گردن پر تھا اسے ادا کرنے کے لیے چند جملے کہے:

اے نوحؑ: تم تین مقامات پر مجھ سے غافل نہ ہونا اس لیے کہ ان تین جگہوں پر دوسرے مقامات کی بہ نسبت میں آدمیوں سے زیادہ قریب رہتا ہوں۔

۱۔ جب تم غصہ کے عالم میں ہو۔
۲۔ جب دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کر رہے ہو۔
۳۔ جب تم کسی نامحرم عورت کے ساتھ تنہائی میں ہو اور وہاں پر کوئی تیسرا نہ ہو۔[1]

۱۳۔ شیطان مُرید: (بُرے صفات)

دوسری روایت میں ہے کہ جب قوم نوحؑ غرق ہوگئی تو شیطان حضرت نوحؑ کے پاس آیا اور کہا: اے نوحؑ! مجھ پر تمہارا بڑا احسان ہے میں اس کا بدلہ چکانے آیا ہوں اور تمہاری بھلائی چاہتا ہوں، اطمینان رکھو نہ میں تم سے جھوٹ بولوں گا اور نہ ہی خیانت کروں گا۔

حضرت نوحؑ کو شیطان کی باتوں پر بڑا غصہ آیا اور وہ اس کی باتیں سننے کو تیار نہ ہوئے لیکن خداوند عالم کی طرف سے نوحؑ پر وحی ہوئی کہ تم اس کی بات سن لو میں اس کی زبان پر صحیح باتیں جاری کروں گا۔ اس وقت جناب نوحؑ نے فرمایا: اچھا بتاؤ کیا کہنا چاہتے ہو۔ شیطان نے کہا: جس آدمی میں کنجوسی، لالچ، حسد یا

[1] خصال باب ثلاثہ ح ۱۴۰، میزان الحکمت جلد ۵ صفحہ ۹۴، بحارالانوار جلد ۶۰ صفحہ ۲۲۲

جلد بازی کی صفت ہوتی ہے وہ بہت جلد میرے جال میں پھنس جاتا ہے اور میرے ہاتھوں میں وہ گیند کی طرح قرار پاتا ہے۔ اور اگر کسی شخص میں ایک ساتھ یہ ساری صفتیں جمع ہو جائیں تو ہم اس کا ''شیطان مرید'' نام رکھتے ہیں لہٰذا جو شخص خیرات اور نیک کاموں سے دور ہو وہ میرا مطیع و فرماں بردار ہے۔

حضرت نوحؑ نے پوچھا: جس بڑے حق کا اپنی گردن پر ہونا بتا رہے تھے وہ کیا ہے۔ تو شیطان نے جواب دیا: آپ نے بددعا کر کے ایک گھڑی میں پوری قوم کو جہنم میں پہونچا دیا اور مجھے سکون بخشا اگر آپ نے بددعا نہ کی ہوتی تو ایک مدت تک مجھے ان کو گمراہ کرنے کی زحمت گوارہ کرنا پڑتی۔[1]

امام زین العابدین علیہ السلام خدا کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ شرّ مصائد الشیطان[2]

پروردگار! ہم کو شیطانی جال کے شر سے محفوظ رکھ۔

۱۴۔ شیطان کی نصیحتیں: (غرور، حسد اور لالچ)

جب حضرت نوحؑ طوفان کے بعد کشتی سے نیچے اترے تو ان کے پاس شیطان آیا اور اس نے کہا کہ روئے زمین پر سب سے زیادہ آپ کا احسان میری گردن پر ہے کیونکہ آپ نے ان بدکاروں کے لیے بددعا کر کے مجھے گمراہ کرنے کی زحمت سے بچا لیا لہٰذا میں اس احسان کا بدلہ چکانے کے لیے آپ کو

[1] بحارالانوار جلد ۶۰ صفحہ ۲۵۰، میزان الحکمت جلد ۵ صفحہ ۹۴۔
[2] صحیفہ سجادیہ دعا ۵۰.

چند باتیں سکھاتا ہوں۔

۱۔ پہلے یہ کہ کبھی غرور نہ کیجیے گا کیونکہ یہی غرور ہے جس کی وجہ سے میں نے آدمؑ کو سجدہ نہیں کیا اور بارگاہ الٰہی سے نکالا گیا۔

۲۔ دوسرے یہ کہ کبھی لالچ میں نہ پڑیئے گا کیونکہ پوری جنت اور اس کی نعمتیں آدمؑ کے لیے حلال اور مباح تھیں صرف ایک درخت کے پھل سے روکا گیا تھا لیکن لالچ ،ورحرص کا برا ہو کہ اس نے انھیں اس کے کھانے پر آمادہ کر دیا۔

۳۔ تیسرے کبھی حسد کے قریب نہ جایئے گا کیونکہ اسی بُری صفت نے آدمؑ کی اولاد کو اپنے بھائی کا قاتل بنادیا۔

ان باتوں کے بعد حضرت نوحؑ نے شیطان سے پوچھا یہ بتاؤ دوسرے اوقات کی بہ نسبت کس وقت زیادہ تمہیں آدمیوں پر قدرت اور غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ شیطان نے کہا: غصہ کے وقت۔ [1]

۱۵۔ شیطان کا مقصد: (شیطانی دل)

جب جناب نوحؑ کشتی کی تعمیر کا کام مکمل کر چکے تو ہر جانور کا ایک جوڑا کشتی میں لانے لگے اس کام کے بیچ آپ نے کشتی کے ایک کونہ میں ایک بوڑھے کو بیٹھا ہوا دیکھا اس سے پوچھا تم کون ہو اور یہاں کس لیے آئے ہو؟ اس بوڑھے

[1] اقتباس از مجموعہ خصائل جلد ا صفحہ ۵۰ حدیث ۶۱، میزان الحکمت جلد ۵ صفحہ ۹۴، بحار الانوار جلد ۶۰، صفحہ ۲۲۲ و صفحہ ۲۵۱

نے جواب دیا میں چاہتا ہوں کہ آپ کے اصحاب کے دلوں کو اپنے قبضہ میں کرلوں تا کہ ان کے دل میرے ساتھ اور جسم آپ کے ساتھ رہے۔ حضرت سمجھ گئے کہ یہ شیطان ہے آپ نے اسے بہت پھٹکارا اور کہا اے خدا کے دشمن اس کشتی سے نکل تو لعنتی اور رجیم ہے۔ شیطان نے کہا: ارے ذرا میری بات تو سن لو۔ آپ نے فرمایا کہو کیا کہنا چاہتے ہو اس نے کہا: چند صفتیں ہیں جن کے ذریعہ میں انسانوں کو ہلاک کرتا ہوں جن میں سے ایک حسد کی صفت ہے آدمؑ سے حسد کے جرم میں مجھے بارگاہ الٰہی سے نکلنا پڑا اور لعنت کا طوق ہمیشہ کے لیے میری گردن میں پڑ گیا، دوسری بری صفت حرص و لالچ ہے جس کی وجہ سے آدم جنت سے نکالے گئے اور میری مراد بر آئی۔ [1]

۱۶۔ قبر آدمؑ پر سجدہ: (غرور)

ایک دن شیطان حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا اور ان سے کہا: آپ خدا کے برگزیدہ بندہ اور اس کے باعظمت رسول ہیں اور میں خدا کی ایک مخلوق ہوں جس سے گناہ سرزد ہو گیا ہے اب میں اس سے توبہ کرنا چاہتا ہوں کیا آپؑ خدا سے میری سفارش کر دیں گے۔ حضرتؑ نے اس کی درخواست مان لی اور خداوند عالم سے سفارش کی۔ خدا نے جناب موسیٰؑ سے فرمایا: اے موسیٰؑ میں اس کی بات اس شرط پر مانوں گا کہ وہ آدمؑ کی قبر پر سجدہ کرلے۔

جناب موسیٰؑ نے خدا کا پیغام شیطان تک پہونچایا۔ شیطان نے غرور کے

[1] محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۵۸، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۶۷۔

ساتھ جواب دیا کہ جب آدم زندہ تھے تو میں نے انھیں سجدہ نہ کیا اب جبکہ وہ مرچکے ہیں میں جا کر ان کی قبر پر سجدہ کروں؟ یہ ناممکن ہے۔ [۱]

امیر المومنین علیہ السّلام شیطان کی صفات کے بارہ میں فرماتے ہیں:

فی صفة الشیطان فافتخر علیٰ آدم بخلقه و تعصّب علیه لاصله

ابلیس نے اپنی خلقت کی وجہ سے آدم پر فخر کیا اور اپنی اصل کی بناء پر تعصب کا شکار ہوا۔ (اور کہا کہ میں آدمؑ سے بہتر ہوں) [۲]

۱۷۔ حضرت عیسیٰؑ اور پتھر: (تن آسانی)

ایک دن حضرت عیسیٰؑ اپنی تھکن دور کرنے کے لیے لیٹے تو ایک پتھر اپنے سر کے نیچے رکھ لیا اور آرام کرنے لگے، اتنے میں اس طرف سے شیطان کا گذر ہوا اس نے جب یہ منظر دیکھا تو کہا: آخر کار آپ بھی دنیا کی طرف مائل ہو گئے۔

جناب عیسیٰؑ نے جیسے ہی یہ بات سنی سر کے نیچے سے پتھر نکال اسے کھینچ کر مارا اور کہا: یہ پتھر بھی پوری دنیا کے ساتھ تیرا ہے۔ (یعنی اگر یہ پتھر بھی آسایش کا سامان ہے تو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ [۳] تن آسانی اور راحت طلبی بھی خود پرستی او رخود خواہی، ذخیرہ اندوزی، تشریفات وغیرہ کی طرح برے اثرات رکھتی ہے۔

۱۔ محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۵۸، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۶۷، بحار جلد ۶۰ ص ۲۸۰ و ص ۲۸۱

۲۔ نہج البلاغہ، فیض الاسلام خطبہ / ۲۳۴ ص ۷۶۶، میزان الحکمت جلد ۷ ص ۲۱۵

۳۔ محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۶۲، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۲۰۷، کیمیائے سعادت جلد ۲ ص ۳۲۳

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں۔

مرارة الدّنیا حلاوة الأخرة و حلاوة الدّنیا مرارة الأخرة

دنیا کی تلخی وسختی آخرت کی مٹھاس ہے اور دنیا کی شیرینی آخرت کی تلخی کا باعث ہے۔ [۱]

۱۸۔ شیطان اور انسان کی عمر: (چالیس سال)

روایت میں ہے کہ جب انسان چالیس سال کا ہو جائے اور اپنے گناہوں اور خطاؤں سے توبہ نہ کرے اور اس کی خوبی اور اچھائی اس کی بدی اور شر پر غالب نہ آئے تو شیطان اس کے چہرہ پر ہاتھ پھیرتا ہے اور اس کی پیشانی چوم کر کہتا ہے: میں اس چہرہ اور صورت پر فدا جو کبھی فلاح نہ پائے گا۔ [۲]

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں: جس شخص کی عمر چالیس سال ہو جائے اور اس کی نیکی اس کی برائیوں پر غلبہ نہ پائے تو اسے خود کو آتش جہنم کے لیے آمادہ کرنا چاہیئے۔ [۳]

امام باقر علیہ السّلام نے فرمایا: جب کوئی بندہ چالیس سال کا ہو جاتا ہے تو

۱۔ نہج البلاغہ حکمت ۲۴۳، غرر الحکم، حرف میم و ح

۲۔ محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۵۱، مشکواۃ الانوار ص ۱۷۰

۳۔ مشکواۃ الانوار ص ۱۷۱، میزان الحکمت جلد ۶ ص ۵۴۴

اس سے کہا جاتا ہے اپنا خیال رکھنا کیونکہ اب تمہارا کوئی عذر قبول نہیں ہوگا۔ ۱؎

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ہر آدمی چالیس سال تک اپنے گناہوں سے نجات پانے کا راستہ رکھتا ہے جب اس سن کو پہونچتا ہے تو خداوند عالم اس پر مامور فرشتہ کو حکم دیتا ہے کہ اب اس کے بعد اس کے چھوٹے بڑے اعمال و کردار سے ہوشیار رہنا اور اسے لکھنا۔ ۲؎

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں:

جب انسان کی عمر چالیس سال سے اوپر ہو جائے تو اس پر واجب ہے کہ وہ ہر شخص سے زیادہ خدا سے ڈرے اور گناہوں سے دور رہ کر خدا کے غضب سے اپنے کو بچائے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

فمن یَّعمَل مِثقال ذرَّۃٍ خَیرا یَّرہ و مَنْ یَّعمَلُ مثقال ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرہ (زلزال / ۸-۷)

جو شخص ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اس کا اجر دیکھے گا اور جو شخص ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اس کی سزا دیکھے گا۔

۱۹۔ شیطان کا سونا اور جاگنا: (باوضو سونا)

آیت اللہ شہید دستغیب شیرازیؒ اپنی کتاب ''استعاذہ'' میں تحریر فرماتے ہیں:

۱؎ خصال جلد ۲ ص ۵۴۵، میزان الحکمت جلد ۶ ص ۵۴۳

۲؎ میزان الحکمت جلد ۶ ص ۵۴۴

ایک عالم سے پوچھا گیا آیا روایات میں کوئی ایسی بات پائی جاتی ہے جس سے یہ پتہ چلے کہ شیطان بھی انسان یا جانور کی طرح سوتا ہے یا نہیں؟

وہ عالم یہ سوال سن کر مسکرائے اور بہت اچھا جواب دیا: اگر شیطان سوتا ہوتا تو ہمیں تھوڑا بہت سکون مل جاتا، ہم سو رہے ہیں وہ جاگ رہا ہے اسے نیند کہاں وہ تو ہر وقت ہماری تاک میں رہتا ہے۔ ۱؎

آیت اللہ شہید دستغیبؒ کتاب کے دوسرے حصہ میں فرماتے ہیں:

سوتے وقت وضوء کر لیا کرو تمہارے وضوء کا نور شیطان کو تم سے دور رکھے گا۔ ۲؎

سونے سے پہلے وضو و طہارت کا ایک اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان برے خواب سے محفوظ رہتا ہے۔

۲۰۔ شیخ مرتضیٰ انصاریؒ اور شیطان: (خمس)

شیخ مرتضیٰ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شاگرد کہتا ہے: جس زمانہ میں نجف میں شیخ انصاریؒ سے میں پڑھ رہا تھا اسی زمانہ میں ایک رات خواب میں شیطان کو دیکھا جس کے ہاتھوں میں رنگ برنگی رسّیاں تھیں، میں نے شیطان سے پوچھا یہ کیسی رسّیاں ہیں اس نے جواب دیا میں ان رسّیوں کو لوگوں کے گلے میں ڈال کر کھینچتا ہوں اور اپنے جال میں پھنسا لیتا ہوں، کل میں نے ان ہی مضبوط رسّیوں میں سے ایک سے شیخ انصاریؒ کی گردن پکڑی تھی اور انھیں کمرہ سے نکال

۱؎، ۲؎ استعاذہ ص ۵۸، ص ۱۷۳، ص ۶۱، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۳۱۰

کر گلی کے بیچ تک لایا تھا لیکن میری محنت غارت ہوگئی شیخ نے اپنے آپ کو چھڑا لیا اور واپس آ گئے۔

خواب سے بیدار ہونے کے بعد میں اس خواب کی تعبیر کے لیے سوچ میں پڑ گیا۔ خیال آیا کیوں نہ خود شیخ انصاریؒ سے ہی اس خواب کی تعبیر پوچھی جائے لہٰذا ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا خواب ان سے بیان کیا۔

آپؒ نے فرمایا: شیطان نے بالکل صحیح بتایا کل اس ملعون سے مجھے دھوکہ دینا چاہا لیکن خداوند عالم کے لطف و کرم سے میں اس کے جال میں پھنسنے سے بچ گیا۔

واقعہ یہ ہے کہ کل میرے پاس پیسے بالکل نہیں تھے اور گھر میں ایک ضرورت پیش آ گئی تھی میں نے سوچا کہ میرے پاس سہم امام کے کچھ پیسے پڑے ہوئے ہیں ابھی ان کے خرچ کا وقت بھی نہیں ہے میں انھیں بطور قرض لے لیتا ہوں بعد میں ادا کر دوں گا یہ سوچ کر میں نے وہ پیسے لیے اور گھر سے باہر نکلا جیسے ہی چاہا کہ وہ چیز جس کی مجھے ضرورت تھی خریدوں، اچانک دل میں یہ بات آئی کہ کیسے معلوم کہ یہ قرض ادا کر سکوں گا اسی فکر میں تھا کہ نہ خریدنے کا مضبوط ارادہ کر لیا اور گھر لوٹ آیا اور پیسوں کو ان کی جگہ پر واپس رکھ دیا۔[۱]

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

اتق اللہ فی نفسک و نازع الشّیطان قیادک و اصرف الی الأخرۃ وجھک واجعل للہ جدّک

۱ سیمائی فرزانگان جلد ۳ ص ۳۰۳ منقول از زندگانی و شخصیت شیخ ص ۸۸ و ص ۸۹

اپنے نفس کے بارہ میں خدا سے ڈرو اور اسی رسّی کو اپنی طرف کھینچ لو جس سے شیطان تمہیں اپنی طرف کھینچ رہا ہے، اپنا رخ آخرت کی طرف اور اپنی تمام کوششوں کو صرف خدا کے لیے قرار دو۔[۱]

احمد بن فہد حلّی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الشّیطان فرصۃ الظّفر

شیطان فرصت ظفر (انسان پر غلبہ پانے) کو غنیمت جانے گا۔[۲]

۲۱۔ شیطان اور پہلا سکّہ: (مال کی محبّت)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

جب چاندی اور سونے کا پہلا سکّہ ڈھالا گیا تو شیطان بہت خوش ہوا، اسے اٹھایا آنکھوں سے لگایا، سینہ سے بھینچا اور خوشی کا نعرہ لگایا کہ تم دونوں سکّو! میری آنکھوں کا نور ہو اور دل کا قرار ہو، اب آدمی تم سے محبت کریں گے اور تمہارے عشق میں مبتلا ہوں گے اب مجھے اس بات کی فکر نہیں ہے کہ لوگ بت پوجیں گے یا نہیں، میرے لیے یہی بہت ہے کہ آدمی تم سے محبّت کریں۔[۳]

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا:

ملعون ملعون من عبد الدّینار والدّرھم

۱ غرر الحکم جلد ۲ ص ۲۱۱، ۲ عدۃ الداعی ص ۳۳

۳ امالی شیخ صدوق مجلس ۲۶ حدیث ۱۴، میزان الحکمت جلد ۹ ص ۲۷۹، مستدرک جلد ۲ ص ۳۳۶، بحار الانوار جلد ۷۰ ص ۱۳۷۔

ملعون ہے معون ہے وہ شخص جو درہم و دینار (سیم وزر) کا بندہ ہو۔ ۱

دوسری روایت میں ہے کہ جب پہلا سکّہ بنایا گیا تو شیطان نے اسے اٹھا کر اپنی پیشانی پر رکھا، چوما اور کہا جو شخص تجھے چاہے گا وہ حقیقت میں میرا بندہ ہوگا۔ ۲

۲۲۔شیطان اور کام: (کام اور مزدور)

ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چند اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے آپ نے دیکھا کہ ایک جوان، مضبوط اور پھرتیلا آدمی صبح سے کام میں لگا ہوا ہے، آپ کے صحابہ نے اس پر اظہار افسوس کیا اور کہا کاش یہ شخص اپنی قوت وطاقت اور جوانی کو راہ خدا میں خرچ کرتا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا ایسی بات نہ کرو وہ کوشش میں لگا ہے تا کہ اپنے کو دوسروں کے سامنے مانگنے کی ذلّت سے بچالے اور ان کا محتاج نہ رہے، اس شخص نے اپنے اس عمل سے راہ خدا میں قدم اٹھایا ہے اگر اس کا مقصد اپنے ماں باپ یا بیوی بچوں کے اخراجات پورے کرنا ہوتا تو بھی اس کا یہ قدم راہ خدا میں اٹھتا۔ ہاں اگر اس کی کوشش اور محنت مال میں اضافہ کے لیے ہوتی تا کہ اس کے ذریعہ

۱۔ میزان الحکمت جلد ۸، ص ۵۰۹

۲۔ محجۃ البیضاء جلد ۶ صفحہ ۴۳، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۴۹۲، کیمیائے سعادت جلد ۲ ص ۱۵۲

دوسروں پر فخر کر سکے تو یہ خیال ناپاک، نیت فاسد اور کوشش شیطانی ہوتی۔ ۱

ایک دوسری روایت میں پیغمبر اسلامؐ سے نقل ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو شخص حلال مال کمانے گھر سے نکلے اور اپنے والدین اور بیوی بچوں کے لیے محنت کرے تو وہ شخص ایسا ہی ہے جیسے اس نے راہِ خدا میں قدم اٹھایا ہو لیکن اگر کوئی صرف ذخیرہ اندوزی کے لیے محنت کرے تو اس نے شیطان کی راہ اختیار کی ہے۔ ۲

امام رضا علیہ السّلام فرماتے ہیں:

الکاد علیٰ عیالہ من حِلّ کالمجاھد فی سبیل اللہ

جو شخص اپنے اہل وعیال کے اخراجات کے لیے حلال راستہ سے کوشش کرے اس کی مثال فی سبیل اللہ جہاد کرنے والے کی ہیں۔ ۳

امیر المؤمنین علیہ السّلام نے فرمایا:

حبّ الدّینار والدّرہم ھو سھم الشّیطان۔

درھم ودینار کی محبت شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ ۴

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا:

ولاکثر مالہ الاّ اشتدّحسابہ ولاکثر تبعہ الاّ کثرت شیاطینہ

۱۔ محجۃ البیضاء جلد ۳ ص ۱۴۰،
۲۔ تفسیر المیزان جلد ۲ ص ۴۰۲
۳۔ مستدرک جلد ۲ ص ۴۲۴
۴۔ بحار الانوار جلد ۷۰ ص ۱۴۰

جس شخص کے پاس مال زیادہ ہوگا اس کا حساب بھی سخت ہوگا اور جس کے دوست یار زیادہ ہوں گے اس کے گرد بہت سے شیاطین جمع ہوں گے۔ [۱]

۲۳۔ آدمی پر شیطان کے غلبہ کی راہ: (حرام مال)

خثیمہ بن عبد الرحمن کہتے ہیں میں نے شیطان کو کہتے سنا کہ انسان تین چیزوں کے بارہ مین مجھ پر سبقت اور غلبہ نہیں پا سکتا بلکہ میں ان چیزوں کے ذریعہ اس پر قابو پاتا ہوں۔

۱۔ وہ مال جو ناحق اور حرام راستہ سے کمایا جائے۔

۲۔ وہ مال جو حرام اور باطل معاملہ میں خرچ کیا جائے۔

۳۔ وہ مال جو آدمی کو راہ حق سے پھیر دے۔ [۲]

۲۴۔ شیطان کی ماں: (صدقہ)

سید نعمت اللہ جزائری اپنی کتاب انوار نعمانیہ میں نقل کرتے ہیں ایک سال قحط پڑا اس زمانہ میں ایک واعظ نے منبر سے پڑھا کہ جب کوئی صدقہ دینا چاہتا ہے تو ستر شیطان اس کے ہاتھوں سے چپک جاتے ہیں اور اسے صدقہ نہیں دینے دیتے۔

ایک مومن وعظ کی مجلس میں بیٹھا یہ سن رہا تھا اس نے بڑے تعجب سے اپنے

۱۔ بحار الانوار جلد ۶۹ ص ۶۷، بحار جلد ۷۲ ص ۲۷۳، میزان الحکمت جلد ۹ ص ۲۸۳

۲۔ محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۶۲، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۱۷

دوستوں سے کہا صدقہ دینے میں تنگی بھی کیا مشکل ہے میں ابھی گھر جاتا ہوں اور گیہوں لا کر فقراء میں بانٹ دیتا ہوں وہ شخص اس ارادہ سے گھر گیا جب اس کی بیوی کو اس کا ارادہ معلوم ہوا تو لگی چیخنے چلانے، یہ قحط کا زمانہ ہے اپنے بچوں پر رحم نہیں آتا اگر خشک سالی طولانی ہوگئی تو سب لوگ بھوکوں مر جائیں گے وغیرہ وغیرہ بیوی نے اس قدر اسے سنایا کہ وہ بے چارا مومن خالی ہاتھ مسجد پلٹ گیا لوگوں نے اس سے پوچھا کیا ہوا؟ دیکھا تم نے ستر (۷۰) شیطان تمہارے ہاتھوں سے لپٹ گئے اور تمہیں صدقہ نہیں دینے دیا اس مومن نے جواب دیا میں نے شیطان تو نہیں دیکھے البتہ شیطان کی ماں نے مجھے یہ کار خیر نہیں کرنے دیا۔ [۱]

امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

ایک دن میں نے ایک دینار صدقہ دیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علیؑ تمہیں پتہ ہے کہ صدقہ مومن کے ہاتھوں سے نہیں نکلتا مگر یہ کہ ستر (۷۰) شیطان مختلف طریقوں سے اسے وسوسہ کر کے اس کار خیر سے روک دیتے ہیں۔ اور یہ جان لو کہ صدقہ فقیر کے ہاتھوں میں پہنچنے سے پہلے خدا کے ہاتھ میں پہونچتا ہے۔ [۲]

۱۔ انوار نعمانیہ جلد ۳ ص ۹۶، مفاتیح الغیب، ملا صدرا مترجم ص ۴۳۱

۲۔ وسائل الشیعہ جلد ۶ ص ۲۵۷، تفسیر عیاشی جلد ۲ ص ۱۱۳

۲۵۔شیطان اور اس کی رنگ برنگی ٹوپی: (نامحرم سے خلوت، عہد و پیمان اور صدقہ)

ایک دن ابلیس رنگ برنگی ٹوپی پہنے ہوئے موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، نزدیک پہونچ کر اس نے رسم ادب کے طور پر ٹوپی اتاری اور سلام کیا۔ حضرت نے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا: میں ابلیس ہوں، حضرت موسیٰ نے سوال کیا: کیوں آیا ہے؟ شیطان نے جواب دیا: چونکہ پیش خدا کا آپ درجہ بلند ہے لہذا آپ کو سلام کرنے کے حاضر ہو گیا ہوں۔ موسیٰ نے فرمایا: خدا تجھے مجھ سے دور کرے تا کہ کبھی ایک ساتھ نہ رہیں یہ بتا یہ ٹوپی کیسی ہے؟ اس نے کہا اس ٹوپی کے رنگوں سے (جن میں سے ہر رنگ دنیوی شہوات اور آرائش کی ایک علامت کے طور پر ہے) لوگوں کے دلوں میں وسوسہ کر کے انھیں بہکاتا ہوں۔ حضرت نے پوچھا اچھا یہ بتا وہ کون سا گناہ ہے جس کے کرنے کی وجہ سے تو آدمیوں پر آسانی سے قابو پا لیتا ہے اور اسے خدا کی ہدایت سے نکال کر گمراہی و ضلالت کی وادیوں میں بھٹکاتا اور اپنی مراد پاتا ہے؟

شیطان نے کہا: جب انسان عُجب و خود پسندی کی صفت کی وجہ سے خود اپنے آپ سے راضی ہو جاتا ہے اپنے عمل کو بڑا اور زیادہ سمجھتا ہے ور گناہوں کو چھوٹا سمجھتا ہے۔ اس کے بعد کہا: اے موسیٰ میں تمہیں تین صفتوں کی تاکید کرتا ہوں۔

۱۔ اوّل یہ کہ کبھی تم کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہا نہ رہنا کیونکہ زن و مرد ایک جگہ تنہا ہوتے ہیں تو میں ان کا ضرور ہمدم ہوتا ہوں تا کہ انھیں گناہ

میں آلودہ کر دوں۔

۲۔ دوسرے یہ کہ کبھی خدا سے کسی بات کا عہد نہ کرنا اور اگر عہد کرنا تو فوراً اسے بجالانا کیونکہ میری پوری کوشش یہ ہوتی ہے اس کے اور وفائے عہد کے بیچ فاصلہ بڑھا دوں۔

۳۔ تیسرے یہ کہ جب صدقہ دینے کا ارادہ کرو تو اسے فوراً دیدو کیونکہ جب بندہ صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو میں اس کا ہمدم ہوتا ہوں تا کہ اس کے اور صدقہ کے درمیان جدائی ڈال دوں اور اسے اس کام سے روک دوں، یہ جملے کہنے کے بعد شیطان روتا دھوتا ہوا چلا گیا اور وہ کہہ رہا تھا: میرے سر پر خاک جو یہ بات میں نے موسیٰ سے بتائی ہے موسیٰ اسے آدم کی اولاد سے بتا دیں گے۔[۱]

۲۶۔شیطان اور امانت داری: (امانت میں خیانت)

شیطان کے فریب دینے والے جالوں میں سے ایک جال جو انسان کے گمراہ کرنے کا سبب ہو سکتا ہے وہ زیدہ سے زیدہ کمانا ہے شیطان اس طریقہ سے وسوسہ کر کے امانت میں خیانت اور لوگوں کے مال کو غصب کرنے یا اس میں تصرّف کرنے پر تیار کرتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جس شخص پر لوگوں کو اطمینان اور اعتماد ہو اور اسے کوئی امانت سپرد کی جائے اگر اس امانت کو اس کے مالک تک

۱۔ امالی شیخ مفید مجلس ۱۹ ح ۷، مجموعہ ورام جلد ۱ ص ۱۰۳

پہونچادے تو گویا اس نے اپنے گلے سے آگ کی ہزار گرہیں کھولی ہیں۔

لہٰذا امانت داری کے معاملہ میں ہوشیار رہو اور اسے مالک کے حوالہ کرنے میں کوتاہی نہ کرو کیونکہ جو شخص کسی چیز کو اپنے پاس بطور امانت رکھتا ہے ابلیس اس کے اوپر اپنے حوالی موالی سو (۱۰۰) شیطانوں کو مسلّط کر دیتا ہے تا کہ وہ اسے امانت کو ادا کرنے سے روکیں اور وسوسہ کر کے اسے گمراہ کریں اور اس کی بدبختی کا سامان فراہم کریں۔

۲۷۔ ابلیس اور فرعون: (خود پرستی)

جناب موسیٰ کے زمانہ کا سرکش فرعون اس قدر مغرور ہوگیا تھا کہ ان کی دعوت کے مقابلہ میں صاف صاف کہتا تھا:

لئن اتّخذتَ الٰھا غیری لا جعلنّك من المسجونین

اگر میرے علاوہ تم نے کسی اور کو اپنا معبود بنایا تو میں تمہیں قید میں ڈال دوں گا۔

(شعرا/۲۹)

دوسرے مقام پر فرعون کی زبانی نقل ہوتا ہے وہ اپنے درباریوں سے کہتا ہے:

و قال فرعون یا ایّھا الملأ ما علمت لکم من الٰہ غیری

فرعون نے کہا میرے زعماء مملکت! میں اپنے علاوہ تمہارے لیے کسی

رب کا علم نہیں رکھتا۔

(قصص/۳۸)

اس کے بعد اس نے اپنے پیر اور پھیلائے اور اس کا غرور آسمان پر پہونچ گیا اور اس نے کہا:

انا ربّکم الاعلیٰ

میں ہی تمہارا سب سے بڑا پروردگار ہوں۔

(نازعات/۲۴)

ایک دن فرعون حمام میں تھا کہ شیطان، انسان کی صورت میں ظاہر ہوا فرعون کو بلا اجازت آنے والے پر بڑا غصہ آیا، ابلیس نے اس سے پوچھا پتہ ہے میں کون ہوں؟ فرعون نے پوچھا کون ہو بتاؤ۔ ابلیس نے کہا: تم مجھے نہیں پہچانتے جبکہ تم نے مجھے پیدا کیا ہے؟ شیطان کی یہی بات اس کے دل میں بیٹھ گئی اور جس طریقہ سے مشک میں ہوا بھر دی جائے اس نے اسے مغرور بنا دیا کہ وہ کھلم کھلا یہ اعلان کرے۔

انا ربّکم الاعلیٰ

میں تمہارا بڑا پروردگار ہوں۔

آخر کار خداوند عالم نے اسے اپنی بدترین سزا میں گرفتار کر کے دریا میں غرق کر دیا اور اس کے بعد دوزخ کے عذاب اور برے انجام سے دوچار ہو کر دوسروں کی عبرت کا سامان ہوا۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے:

فاخذہ اللہ نکال الاخرۃ والاولیٰ۔ انّ فی ذالک لعبرۃ لمن یّخشیٰ۔

(نازعات/۲۵-۲۶)

خداوند عالم نے فرعون کی سرکشی اور غرور کی وجہ سے اسے دنیا و آخرت کے عذاب میں مبتلا کر دیا تا کہ اس کی ہلاکت سے معرفت والے عبرت حاصل کریں۔ (اور سرکشوں کو ان کے غرور کا انجام معلوم ہو جائے)۔[۱]

۲۸۔ابلیس اور فرعون: (حماقت)

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن فرعون انگوروں کا ایک خوشہ ہاتھ میں اٹھائے کھانے میں مشغول تھا، اتنے میں ابلیس ظاہر ہوا اور اس نے کہا: کیا کوئی اس انگور کے خوشہ کو مروارید (جواہرات کی ایک قسم) کا بنا سکتا ہے؟ فرعون نے جواب دیا: نہیں— ابلیس نے جادو اور سحر کے ذریعہ اس خوشۂ انگور کو مروارید بنا دیا فرعون کو بڑا تعجب ہوا اس نے کہا واقعاً تم تو استاد نکلے! یہ سنتے ہی ابلیس نے اسے ایک زور دار طمانچہ مارا اور کہا: اس استادی کے باوجود میری بندگی قبول نہیں ہوئی تو اس حماقت کے ساتھ خدائی کا دعویٰ کس طرح کرتا ہے۔[۲]

۱ داستان دوستان جلد ۲ ص ۱۷، منقول از تفسیر قرطبی (سورۂ نازعات کے ذیل میں)

۲ جوامع الحکایات عوفی قسم اوّل صفحہ ۲۱

۲۹۔ابلیس اور فرعون: (غفلت، گمراہی، بے خبری)

ایک رات ابلیس ملعون کسی کام سے فرعون کے پاس آیا اور اس نے دروازہ کھٹ کھٹایا۔ فرعون نے اندر سے ہی چیخ کر پوچھ کون ہے؟ اور کیا چاہتا ہے شیطان نے ریاح خارج کی اور کہا یہ تیری داڑھی کے حوالہ جو خدائی کا دعویٰ کرتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ میں کون اور کیا چاہتا ہوں۔[۱]

ایسے بہت سے لوگ ہیں جو اپنے مغرورانہ خیالات سے صراط مستقیم سے منحرف گمراہی کے سراب میں حیران و سرگرداں ہو کر ابدی ہلاکت میں گرفتار ہیں خدایا ہم اس غرور، غفلت، بے خبری گمراہی اور ہلاکت سے تجھ سے پناہ مانگتے۔

۳۰۔ابلیس اور عبادت: (سجدہ)

جو اہم مسائل شیطان کو فریاد و فغاں پر مجبور کرتے ہیں اس میں سے ایک چیز سجدہ کرنا ہے، یہی وجہ ہے کہ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: اپنی یومیہ نمازوں میں رکوع و سجود کو طول دو، کیونکہ ایسی حالت میں شیطان اسکے پیچھے سے چلاّتا ہے اور کہتا ہے: لعنت ہے مجھ پر! یہ شخص اطاعت کرتا ہے اور میں نے نافرمانی کی یہ سجدہ کرتا ہے اور میں نے سرکشی کی (جب مجھے آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا اور میں نے نہیں کیا۔[۲]

۱ مثنوی طاقدیس، حاج ملاّ احمد نراقی صفحہ ۱۱۹

۲ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۲۱

ایک دوسری روایت کے مطابق جب انسان واجب سجدہ والی قرآن کی آیت پڑھتا ہے اور فوراً سجدہ کرتا ہے۔ [۱] تو شیطان ایک گوشہ میں جا کر بیٹھ جاتا ہے اور اپنے او پر لعنت بھیج کر زار و قطار روتا ہے۔ [۲]

۳۱۔ ابلیس اور حسد: (نماز)

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں جب کوئی مسلمان نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو ابلیس ملعون اسے حسد کی نگاہ سے دیکھتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ خدا کی رحمت نے اس نمازی کو سر سے پیر تک اپنے گھیرے میں لے لیا ہے۔ [۳]

ایک روایت پیغمبر اسلامؐ سے اس مضمون کی نقل ہوئی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جب تک مسلمان خاص کر مومن اپنی پنج گانہ نمازوں کی حفاظت کرتا ہے اور اسے وقت پر ادا کرتا ہے وہ ایک طرف نماز کی حقیقی روح اور اس کے باطن سے آشنا ہوتا اور آداب و احکام نماز کو صحیح طریقہ سے بجالاتا ہے تو شیطان ملعون اس کی طرف سے ڈرا اور خائف رہتا ہے اور اس سے بھاگتا ہے لیکن اگر مومن روح نماز سے آشنا نہ ہو، اس کے آداب و احکام کی رعایت نہ کرے اور ان امور کو ضایع کرے تو شیطان اس کے مقابلہ میں جری ہو جاتا ہے اور اسے گناہ کی وادی میں دھکیل دیتا ہے یعنی اسے ایسے امور انجام دینے پر تیار کرتا ہے جو بڑے

[۱] جن آیتوں کی تلاوت پر سجدہ واجب ہوتا ہے وہ حسب ذیل ہیں (سجدہ/۱۵) (فصلت/۳۷)(نجم/۶۲)(علق/۱۹)

[۲] بحارالانوار جلد ۶۰ ص ۲۲۱ [۳] خصال جلد ۲ ص ۶۳۲

گناہوں کا سبب بنتے ہیں۔ [۱]

لہٰذا قرآنی آیت کے مطابق حقیقی نماز وہ ہے جو "ان الصلواۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر" [۲] نماز انسان کو گناہوں سے روک دیتی ہے یعنی وہ نماز جس کے ظاہری اور باطنی آداب مکمل طریقہ سے انجام پائیں۔

لہٰذا موحد، مؤمن اور مسلمان کو جان لینا چاہیئے کہ اگر وہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی نماز کے ظاہری اور باطنی آداب کی رعایت نہیں کرتا اور نماز کی روح سے وہ مکمل طریقہ سے بے خبر ہے۔

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

الصّلواۃ حصن من سطوات الشّیطان

نماز شیطانی حملوں کے مقابل ایک محکم اور مضبوط قلعہ ہے۔ [۳]

حضرتؑ دوسرے جملہ میں فرماتے ہیں:

الصّلواۃ حصن الرّحمٰن و مدحرۃ الشّیطان

نماز خدائے رحمان کی پناہ گاہ اور قلعہ اور شیطان لعین کو دور کرنے والی ہے۔ [۴]

امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا:

ملک الموت نماز پنج گانہ کے وقت لوگوں کو دیکھتے ہیں جو اوّل وقت

[۱] وسائل الشیعہ جلد ۳ ص ۱۸ [۳] غرر الحکم جلد ۲ ص ۱۶۶

[۲] عنکبوت/۴۵ [۴] غرر الحکم جلد ۲ ص ۱۶۷

نماز پڑھتا اور اس کے آداب و شرائط کی رعایت کرتا ہے مرتے وقت اسے کلمۂ شہادتین کی تلقین کرتے اور شیطان کو اس سے دور کرتے ہیں۔[1]

۳۲۔شیطان تاک میں ہے:(ہوشیاری)

ایک دن حضرت موسیٰ خدا سے مناجات میں مشغول تھے اتنے میں شیطان ظاہر ہوا اور آپ کے قریب آیا، ایک فرشتہ نے اسے دیکھا تو پوچھا جبکہ وہ اپنے خدا سے راز و نیاز کر رہے ہیں تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے جواب دیا میں ان سے بھی وہی چاہتا ہوں جو ان کے باپ آدمؑ سے جنت میں چاہا تھا اور اس تک پہونچا تھا جس طرح آدمؑ نے حکم خدا کو اہمیت نہیں دی اور بہشت سے نکالے گئے ان کی اولاد بھی نافرمانی اور گناہ کرکے عذاب خداوندی میں گرفتار ہوگی۔[2]

لہٰذا اے انسان آگاہ اور ہوشیار رہ! کیونکہ شیطان تجھ سے ایک منٹ کے لیے بھی غافل نہیں ہے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

اشعر قلبك التّقویٰ و خالف الھویٰ تغلب الشّیطان.

۱۔ وسائل جلد ۲ ص ۶۶۳

۲۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۳۶، امالی شیخ صدوق مجلس ۹۵، کلمۃ اللہ ص ۹۷ حدیث ۱۰۵۔

"تقویٰ اور پرہیزگاری کو اپنے دل کا شعار بناؤ اور نفسانی خواہشات کی مخالفت کرو تاکہ شیطان پر غلبہ پاسکو۔[1]

۳۳۔ابلیس تفرقہ ڈالنے والا ہے:(صلح و آشتی)

جب دو مسلمانوں یا مؤمنوں کے درمیان ناچاقی اور جدائی ہوتی ہے تو شیطان بہت زیادہ خوش ہوتا ہے لیکن وہ لوگ جیسے ہی آپس میں میل کر لیتے ہیں شیطان کا جسم لرزنے اور کانپنے لگتا ہے اس کے گھٹنے بھی لرزنے لگتے ہیں وہ نعرہ لگاتا ہے وائے ہو مجھ پر کہ اس صلح کی وجہ سے میں ہلاک ہوگیا۔[2]

۳۴۔ابلیس فتنہ جو ہے:(جدائی)

جب ابلیس دو مؤمنوں کے درمیان دشمنی پیدا کرتا ہے تو ان میں سے وہ کسی کو راہ راست سے منحرف کیے بغیر نہیں چھوڑتا اور جب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوجاتا ہے تو بہت خوش ہوتا ہے اور اطمینان سے زمین پر چت لیٹ جاتا ہے۔اور کہتا ہے میرا مقصد پورا ہوگیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا اس شخص پر اپنی رحمت نازل فرمائے جو میرے دو دوستوں کے درمیان الفت و محبت پیدا کرے پس اے ایمان والو! آپس میں

۱۔ غرر الحکم، جلد ۲ صفحہ ۱۹۵

۲۔ اصول کافی، جلد ۲ ص ۴۵

الفت ومحبت اور انس پیدا کرو۔[1]

۳۵۔شیطان کی صورت: (احسان اور نیکی)

اسحاق بن عمار کہتے ہیں امام صادق علیہ السّلام نے مجھ سے فرمایا: اے اسحاق میرے دوستوں کے ساتھ جتنی بھلائی کر سکتے ہو کرو کیونکہ جب کوئی مومن دوسرے مومن پر احسان اور نیکی کرتا ہے تو گویا ابلیس کے چہرہ کو نوچتا اور اس کے دل کو زخمی کرتا ہے۔[2]

امام صادقؑ نے عبد اللہ بن جندب سے اپنی نصیحتوں میں فرمایا: آدمی کو پھنسانے کے لیے شیطان کے پاس جال اور رسّیاں ہیں لہٰذا تم اپنے آپ کو ان سے بچاؤ۔

جندب نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ وہ شیطان کے جال کیا ہیں؟ فرمایا:

"ایک تو یہی کہ وہ مؤمن بھائی پر احسان اور نیکی کرنے سے روکتا ہے اور اس کی رسّیاں نیند وغیرہ ہیں یعنی آدمی سو جائے تا کہ واجب نماز وغیرہ ادا نہ کر سکے۔[3]

---

[1] اصول کافی جلد ۴ ص ۴۵

[2] اصول کافی جلد ۳، ص ۲۹۵

[3] تحف العقول، بحار الانوار جلد ۷۵ صفحہ ۲۸۰

۳۶۔شیطان کا درد: (ملاقات)

ابوالمغرا کہتے ہیں کہ میں نے امام کاظم علیہ علیہ السّلام کو فرماتے سنا ہے کہ: شیطان سے مقابلہ کے لیے ہتھیار نکالو اور شیطان کو زیادہ زخم پہونچانے والا ہتھیار مومنین کا آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات کرنا ہے۔

واقعاً جب دو مومن ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور خدا کے بارہ میں اور ہم اہل بیتؑ کی فضیلت کی باتیں کرتے ہیں تو درد کی شدت سے شیطان کے چہرہ کا گوشت گرتا ہے۔[1]

۳۷۔شیطان کے دوست: (عیب جوئی)

مفضل بن عمر کہتے ہیں کہ امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا: جو شخص کسی مومن کی برائی اور اس کے نقصان کی بات کرے اور اس سے اس کا مقصد اس مومن کی عیب جوئی اور بے آبروئی ہوتا کہ اس راستہ اسے لوگوں کی نگاہوں سے گرادے اور سماج میں اسے ذلیل و خوار کردے خداوند عالم ایسے شخص کو اپنی دوستی سے شیطان کی دوستی کی طرف ہنکا کر جتلا کر دیتا ہے لیکن شیطان بھی اس کی دوستی قبول نہیں کرتا اور ایسے آدمی سے بیزاری اور نفرت اختیار کرتا ہے۔[2]

---

[1] اصول کافی جلد ۳، ص ۲۷۰

[2] اصول کافی جلد ۴، ص ۶۲

۳۸۔شیطان کی آمد: (گالیاں)

ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے ابوبکر کو گالیاں دینا شروع کیں پیغمبر اسلامؐ چپ چاپ یہ منظر دیکھتے رہے جب وہ چپ ہوا تو ابوبکر نے جواب میں گالیاں شروع کر دیں تو پیغمبرؐ اس جگہ سے اٹھ گئے اور فرمایا: اے ابوبکر جب اس شخص نے تمہیں گالیاں دینا شروع کی تھیں تو خدا نے ایک فرشتہ تمہارے دفاع کے لیے بھیجا تھا لیکن جب تم نے وہی حرکت شروع کر دی تو جو فرشتہ آیا تھا وہ تو چلا گیا اور اس کی جگہ شیطان آ گیا اور میں اس بزم میں بیٹھ ہی نہیں سکتا جس میں شیطان ہو۔ پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں:

'المستبّان شیطانان یتهاتران'

''دو آدمی جو ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہتے اور گالیاں دیتے ہیں دو شیطان ہیں جو ایک دوسرے کو جھٹلاتے ہیں۔[1]

امام صادقؑ نے فرمایا:

''جو شخص اس بات کی پروانہ کرے کہ وہ دوسروں کے بارہ میں کیا کہہ رہا ہے یا دوسرے اس کے بارہ میں کیا کہہ رہے ہیں تو شیطان ان کی طبیعت میں دخیل اور شریک ہے۔[2]

---

[1] جامع السعادات جلد ا ص ۳۳۴، محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۳۱۵، درسہائی از تاریخ ص ۸۱، الغدیر جلد ۱۵ ص ۴۹، احیاء العلوم جلد ۳۰، ص ۷۰ ۳۔ [2] بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۰۷

۳۹۔فرشتوں کی دوری: (لڑائی جھگڑا)

امام صادق علیہ علیہ السّلام فرماتے ہیں: جب دو آدمی کسی معاملہ میں ایک دوسرے سے جھگڑا کرتے ہیں تو دو فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں اور جو شخص نازیبا کلمات زبان سے ادا کرتا ہے یا گالم گلوچ کرتا ہے اس کے جواب میں کہتے ہیں:

اے بیوقوف اور بے عقل! جو کچھ تو بک رہا ہے تو خود اس کا زیادہ حق دار ہے اور بہت جلد تجھے تیری ناسزا گوئی کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا اس کے بعد دوسرا شخص جس نے صبر اور بردباری سے کام لیا تھا اس سے کہتے ہیں تمہیں اس تحمل اور برداشت اور صبر وشکیبائی کے لیے بخشش ومغفرت سے نوازا جائے گا بشرطیکہ آخر تک اپنی بردباری کو باقی رکھو۔

لیکن اگر دوسرے شخص نے بھی تحمل کا دامن چھوڑ دیا اور گالی کا جواب گالی سے دیا تو وہ دونوں فرشتے ان دونوں کو چھوڑ کر آسمان کی طرف پرواز کر جاتے ہیں۔[1]

ایک جملہ میں امام صادقؑ فرماتے ہیں:

''المراء داء دوی ولیس فی الانسان خصلة شرّمنه وهو خلق ابلیس و نسبته''

لڑائی جھگڑا وہ بری اور پست بیماری ہے جس سے زیادہ بری کوئی دوسری

---

[1] وسائل الشیعہ جلد ۱۱ ص ۲۱۱

صفت انسان کے اندر نہیں پائی جاتی کیونکہ لڑائی جھگڑا ابلیس اور اس سے تعلق رکھنے والوں کی صفت ہے۔ ۱

۴۰۔ واقعی بہادر: (نفس پر قابو)

ایک دن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جگہ سے گذرے تو آپؐ نے دیکھا کہ مجمع میں ایک طاقت ور شخص زور آزمائی کر رہا ہے اور وہ پتھر جسے لوگ پہلوانوں کا پتھر کہتے ہیں اسے زمین سے اٹھانے میں لگا ہے اور تماشا دیکھنے والا مجمع اس آدمی کی زور آزمائی کو دیکھ کر اس کا حوصلہ بڑھا رہا ہے۔ پیغمبر اسلامؐ نے دریافت کیا کہ یہ مجمع کیسا ہے کچھ لوگوں نے اس پہلوان کے وزن برداری کے بارہ میں بتایا۔ حضرتؐ نے مجمع میں پوچھا کیا میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے بڑا پہلوان کون ہے؟

سب سے بڑا بہادر وہ شخص ہے جسے اگر کوئی گالیاں دے تو وہ برداشت کرے اور اپنے سرکش اور انتقام جو نفس پر قابو پالے اور اپنے نفس کے شیطان اور گالی دینے والے ابلیس پر فتح پا جائے۔ ۲

۴۱۔ ذوالکفل پیغمبر اور شیطان: (غصہ)

ذوالکفل خدا کے پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر اور الیسع علیہ السلام کے صحابی

۱ منیۃ المرید شہید ثانی، ص ۱۱۸
۲ مجموعہ ورام جلد ۲ ص ۱۰

تھے۔ جب الیسعؑ کا آخری وقت آیا تو انھوں نے اپنا جانشین بنانا چاہا، اصحاب کو جمع کر کے فرمایا: تم میں سے جو شخص مجھ سے تین باتوں کا عہد کرے میں اسے اپنا وصی اور جانشین بناؤں گا۔ (۱) ہمیشہ دن میں روزہ رکھے، (۲) ہمیشہ راتوں کو بیدار رہے۔ (۳) اور کبھی غصہ نہ کرے۔ ذوالکفل نے کہا میں ان باتوں پر عمل کرنے کا عہد کرتا ہوں، مذکورہ عہد و پیمان کو قبول کرنے کے بعد ذوالکفلؑ کو جانشینی مل گئی اور جیسے ہی جناب الیسعؑ کا انتقال ہوا آپ منصب نبوت پر فائز ہو گئے، شیطان کو جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو اس نے جناب ذوالکفل کو غصہ دلا کر عہد و پیمان کی خلاف ورزی کرنے پر اکسانا چاہا۔ اس نے نعرہ لگا کر کے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور کہا تم میں سے کون ذوالکفل کو غصہ دلا سکتا ہے۔ ایک شیطان جس کا نام ابیض تھا اس نے کہا یہ کام میں کر سکتا ہوں۔ شیطان نے اس سے کہا جاؤ شاید تمہیں کامیابی مل جائے۔

ذوالکفل عہد کے مطابق راتوں کو شب بیداری کرتے تھے اور خدا سے مناجات میں گذار دیتے تھے اور دن میں ظہر سے پہلے تک اپنے ذاتی امور انجام دیتے تھے اور اس سے فارغ ہونے کے بعد تھوڑا بہت سو لیتے تھے اور عصر کے وقت سے لوگوں کے مسائل حل کرتے تھے ابیض نامی شیطان ذوالکفل کو غصہ دلانے کی تاک میں لگا تھا۔ آپ سو رہے تھے کہ وہ شیطان داد و فریاد کرتا ہوا آپ کے پاس آیا کہ مجھ پر ظلم ہوا ہے ایک شخص نے میرا حق مار لیا ہے، چل کر ہم کو اس سے ہمارا حق دلائیے۔ ذوالکفل جاگ گئے بڑی نرمی سے اس سے فرمایا: جاؤ اسے میرے پاس بلا لاؤ، ابیض نے کہا کہ میں یہاں سے نہیں جاؤں گا

ذوالکفل نے اپنی مخصوص انگوٹھی اس کے حوالہ کی کہ اسے دکھا کر اس شخص کو جس نے تم پر ظلم کیا ہے بلا لاؤ، ابیض نے انگوٹھی لی اور چلا گیا دوسرے دن جیسے ہی ذوالکفل سوئے پھر آ گیا اور پہلے دن کی طرح داد وفریاد شروع کی اور کہا جس نے مجھ پر ظلم کیا ہے اس نے تمہاری انگوٹھی کی طرف دیکھا بھی نہیں اور میرے ساتھ نہیں آیا۔ آپ کے ایک غلام نے ابیض کو ڈانٹا کہ انصاف طلب کرنے کا یہ کون سا وقت ہے تم انھیں آرام نہیں کرنے دیتے یہ نہ کل دن میں سوئے ہیں اور نہ رات میں ہی سوئے ہیں۔

ابیض نے کہا میں انھیں بالکل سونے دوں گا کیونکہ مجھ پر ظلم ہوا ہے اور انھیں ظالم سے میرا حق دلوانا ہوگا ذوالکفل بہت نرمی اور آہستگی سے اٹھے اور ایک خط لکھا اور اس پر اپنی مہر لگائی تاکہ اسے دکھا کر ابیض اس شخص کو فیصلہ کے لیے لائے جس نے اس پر ظلم کیا تھا، ابیض چلا گیا اس دن بھی آپ کی نیند خراب ہوئی اور پھر رات بھر خدا سے دعا ومناجات میں گذری۔

تیسرے دن بھی تنی بے خوابی اور تھکاوٹ کے باوجود جیسے ہی ذوالکفل سوئے ویسے ہی چیخ پکار کرتا ہوا وہ شیطان پھر آ گیا اور ذوالکفل کو جگا کر کہنے لگا کہ وہ ظالم شخص نہ تو آپ کی انگوٹھی سے متاثر ہوا اور نہ ہی آپ کے مہر خط نے کوئی اثر کیا وہ کسی طور آنے کے لیے رضامند نہیں ہے۔

جیسے بھی ہو آپ مجھے میرا حق دلوایئے تھکے ماندے ذوالکفل اٹھے اور ابیض کا ہاتھ پکڑا اور انصاف کرنے کے لیے ظالم کے پاس جانے کے لیے چل پڑے، اس وقت بہت تیز گرمی اور تپش تھی کہ زمین پر چنا گرتے ہی بھن جائے، اس

حال میں بھی شیطان نے دیکھا کہ ذوالکفل کی پیشانی پر بل نہیں ہے اس نے سمجھ لیا کہ کسی بھی طرح انھیں غصہ نہیں دلایا جا سکتا اسے یقین ہو گیا کہ وہ اپنے مشن میں ناکام ہو گیا لہٰذا اس نے اچانک ذوالکفل کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور چیخ مار کر بھاگ کھڑا ہوا۔[1]

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

'ظفر بالشّیطان من غلَب غضبه'

''جو شخص اپنے غصہ پر قابو پالے وہ شیطان پر فتح پا گیا۔[2]

ایک دوسرے جملہ میں آپؑ نے ارشاد فرمایا:

'احذر الغضب فانّه جند عظیم من جنود ابلیس'

''غصہ گرمی سے دور رہو کیونکہ یہ بُری صفت شیطان کے لشکروں میں سے ایک عظیم لشکر ہے۔[3]

۴۲۔ شیطان کی دخل اندازی: (غصہ)

ایک دن امام محمد باقر علیہ السلام کی بزم میں غصہ اور گرمی کی باتیں چل رہی تھیں تو حضرتؑ نے اپنی مختصر سی گفتگو میں فرمایا:

۱۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۱۹۵ وص ۱۹۶، قصص قرآن یا تاریخ انبیاء جلد ۲ ص ۱۹۶، استعاذہ شہید دستغیب ص ۱۱۹

۲۔ غرر الحکم جلد ۲ ص ۲۷۴

۳۔ نہج البلاغہ فیض/ نامہ ۶۹، میزان الحکمت جلد ۵ ص ۹۶ وجلد ۷ ص ۲۳۲

"غصہ وہ شیطانی شعلہ ہے جو آدمی کے دل میں بھڑکتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب کسی کو غصہ آتا ہے تو اس کی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں، گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں اور شیطان اس کے وجود میں داخل ہو جاتا ہے۔[1]

لہٰذا ہر گھڑی ممکن ہے غصہ وگرمی انسان کو دوزخ کی طرف کھینچے، غصہ والے شخص کا کبھی بھی غصہ گناہ کیے بغیر جاتا ہی نہیں ہے۔ لہٰذا اگر تم میں سے کسی کو سخت غصہ ہو تو اگر وہ کھڑا ہے تو فوراً بیٹھ جائے تاکہ شیطان کی ناپاکی اور وسوسہ اس سے دور ہو جائے، غصہ پی لے اور بیٹھا ہو تو فوراً کھڑا ہو جائے تاکہ غصہ کی گرمی نکل جائے اور شیطان کا غلبہ ختم ہو جائے۔[2]

۴۳۔ شیطان کے حامی و مددگار: (غیظ)

ایک دن شیطان ایک راہب کے پاس آیا، راہب نے اس سے پوچھا آدمی کی کون سی صفت تمہارے کام میں تمہاری مدد کرتی ہے۔ شیطان نے کہا: تیزی اور تندی (غیظ وغضب) راہب نے پوچھا وہ کیسے؟ شیطان نے کہا: جب آدمی غضب ناک اور خشم گین ہوتا ہے تو غصہ میں بھر جاتا ہے ایسی حالت میں اسے مزید غصہ دلا کر اپنی گرد ایسے نچاتا ہوں جیسے بچوں کے ہاتھ میں گیند ناچتی ہے۔ دوسری روایت میں شیطان کہتا ہے: آدمی مجھ پر کیونکر قابو پا سکتا ہے جبکہ وہ یہ

۱۔ اصول کافی جلد ۳ ص ۴۱۵
۲۔ اصول کافی جلد ۳، ص ۴۱۲ و ص ۴۱۵، امالی شیخ صدوق مجلس ۵۴ حدیث ۲۵

پسند کرتا ہے کہ میں اس کے دل میں گھر کرلوں یہی وجہ ہے کہ جب وہ غضبناک ہوتا ہے تو میں فوراً اس کے ذہن پر قبضہ کر لیتا ہوں اس گھڑی، غصہ، غضب غرور اور بیجا تعصب کی ہوا اس کے دماغ میں بھر دیتا ہوں تاکہ غیظ وغضب کی شدّت کی وجہ سے گناہ ومعصیت کا مرتکب ہو اور جو میں چاہوں اسے وہ انجام دے۔[1]

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

'ایاك والغضب فانّه طیرة من الشّیطان'

"غیظ وغضب سے پرہیز کرو کیونکہ یہ شیطان کی طرف سے جنونی صفت ہے۔[2]

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا:

'الغضب جمرة من الشّیطان'

"غصہ شیطان کی آگ کا شعلہ ہے۔"[3]

۴۴۔ شیطان کا تعجب: (دوستی ودشمنی)

شیطان کہتا ہے کہ مجھے آدمی پر حیرت ہوتی ہے وہ دعویٰ کرتا ہے کہ خدا کو دوست رکھتا ہے لیکن اس کی نافرمانی کرتا ہے دوسری طرف اعلان کرتا ہے کہ میں

۱۔ المحجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۵۹، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۶۸
۲۔ نہج البلاغہ فیض الاسلام مکتوب/ ۷۶، میزان الحکمت جلد ۷ ص ۲۳۲
۳۔ ماہنامہ پاسدار اسلام شمارہ ۱۶۳

شیطان کو دشمن سمجھتا ہوں لیکن میری اطاعت اور فرمانبرداری کرتا ہے۔ ۱

کہا جاتا ہے:

'ایاك ان تکون عدوّالابلیس فی العلانیة صدیقاله فی السّر'

''کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بظاہر شیطان سے دشمنی کا اظہار کرو اور باطن میں اس کے دوست رہو۔ ۲

۴۵۔شیطان اور دلّال: (جھوٹی قسم)

شیطان سے پوچھا گیا کس قسم کے آدمی تمہیں پسند ہیں،

اس نے جواب دیا: دلال!

پوچھا گیا وہ کیوں؟ شیطان نے جواب دیا: میں ان کے جھوٹ بولنے کے گناہ پر راضی تھا لیکن انھوں نے جھوٹ کے ساتھ جھوٹی قسم کا بھی اضافہ کر دیا۔ ۲

(یہ خود ایک طرح کی بغیر پیسہ کوڑی کی دلالی ہے جس کا فائدہ مجھے پہونچتا ہے اور وہ خود بڑے گناہ میں گرفتار ہوتا ہے۔)

۴۶۔شیطان اور گناہگار: (خواب و بیداری)

بیان ہوا ہے کہ شیطان کے لیے گنہ گار کے سونے سے زیادہ تکلیف دہ اور

۱ مجموعہ ورام جلد ۲ ص ۳۰ ۲ ماہنامہ پاسدار اسلام شمارہ ۱۶۳

نا گوار کوئی چیز نہیں ہوتی جب آدمی سو رہا ہوتا ہے تو شیطان بے چین رہتا ہے اور کہتا ہے یہ گنہ گار کب اٹھے گا اور دوبارہ گناہوں میں ملوث ہوگا۔

لہٰذا کہا جاتا ہے کہ اگرچہ شیطان ہوشیاری اور بیداری کا دشمن ہے اور وہ صالحین اور پرہیزگاروں کا سونا پسند کرتا ہے لیکن شریر اور گنہ گاروں کا سونا اسے تکلیف دیتا ہے کیونکہ سونے میں وہ بُرے کاموں کی انجام دہی سے باز رہتا ہے۔ ۱ اس لیے گنہ گار شخص کے حق میں بہترین حالت سونے کی حالت ہے کیونکہ اس صورت میں اگر اس میں کوئی خیر نہیں رہتا تو کم از کم شر بھی اس سے صادر نہیں ہوتا۔ ۲

۴۷۔شیطان مسجد میں: (عالم کا سونا اور جاہل کی عبادت)

ایک خدا رسیدہ عالم دین جو زاہد و عابد تھے مسجد کے ارادہ سے گھر سے نکلے مسجد پہونچ کر دیکھا شیطان دروازہ کے بیچوں بیچ کھڑا ہے اور بار بار اپنا پیر مسجد میں داخل کرتا اور پھر باہر نکال لیتا ہے جیسے کہ وہ فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ مسجد میں جائے یا نہ جائے۔ عالم نے بیان کیا کہ میں نے شیطان سے کہا: اے ملعون تو یہاں کیا کر رہا ہے؟ شیطان نے کہا اس مسجد میں ایک جاہل نماز پڑھ رہا ہے اور ایک عالم سویا ہوا ہے میں جاہل کی نماز کے درپے ہوں لیکن اس عالم کی شوکت و ہیبت مجھے روک رہی ہے۔

۱ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی جلد ۲ ص ۵۹۹

۲ رسالہ قشیریہ ص ۲۰۷

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا:

'نوم العالم خیر من عبادۃ الجاھل'

''عالم کا سونا جاہل کی بیداری سے بہتر ہے۔'' ۱

ایک دوسری روایت میں ارشاد ہوتا ہے۔

'نوم مع علم خیر من صلاۃ مع الجھل'

''علم کے ساتھ سونا جہالت کے ساتھ نماز سے بہتر ہے۔ ۲

رسول اکرمؐ کی حدیث ہے:

'فقیہ واحد اشدّ علی الشّیطان من الف عابد'

''ایک فقیہ شیطان کے لیے ایک ہزار عابدوں پر بھاری ہے۔ ۳

اسی وجہ سے شیطان ایک جامع الشرائط فقیہ اور عالم دین کی موت پر بہت زیادہ خوش ہوتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ خدا رسیدہ عالم اور فقیہ لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کا سبب اور گمراہی وضلالت سے نجات کا ذریعہ ہے۔

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

'ما من احد یموت من المؤمنین احبّ الیٰ ابلیس من موت فقیہ'

---

۱ جامع التمثیل ص ۳۲۰، میزان الحکمت جلد ۶ ص ۴۵۹،

۲ محجۃ البیضاء جلد ۱ ص ۲۱

۳ محجۃ البیضاء جلد ۱ ص ۲۱

''شیطان کے لیے کسی مومن کی موت ایک فقیہ اور عالم دین کی موت سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے۔'' ۱

۴۸۔ شیطان اور ابوسعید خراز: (دل کا نور)

ابوسعید خراز کہتے ہیں میں نے ایک رات کو خواب میں ابلیس ملعون کو دیکھا تو اسے مارنے کے لئے اپنا عصا اٹھایا۔ ابلیس نے کہا اے شیخ میں تمہارے عصا سے نہیں دل کے اس نور سے ڈرتا ہوں (جو خدا کا گھر اور اس کے اوپر ایمان اور اس کے ذکر سے بھرا ہوا ہے۔ ۲

حضرت علیؑ علیہ السلام فرماتے ہیں:

'ذکر اللہ مطردۃ الشّیطان'

''خدا کا ذکر شیطان کو دور کرنے والا ہے۔ ۳

حضرت امیر المؤمنین علیہ السّلام نے فرمایا:

'علیك بذکر اللہ فانّہ نور القلب'

''ذکر خدا کرو کیونکہ یاد خدا اور ذکر خدا دل کی روشنی اور اس کا نور ہے۔ ۴

---

۱ اصول کافی جلد ۱ ص ۴۶، منیۃ المرید شہید ثانیؒ ص ۶۹

۲ رسالہ قشیریہ ص ۲۰۷، تذکرۃ الاولیاء، جلد ۲، ص ۳۵

۳ غرر الحکم جلد ۴ ص ۲۸

۴ غرر الحکم جلد ۴ ص ۲۸۸

۴۹۔شیطان کی خوشی: (قناعت)

کہا جاتا ہے کہ شیطان اور اس کے چیلے تین باتوں کے سلسلہ میں بہت زیادہ خوش ہوتے ہیں۔(۱) پہلے یہ کہ کوئی مومن ناحق قتل کیا جائے۔(۲) دوسرے یہ کہ کوئی شخص کفر کی حالت میں اس دنیا سے اٹھ جائے۔(۳) تیسرے یہ کہ انسان کے دل میں قناعت اور بے نیازی نہ ہو۔خداوند عالم فرماتا ہے:

'وضعت الغنیٰ فی القناعة و هم یطلبونه فی کثرة المال فلا یجدونه'

''میں نے آسایش، آرام اور غنیٰ قناعت میں رکھا ہے لیکن لوگ اسے مال وثروت کی کثرت میں تلاش کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ اسے نہیں حاصل کر پاتے۔[۱]

۵۰۔شیطان کی عاجزی: (مال حرام)

ابلیس معون کہتا ہے ہر وہ چیز جو مجھے انسان کو بہکانے میں عاجز کرے تو تین چیزوں میں ایک چیز کے ذریعہ میں اس سے ہرگز عاجز نہیں ہوتا ہوں۔

۱۔ مال کے حرام طریقہ سے حاصل کرنے سے۔
۲۔ مال کے واجبی حقوق (خمس زکات) کے ادا نہ کرنے سے۔
۳۔ اور مال کو باطل اور حرام چیزوں میں مصرف کرنے سے۔

۱۔ رسالہ قشیریہ ص ۴۵۴

لہٰذا انسان اگر ان مالی امور میں پھنس جائے اور آلودہ ہو جائے تو اسے یقین کر لینا چاہیئے کہ شکاری کے اس جال سے آدمی کے لیے نکلنا آسان نہیں ہے ہوشیار رہو کہیں تمہارا پیر شیطان کے جال پر نہ پڑنے پائے۔

اکثر خدا رسیدہ بزرگ اور علماء فرماتے ہیں: جو شخص مال حرام کی کثافت میں گرفتار ہو جائے وہ پھر کبھی الہام (کار خیر کی طرف فرشتوں کی دعوت) اور وسوسہ (برے کاموں کی طرف شیطان کی دعوت) میں فرق نہ سمجھ پائے گا۔[۱] کیونکہ اس کا گوشت پوست اور ہڈیاں حرام کے ذریعہ بڑھی اور مضبوط ہوئی ہیں البتہ چونکہ اس کی مہار شیطان کے ہاتھ میں ہوتی ہے لہٰذا ہر برے کام کا وہ مرتکب ہوتا ہے کیونکہ تمام گناہوں کی جڑ مال حرام اور حرام خوری ہے قرآنی آیت کے مطابق شیطان اسی راستہ سے انسان کے وجود میں راہ پاتا ہے اور اسے ہلاکت کے دل دل میں ڈال دیتا ہے۔

۵۱۔شیطان کی دوکان: (حبّ دنیا)

دنیا شیطان کی دوکان ہے اس کی دوکان سے کوئی چیز چراؤ اور اسے ختم کردو کیونکہ وہ تمہارا پیچھا کرے گا اور تمہیں اپنے جال میں پھنسائے گا۔ دوسرے لفظوں میں بزرگوں نے کہا ہے کہ دنیا شیطان کی دوکان ہے ہذا اس کی دوکان سے کچھ نہ چراؤ ورنہ وہ تمہارا پیچھا کرے گا۔[۲] ابلیس کا زبردست جال دینوی

۱۔ عوارف المعارف ص ۱۷۷
۲۔ محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۳۶۹، مجموعہ ورام جلد ۱ ص ۱۳۶

امور میں دل لگانا ہے وہ دنیا کو لوگوں کی نظروں میں سجاتا ہے اور خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے تاکہ لوگ اس میں مشغول ہو کر آخرت کو بھول جائیں تو اے انسان دنیا کے جو امور تجھے شیطان کی کمند میں گرفتار کر سکتے اور ہلاک کر سکتے ہیں ان سے پرہیز کر کیونکہ اس پست و ناچیز دنیا کی محبت تمام بدبختیوں کا سرچشمہ ہے۔

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا:

'حبّ الدّنیا اصل کلّ معصیة و اوّل کلّ ذنب'

''دنیا کی دوستی ہر گناہ کی جڑ اور اس کا سرچشمہ ہے۔[۱]

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

'حبّ الدّنیا رأسُ کلّ خطیئة'

''دنیا کی دوستی ہر گناہ کی اصل ہے۔''[۲]

شیخ نجم الدین کبریٰ اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں: جس زمانہ میں میں بزرگ علماء سے کسب فیض کر رہا تھا تو وہ مجھ سے فرماتے تھے: گذشتہ زمانہ میں شیاطین اور نفس امارہ دین و دیانت کی تھیلی سے کچھ چرا لیتے تھے اور اس زمانہ میں جبکہ انسان کا دین شیاطین اور نفس امارہ کے ہاتھوں میں کھلونا بنا ہوا ہے تم ان کے ہاتھ سے کچھ چرالو۔ ہم نے کہا: کیا چیز چرائیں؟ فرمایا: اپنے عمر کی ایک گھڑی ان سے چرا کر خداوند عالم کی خالص عبادت میں خرچ کر دو۔[۳]

---

۱ میزان الحکمت جلد ۳ ص ۲۹۵

۲ مجموعہ ورام جلد ۲ ص ۱۲۲

۳ رسالہ ''ولی الهائم الخائف من لومة اللائم'' نجم الدین کبریٰ ص ۱۱

۵۲۔ شیطان کی شکار گاہ: (مال و دولت)

روایات کے مطابق: شیطان آدمی کو جس طرح چاہتا ہے اپنے گرد نچاتا ہے اور ہر گناہ کی طرف اسے کھینچتا ہے اور تھکا دیتا ہے پھر مال و دولت کے قریب تاک لگا کر بیٹھ جاتا ہے اور جیسے ہی انسان مال و دولت تک پہونچتا ہے اس جگہ وہ اس کا گریبان پکڑ لیتا ہے کیونکہ مال و دولت شیطان کی بہت بڑی شکار گاہ ہے اور بہت کم ایسے لوگ ہیں جو اس تک پہونچ جائیں اور شیطان کے فریب میں نہ آئیں۔[۱]

امام باقرؑ فرماتے ہیں:

''مال و ثروت کی دوستی انسان کے دین و ایمان پر بہت جلد اثر انداز ہوتی ہے بالکل گوسفند کے گلّہ میں دو خونخوار بھیڑیوں کی طرح کہ ایک آگے سے حملہ کرے اور دوسرا پیچھے سے حملہ کرے۔[۲]

۵۳۔ ابلیس کا شکار: (دنیا و آخرت والے)

شیخ ابو سعید ابو الخیر کہتے ہیں:

اہل دنیا شہوات، نفسانی خواہشات کی جال کے ذریعہ ابلیس کے شکار ہیں اور آخرت والے حق کے شکار ہیں غم و اندوہ اور آخرت اور

---

۱ اصول کافی جلد ۴ ص ۳، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۶۰، مجموعہ ورام جلد ۲ ص ۲۰۶

۲ اصول کافی جلد ۴ ص ۳

لقاء اللہ سے دوری کے ذریعہ۔۱ ہاں اکثر شیطانی وسوسے شہوات اور دنیا کی دوستی کی خاطر ہوتے ہیں۔

۵۴۔ شیطان کے جال اور حیلے: (غصہ اور شہوت)

ایک نبی نے ابلیس ملعون سے پوچھا تم کس طرح آدمیوں پر قابو پاتے ہو؟ ابلیس نے جواب دیا: غصہ، غیظ، شہوت اور نفسانی خواہشات کے ذریعہ۔۲

ایک دوسرے جملہ میں رسول خداؐ سے نقل ہوا ہے کہ ابلیس ملعون کہتا ہے کہ غصہ گرمی میرے شکار کے جال اور کمند ہیں جن کے ذریعہ میں بہترین لوگوں کا شکار کرتا ہوں اور انھیں جنّت میں داخل ہونے والے دروازہ سے دور رکھتا ہوں۔۳

شہوت اور ہوائے نفس کے بارہ میں حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

"الشّھوات مصاید الشّیطان"

۱ اسرار توحید جلد ۷ ص ۲۹۱

۲ محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۵۹، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۶۸

۳ جامع الاخبار فصل ۱۲۴، ص ۱۵۶، بحار الانوار جلد ۷۰ ص ۲۶۵

شہوتیں شیطان کے شکار کا جال ہیں۔۱

"والھویٰ قائد جیش الشّیطان"

ہویٰ اور نفسانی خواہش شیطانی لشکر کے سردار ہیں۔۲

۵۵۔ ابلیس اور عابد: (دھوکہ وفریب)

بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جو کبھی دنیا میں آلودہ نہ ہوا تھا اور نہ اس کے چکّر میں پڑا تھا وہ دنیا کی لذّتوں سے دور خداوند عالم کی اطاعت وعبادت میں مشغول تھا وہ دنیا سے دوری حاصل کرنے اور عبادت کے معامہ میں اتنا محنتی تھا کہ شیطان اس سے عاجز تھا۔ آخر کار ایک دن شیطان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا اور اس نے چیخ ماری اس کا پورا لشکر اس کے گرد جمع ہوگیا اس نے ان سے کہا کہ میں اس عابد کے ہاتھوں میں بہت زیادہ پریشان ہوں تم میں سے کون اسے اس کے راستہ سے ہٹا سکتا ہے۔ ایک شیطانچہ نے اپنی خدمات پیش کیں۔ شیطان نے پوچھا کیسے؟ اس نے کہا میں عورتوں کے ذریعہ اسے وسوسہ کر کے گناہ آلودہ کر سکتا ہوں۔ شیطان نے کہا: اس راستہ سے کامیاب نہ ہوگے کیونکہ وہ عورتوں سے نفرت کرتا ہے۔ دوسرے نے کہا: میں بہکا سکتا ہوں۔ شیطان نے اس سے بھی طریقۂ کار دریافت کیا۔ اس نے کہا: میں شراب پلانے اور لذیذ غذا کے ذریعہ اسے فریب دے سکتا ہوں تاکہ وہ حرام خواری اور شراب خواری کے ذریعہ ہلاک

۱ غرر الحکم جلد ۲ ص ۱۴۳ ۲ غرر الحکم جلد ۲ ص ۱۳۷

ہو۔ شیطان نے کہا: یہ طریقہ بھی فائدہ مند نہیں ہے کیونکہ پرہیزگاری کی وجہ سے اس کی اس طرح کی شہوت بھی مرگئی ہے۔ تیسرے نے کہا: میں اسے گمراہ کرسکتا ہوں۔ پوچھا کیسے؟ کہا: کارخیر کے ذریعہ وہ جس عبادت و اطاعت میں سرگرم ہے اسی کے ذریعہ فریب دے سکتا ہوں۔ شیطان نے کہا: ہاں یہ ممکن ہے کہ تم اطاعت وعبادت کے وسیلہ سے کچھ کرسکو گے، تم ہی اس کا مقابلہ کرسکتے ہو۔ وہ شیطان آیا اور اس نے عابد کے برابر میں ایک جگہ کا انتخاب کیا اور جانماز بچھا کر نماز پر نماز پڑھنا شروع کردیا۔ ایک نماز کے تمام ہوتے ہی دوسری نماز میں لگ جاتا۔ عابد نے جب یہ دیکھا تو حیران رہ گیا کیونکہ وہ ۲۴ گھنٹے میں تھوڑی دیر آرام بھی کرتا تھا لیکن اس نے دیکھا کہ نیا نمازی نہ سوتا ہے نہ آرام کرتا ہے بس مسلسل نماز پڑھے جاتا ہے اور تھکتا بھی نہیں ہے لہٰذا عابد خود اپنی نگاہ میں گر گیا اور اپنی عبادت کو حقیر اور اس کو اپنے سے بزرگ محسوس کرنے لگا۔ اس نے ارادہ کیا کہ اس نو وارد عابد سے پوچھے گا کہ وہ کس طرح اس مقام و منزلت تک پہونچ گیا یہ سوچ کر وہ اس کے پاس آیا اور کہا: اے بندۂ خدا تجھے یہ مقام کیسے حاصل ہوا تمہیں عبادت کی اتنی طاقت کیونکر نصیب ہوئی کہ خواب وخوراک سے دور اتنی نمازیں پڑھ رہے ہو۔ اس نے عابد کی باتوں پر کوئی دھیان نہ دیا نماز مکمل ہونے کے بعد دوسری نماز شروع کردیتا یہاں تک کہ عابد نے کئی مرتبہ اپنی بات دُہرائی اور اس سے التماس کی کہ تھوڑا ٹھہر جائے اور اس کی باتوں کا جواب دے دے۔

اس نو وارد عابد نے نماز تمام کی اور کہا کہ اے بندۂ خدا میں نے ایک گناہ کیا

ہے اور اس سے توبہ کی ہے۔ جب بھی اس گناہ کو یاد کرتا ہوں مجھے عبادت کی طاقت حاصل ہوجاتی ہے جو اس طرح نماز میں مشغول ہوجاتا ہوں، اسی گناہ اور توبہ کے ذریعہ میں اس مقام تک پہونچا ہوں۔ عابد نے اس سے گناہ کی نوعیت دریافت کی تاکہ اسے کرنے کے بعد توبہ کرے اور عبادت کی قوت حاصل کرے اور اس کے مقام ومرتبہ کو حاصل کرلے۔ نو وارد عابد نے کہا شہر جاکر فلاں بدکار عورت کو دو درہم دو اور زنا کرنے کے بعد توبہ کرو تاکہ عبادت ونماز کی مطلوبہ طاقت حاصل ہوجائے۔

عابد نے کہا میرے پاس پیسہ نہیں ہے۔ اس نے دو درہم اسے دیئے اور کہا اب جاؤ وہ عابد اسی حالت میں کہ جس میں عبادت کررہا تھا شہر میں وارد ہوا اور پوچھتے پوچھتے اس بدکار کے گھر پہونچ گیا جن لوگوں سے اس نے راستہ پوچھا تھا وہ سمجھتے تھے کہ شاید وہ عابد اس عورت کو نصیحت کرنے جارہا ہے۔ عابد اس عورت کے پاس پہونچا اور اسے دو درہم دے کر اپنا مدّعا بیان کیا، عورت نے اس کی حالت اور چہرہ وغیرہ سے کہ جس سے زہد وتقویٰ ظاہر ہورہا تھا سمجھ گئی کہ معاملہ کچھ اور ہے۔ عورت نے عابد سے کہا کہ جس لباس اور ہیئت میں تم یہاں آئے ہو لوگ یہاں اس طرح نہیں آتے تم مجھے پوری بات بتاؤ تو کہ یہاں کیوں آئے ہو؟ عابد نے پوری داستان سنادی۔ عورت نے کہا: اے بندۂ خدا گناہ نہ کرنا توبہ کرنے سے زیادہ آسان ہے اس لیے کہ پتہ نہیں ہے کہ گناہ کرنے کے بعد توفیق توبہ حاصل ہوگی یا نہیں یا یہ کہ توبہ قبول بھی ہوگی یا نہیں اس کے علاوہ وہ کپڑا

جو نہ پھٹا ہو وہ بہتر ہے یا وہ کپڑا پھاڑ کر پیوند لگایا گیا ہو۔ لہٰذا جس نے بھی تمہیں یہ راستہ بتایا ہے وہ شیطان تھا جو تمہارے سامنے اس طرح مجسّم ہو کر آیا تھا کہ تمہیں راہ حق سے منحرف کر دے اب واپس جاؤ اپنا دامن اس بہانہ سے آلودہ نہ کرو کیونکہ یقیناً جس وقت تم واپس اپنی جگہ پہونچو گے اسے وہاں نہ پاؤ گے کیونکہ چور جیسے ہی پہچان لیا جاتا ہے بھاگ نکلتا ہی اس طرح مومن جب سمجھ جاتا ہے کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے تو شیطان بھاگ نکلتا ہے۔ اور ہوا بھی یہی جب عابد اپنی جگہ پر پہونچا تو دیکھا وہاں کوئی نہیں ہے وہ سمجھ گیا کہ ابلیس ملعون اسے کس جال میں پھنسانا چاہتا تھا۔

اسی رات اس بدکار عورت کا انتقال ہو گیا اور جب صبح ہوئی تو اس کے دروازہ پر لکھا تھا فلاں عورت کے کفن دفن کے لیے اکٹھا ہو کیونکہ وہ عورت جنّتی ہے لوگ حیران رہ گئے کچھ سمجھ نہ سکے لہٰذا اس کا جنازہ تین دن تک دفن نہ ہو سکا یہاں تک کہ اس زمانہ کے پیغمبر جناب موسیٰ بن عمران علیہما السلام پر وحی ہوئی کہ اس عورت کے جنازہ میں جاؤ اور تم بھی اس پر نماز پڑھو اور دوسرے لوگوں کو بھی نماز پڑھنے کے لیے کہو کیونکہ میں نے اسے معاف کر دیا ہے اور جنّت اس پر واجب قرار دی ہے کیونکہ اس نے میرے ایک بندہ کو گناہ اور نافرمانی سے روکا ہے اور جو میرے دروازہ سے بھاگ کر چلا گیا تھا اسے واپس کیا ہے تو ہم نے بھی اسے نجات دے دی۔[1]

۱؎ روضۂ کافی حدیث ۵۸۴، بحارالانوار جلد ۶۰ ص ۲۷۷، انوار نعمانیہ جلد ۱ ص ۳۴۵ تحف العقول در وصایای آں حضرت بہ عبداللہ بن جندب

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

لقد نصب ابلیس حبائلهُ فی دار الغرور فما یقصد فیها الاّ اولیاء نا"

ابلیس نے اس دنیا اور دار غرور میں اپنے جال بچھا رکھے ہیں اور اس کا نشانہ ہمارے دوستوں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔[1]

۵۶۔ شیطان کا غلبہ: (خود پسندی)

ایک دن ابلیس ملعون نے اپنے سپاہیوں سے کہا اگر تین معاملات میں میں آدمی پر قابو پالوں تو اس کے بعد مجھے اس کے سلسلہ میں کوئی پریشانی نہ ہوگی کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ اس کا عمل قبول نہ ہوگا۔

۱۔ جب وہ اپنے عمل کو بڑا اور زیادہ سمجھے۔
۲۔ اپنے گناہوں کو بھلا دے۔
۳۔ جس وقت خود پسندی اور خودخواہی اس میں سرایت کر جائے۔[2]

۵۷۔ فخر ومباہات

۹ھ میں نجران کے عیسائیوں کی ایک جماعت مدینہ آئی اور اس نے پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی اور دین اسلام کے سلسلہ میں بحث و مباحثہ کیا۔

۱؎ میزان الحکمت جلد ۵ ص ۸۱ ۲؎ خصال باب ثلاثہ ح ۸۶

وہ لوگ لمبے اچھے اور قیمتی ریشمی لباس اور انگوٹھیاں پہنے ہوئے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے آں حضرتؐ کو سلام کیا لیکن آپؐ نے ان کے سلام کا جواب نہ دیا اور منہ پھیر لیا۔

وہ لوگ بہت برہم ہوئے انھیں پیغمبر اسلامؐ کے رویہ پر حیرانی تھی انھوں نے یہ بات حضرت علی علیہ السلام سے بتائی تو آپؑ نے فرمایا: مجھے لگتا ہے تمہارے زرق برق لباس کی وجہ سے پیغمبرؐ نے تمہارے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔

یہ بات ان کی سمجھ میں آ گئی وہ گئے اور انگوٹھیاں اتار کر سادہ لباس میں آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور سلام کیا اس مرتبہ آپؐ نے انھیں سلام کا جواب دیا اور ان سے خندہ پیشانی سے ملے اور ان سے فرمایا:

والّذی بعثنی بالحقّ لقد اتونی المرّۃ الاولیٰ و انّ ابلیس معھم

اس خدا کی قسم جس نے مجھے برحق مبعوث کیا ہے جب یہ پہلی مرتبہ میرے پاس آئے تو میں نے ان کے ہمراہ شیطان کو دیکھا تھا۔ [۱]

[۱] سفینۃ البحار طبع جدید جلد ۷ ص ۵۶۶، بحار الانوار جلد ۲۱ ص ۳۳۶، داستان راستان جلد ۱ ص ۱۱۲

۵۸۔ شیطانی کام: (وسوسہ)

ایک شخص کو وضو میں بہت زیادہ شک ہوتا تھا اعضاء وضو کو کئی مرتبہ دھونے کے باوجود دل مطمئن نہیں ہوتا تھا اور وہ اسے نامکمل قرار دیتے ہوئے بار بار تکرار کرتا تھا۔

عبد اللہ بن سنان کہتے ہیں: میں امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ اس آدمی کا خیال آ گیا۔ میں نے آپؑ سے عرض کیا کہ وہ شخص عاقل ہے پھر بھی وضوء کرنے میں وسوسہ کا شکار ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اس کے پاس یہ کیسی عقل ہے اور وہ کیسا عاقل ہے جو شیطان کی پیروی کرتا ہے۔

میں نے عرض کیا: وہ شیطان کی کہاں پیروی کرتا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا: تم خود اس سے پوچھ لو کہ یہ وسوسہ جو اسے ہوتا ہے کس کی طرف سے ہے تو وہ خود جواب دے گا کہ یہ ''شیطانی کام ہے'' اسے پتہ ہے کہ یہ وسوسہ کاری شیطان کے القائات میں سے ہے جیسا کہ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

من شرّ الوسواس الخنّاس، الّذی یوسوس فی صدورِ النّاس۔ (ناس ۵-۴)

میں پناہ مانگتا ہوں شیطانی وسواس کے شر سے جو نام خدا سن کر پیچھے ہٹ جاتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں وسوسے پیدا کرتا ہے۔

امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ ''وسوسہ کار'' اور ''وسواس'' کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ: وسوسہ، شک، تزلزل اور شرک وغیرہ شیطانی کام اور القائات ہیں جو وہ لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے اور انھیں سے دلوں میں باطل اور خبیث خیالات پیدا ہوتے ہیں۔

البتہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ دین میں احتیاط کرنے اور تقویٰ کی بنیاد پر وسوسہ کا شکار ہیں (مثلاً وضوء یا غسل میں وسوسہ کرنا) تو وہ دوسرے الٰہی احکام جس میں احتیاط اور توجّہ کی بہت زیادہ ضرورت ہے وسوسہ پر توجّہ کیوں نہیں دیتے کیا ایسے لوگ نظر میں ہیں جو مشکوک مال یعنی جن کا حرام یا حلال ہونا یقینی طور پر معلوم نہ ہو اس میں احتیاط کرتے ہیں اور اسے استعمال نہیں کرتے یا اپنا خمس وزکوٰۃ ایک دفعہ کے بجائے کئی مرتبہ نکالتے ہوں اور ایک دفعہ کے بجائے واجب حج کئی مرتبہ بجالاتے ہوں یعنی اگر انسان واقعاً احتیاط کرنا چاہتا ہے تو واقعی حلال پر اکتفاء کیوں نہیں کرتا؟

وسواسی آدمی کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ وسواس کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ وہ دین کے خلاف جہالت، نادانی اور نافہمی سے ربط رکھتا ہے لیکن چونکہ اس وسواسی شخص کو صحیح بات نہیں معلوم ہوئی اور اسے نہ صرف یہ کہ اس انحرافی عمل سے روکا نہیں گیا بلکہ اسکی تعریف وتوصیف ہوئی ہے اور اس نے بھی اس عمل کا پیچھا پکڑ لیا اور اسے کمال کی حد تک پہونچا دیا اور اپنے آپ کو شیطان کے ہاتھ میں کھلونا بنا دیا ہے اور اسی خدا کی بارگاہ سے دور کر دیا ہے۔

اب جبکہ یہ بات عقلی اور نقلی اعتبار سے معلوم ہو چکی ہے کہ یہ وسوسے شیطانی

ہیں اور دلوں میں آنے والے یہ خیالات ابلیس کی کارستانیاں ہیں جو ہمارے اعمال کو باطل اور ہمارے دل کو حق سے منحرف کر دیتی ہیں تو یہ بھی قابل توجّہ امر ہے کہ یہ وسوسہ کرنے والا شاید طہارت اور وضوء کی حد تک نہ رہے بلکہ اپنے ہاتھ پیر عقاید، دین اور دیانت کے بارہ میں پھیلا دے تاکہ دین کے نام پر تمہیں دین سے خارج کر دے اور وجود خدا اور قیامت کے عقیدہ کو مشکوک بنا کر ابدی بدبختی اور شقاوت سے دوچار کر دے اور تم میں جو لوگ فسق وفجور اور فحشاء سے دھوکہ نہیں کھا سکتے ان کے سامنے وہ عبادتوں، احکام الٰہی اور نیک اعمال کی نقاب اوڑھ کر ان کے عقاید سے کھلواڑ کرتا ہے لہذا جس طرح بھی ممکن ہو آدمی کو اس بری صفت کا علاج کرنا چاہیئے کیونکہ شیطان اسی کے ذریعہ آدمیوں کو اپنے قابو میں کرتا ہے۔[1]

۵۹۔شیطان قیامت کے دن: (سرکش نفس)

شیخ ابوسعید ابوالخیر کہتے ہیں: روز قیامت جب ابلیس کو اس کے ساتھیوں اور مریدوں کے ساتھ جنہیں اس نے دنیا میں بہکایا ہوگا حاضر کیا جائے گا تو اس سے کہا جائے گا تو نے اس قدر لوگوں کو بہکایا اور صراط مستقیم سے دور کیا ہے؟

شیطان جواب دے گا: نہیں میں نے انھیں صرف دعوت دی تھی، انھیں میری دعوت قبول نہیں کرنا چاہیئے تھی۔

اس سوال وجواب کے بعد حضرت آدمؑ کو ابلیس اور مریدوں کے سامنے لایا

۱۔ اربعین باب ۲۵۔

جائے گا اور کہا جائے گا خیر اب تک جو کہا اس کا وقت گذر گیا اب آدمؑ کو سجدہ کر لو تا کہ تمہیں نجات مل جائے۔

اس گھڑی شیطان کے تمام ساتھی اور مرید فریاد کریں گے اور کہیں گے: اے ابلیس سجدہ کر لے تا کہ تو خود اور ہم لوگ سب کے سب رنج و الم سے نجات پا جائیں، ان باتوں کو سن کر ابلیس رونے لگے گا اور کہے گا کہ اگر میرا اختیار میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں پہلے دن ہی سجدہ کر لیتا لیکن یہ سرکش نفس میرا اختیار میرے ہاتھوں سے چھین چکا ہے اور مجھے نہیں چھوڑتا میں اپنے نفس کو سجدہ کرنے پر آمادہ کرتا ہوں تو کہتا ہے اگر سجدہ کرنا ہوتا تو میں پہلے ہی دن کر لیتا اب کیا کیا جائے دیر ہو چکی ہے اور اس خبیث نفس سے نجات کا راستہ چھین چکا ہے۔[1]

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

ظلم نفسه من عصى الله واطاع الشّيطان

اپنے نفس اور جان پر ظلم کرنا خدا کی نافرمانی اور شیطان کی اطاعت ہے۔[2]

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں: تم شیطان سے ویسے ہی معاملہ کرو جیسے ایک اجنبی آدمی چرواہے کے کتّے سے معاملہ کرتا ہے جب کتا اس پر حملہ کرتا ہے تو وہ مجبوراً اس سے بھاگ کر چرواہے کی پناہ حاصل کرتا ہے، تم بھی شیطان کے وسوسہ کے وقت کہ جب وہ تمہیں راہ حق سے منحرف کر دینا چاہتا ہے پروردگار کے ذکر کے ذریعہ اسے اپنے سے دور کرو اور خدا کی پناہ حاصل کرو تا کہ خدا تمہیں

۱۔ اسرار التوحید جلد ۱، ص ۲۵۴ ۲۔ غرر الحکم جلد ۴، ص ۲۷۶

حق وحقیقت کی راہ پر پایدار کر دے اور اس کی مدد کے ذریعہ باطل پر غلبہ اور تسلّط حاصل کر لو اور ظالم دشمن کا شر تم سے دور ہو جائے۔

خداوند عالم کا ارشاد ہے:

انّه ليس له سلطان على الّذين امنو و علىٰ ربّهم يتوكّلون (نحل/۹۹)

جو خدا پر ایمان لے آیا اور اس نے اپنے امور کو پروردگار کے حوالہ کر دیا اور اس پر توکل اور اعتماد کیا اس پر شیطان غلبہ نہیں پاتا ہے۔

۶۰۔ شادی سے شیطان کی نفرت: (شادی میں دین کی ضمانت ہے)

بہت سے مواقع ایسے ہیں جب شیطان آہ و فغاں کرتا ہے اور رنج و درد سے پیچ و تاب کھاتا ہے ان میں سے ایک موقع اس وقت ہے جب ایک غیر شادی شدہ شخص شادی کرتا ہے۔

رسول اکرمؐ فرماتے ہیں: جب کوئی جوان شادی کرتا ہے تو شیطان چیختا ہے اور کہتا ہے مجھ پر لعنت ہو، مجھ پر لعنت ہو اس جوان نے شادی کر کے اپنا دو تہائی دین میری دسترس سے بچا لیا۔ اس کے بعد حضرتؐ فرماتے ہیں: ایسے بندہ کو اپنے ایک تہائی باقی ماندہ دین کی حفاظت کرنا چاہیئے۔[1] ایک دوسری روایت

۱۔ بحار الانوار جلد ۱۰۰ ص ۲۲۱

میں حضرتؑ نے فرمایا: اگر کوئی شخص جوانی میں شادی کرتا ہے تو شیطان چیختا ہے اور کہتا ہے مجھ پر لعنت اس جوان نے اپنا دین میرے شر سے بچا لیا۔ ۱؎

۶۱۔ شیطان اور شادی کا عہد و پیمان: (شادی شدہ وغیر شادی شدہ)

شیطان تمام حلال چیزوں سے بیزار اور متنفر ہے یہی وجہ ہے کہ جب کوئی شخص دین کے احکام کی پیروی کرتے ہوئے کوئی کام انجام دیتا ہے تو شیطان کی داد وفریاد بلند ہوجاتی ہے وہ اپنے سر پر دو ہتھڑ مارتا ہے۔ ان میں سے ایک اہم حکم اور قانون، اسلام میں شادی کا ہے جس کے ذریعہ مسلم معاشرہ شیطان کے شہوانی وسوسوں کے نقصان سے محفوظ ہوجاتا ہے اور خاندان کی تشکیل انسان کو فحشاء اور فساد سے بچالیتی ہے۔

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں: کوئی بھی حلال یا مباح عمل خدا کے نزدیک شادی سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے۔ جب کوئی مومن شادی کرتا ہے اور اپنے شب وروز اپنی بیوی کے ساتھ گذارتا ہے تو شیطان ان سے دور بھاگتا اور فریاد کرتا ہے مجھ پر لعنت ہو اس شخص نے حلال اور مباح عمل کے ذریعہ اپنے پروردگار کی اطاعت کی جس کی وجہ سے اس کے گناہ بخشے گئے۔ ۲؎

۱؎ میزان الحکمت جلد ۴ ص ۲۷۲

۲؎ مستدرک جلد ۲ ص ۵۳۱ طبع جدید جلد ۱۴ ص ۱۵۴ ابواب مقدمات نکاح باب ۱

دوسری طرف اگر یہ حلال کام چھوڑ دیا جائے یا ہمارے جوان اس حلال کام سے دور ہوجائیں۔ یا یہ کہ جوانوں کے لیے شادی کا عمل مختلف وجوہات مثلاً اقتصادیات کی وجہ سے سہل و آسان نہ ہوتو اس کے انتہائی برے نتائج ظاہر ہوں گے جس میں سے ایک فساد وفحشا اور لاابالی حرکتیں ہیں۔

لہٰذا انفرادی اور اجتماعی عمل کے یہی بُرے نتائج و آثار ہیں جسے شیطان پسند کرتا ہے وہ اسی کے ذریعہ سے مسلم معاشرہ کو معصیت وشہوت رانی کے دل دل میں دھنسانا چاہتا ہے اور اس کام کے لیے غیر شادی شدہ افراد یا وہ لوگ جو گھر بسانا نہیں چاہتے یا پھر جو شادی کر نہیں سکتے نشانہ قرار پاتے ہیں۔

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں:

تزوّج والّا فانت من اخوان الشّیاطین

شادی کرو ورنہ شیطان کے بھائیوں میں شمار ہوگے۔ ۱؎

دوسری روایت میں حضرتؑ نے فرمایا:

شرارکم عزّابکم والعُزّاب اخوان الشّیاطین

لوگوں میں سب سے بدتر افراد غیر شادی شدہ ہیں اور جو لوگ شادی نہیں کرتے اور اس سے دوری اختیار کرتے ہیں وہ شیاطین کے بھائی ہیں۔ ۲؎

۱؎ مستدرک جلد ۲ ص ۵۳۱ ۲؎ مستدرک، جلد ۲، ص ۵۳۱

۶۲۔شیطان کی خوش حالی: (میاں بیوی کی لڑائی)

سید نعمت اللہ جزائری کہتے ہیں:

جس وقت میاں بیوی میں لڑائی جھگڑا ہوتا ہے شیاطین اس گھر کے چاروں طرف جمع ہوکر خوب خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے ہیں جو ہمیں خوش کرے وہ ہمیشہ خوش وخرم رہے۔ لیکن جب دونوں صلح کر لیتے ہیں تو وہ لوگ برہم ہوکر اس جگہ سے دور چلے جاتے ہیں اور لعنت بھیجتے ہیں اور کہتے ہیں: خدا انھیں غم گین کرے جو ہماری تکلیف اور غصہ کا سبب بنتے ہیں۔[1]

ایک خاندان کی مثالی زندگی خلوص، محبت، عشق، صداقت، ایثار اور قربانی میں ہے جو ایک دوسرے کی نسبت انجام پاتی ہے۔

پیغمبر اسلام فرماتے ہیں:

انّ للّزوج من المرئة لشعبة ما ھی لشئ۔[2]

میاں بیوی کے درمیان ایسا رابطہ اور اتصال ہوتا ہے جیسا کسی دوسری چیز کے درمیان نہیں پایا جاتا لیکن ایک اچھی زندگی کے تباہ، تلخ اور ویران ہونے میں ایک دوسرے کو نہ سمجھنے اور بے ہودہ جھگڑے اور مار پیٹ کا عنصر کارفرما ہوتا ہے۔

۱۔ زہر الربیع

۲۔ المعجم المفہرس لاحادیث المثنوی جلد ۲ ص ۳۶، نہج الفصاحۃ حدیث ۸۸۱، نہج الفصاحۃ حدیث ۳۷۷، ۸۸۴۔

آنحضرتؐ فرماتے ہیں:

أیضرب احدکم المرائة ثم یظلّ معانقها

کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی اپنی بیوی کو مارے پیٹے اس کے بعد اس سے ہنسے اور ایک تکیہ پر لیٹنے کے لیے کہے۔[1]

۶۳۔ شادی کی تقریب میں شیطان کی حاضری: (ناچ گانا)

ابوالحارث اوسی حکایت کرتے ہیں کہ: ایک رات شیطان ملعون کو خواب میں دیکھا جو ایک چھت کے اوپر کھڑا ہے اور ایک گروہ اس کے داہنے اور دوسرا اس کے بائیں جانب کھڑا ہے اور میں خود دوسری چھت پر ہوں میں نے ان کے ظاہر کا بغور مطالعہ کیا دیکھا وہ بہترین رنگ برنگے لباس اس طرح پہنے ہوئے ہیں جیسے لوگ شادی وغیرہ کے جشن میں زیب تن کرتے ہیں اس کے بعد شیطان نے اپنے قریب کھڑے لوگوں سے کہا ان سے کہہ دو گائیں بجائیں۔ شیطان کے حکم سے گروہ نے گانا بجانا شروع کیا اور میں اسے سننے میں اتنا محو ہوگیا کہ قریب تھا کہ زمین پر گر پڑوں، تھوڑی دیر کے بعد شیطان نے ناچنے کا حکم دیا اور وہ لوگ ایسا ناچے کہ میں نے اپنی زندگی میں اتنا اچھا ناچ دیکھا ہی نہ تھا وہ لوگ ناچ ہی رہے تھے کہ شیطان میری طرف متوجہ ہوا اور کہا اے اباحارث: مجھے تمہارے دل تک رسائی کے لیے کوئی حربہ نہ ملا سوائے ناچ گانے اور تھرکنے

۱۔ وسائل جلد ۱۴ ص ۱۱۹

کے۔ ۱؎

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں:

کان ابلیس اوّل من ناح و اوّل من تغنّٰی

سب سے پہلے جس نے نوحہ سرائی کی ہے اور ناچا گایا ہے وہ ابلیس تھا۔ ۲؎

ابلیس ملعون اس وقت نوحہ میں مشغول ہوا جب آدم صفی اللہ کو سجدہ نہ کرنے کے جرم میں خدا کی بارگاہ سے نکالا گیا۔

اور اس نے ناچ گانا اس وقت شروع کیا جب ہزاروں حیلے بہانے اور مکر و فریب کے ذریعہ آدمؑ کو گندم کھلا کر بہشت سے نکالا۔

شادی بیاہ کی اکثر محفلوں میں بعض لوگ ایک رات کی جھوٹی لذت حاصل کرنے کے لیے اپنے دل و دماغ کو ہر حرام کے لیے آزاد چھوڑ دیتے ہیں اور کسی طرح کی رعایت نہیں کرتے اور کہتے ہیں شادی کی رات ہے اس میں خوش ہونا چاہیئے ایک رات کی بات ہے یہ گھڑی بار بار نہیں آتی جبکہ ایسے وقت میں اگر مذہبی نشست رکھی جائے تو اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں ورنہ دوسری صورت میں ایک رات کے ناجائز جشن کے بعد مشکلات ایجاد کرنے والی ہزار راتیں آئیں گی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ سلم فرماتے ہیں: جب شادی کی محفل میں بلایا

۱؎ رسالۂ قشیریہ ص ۲۶۰، احیاء العلوم جلد ۲ ص ۶۵۳

۲؎ احیاء العلوم جلد ۲ ص ۶۱۵ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۱۹۹۔

جائے تو عجلت نہ کرو بلکہ اس میں تھوڑا دیر سے جاؤ کیونکہ شادی کی بزم انسان کو دنیا میں محو کردیتی ہے (آدمی کو غافل کر کے دنیا کا دیوانہ بنادیتی ہے) اس کے برخلاف جب تشییع جنازہ میں بلایا جائے تو بہت جلدی جاؤ کیونکہ وہاں کی شرکت آخرت کی یاددہانی کا سبب بنتی ہے اور انسان کو ہوشیار کر کے آخرت کی طرف رغبت دلاتی ہے۔ ۱؎

ہاں کیوں نہ ہو حضرتؐ جانتے ہیں کہ یہ غافل انسان ایک لحظہ کے جھوٹے عشق وعیش کے لیے اپنی دنیا وآخرت کو ویران کرنے پر تیار ہوجاتا ہے لہٰذا آپ سوگوار محفل میں شرکت کو جشن شادی کی شرکت پر مقدم فرماتے ہیں اور عشق کے گھر کے بجائے آخرت کو آباد کرتے ہیں تا کہ انسان غفلت کو ترک کر کے جاودانی بزم کی رونق کے لیے کوشاں رہے اور اس دنیا کی چند روزہ لذتوں سے دھوکہ نہ کھائے جبکہ انسان اس دنیا کی لذتوں سے صحیح اور جائز طور پر استفادہ کرسکتا ہے کیونکہ خدا نے انسان کی زندگی کے تمام اسباب وامور کو خوش بختی اور سعادت کے ساتھ رکھا جس کا نتیجہ آخرت کی سعادت وخوش نصیبی ہے۔

اعور وہ ہے جو صرف زمان حال کو دیکھتا ہے اور بس اور چوپایوں کی طرح اپنے انجام اور نتائج کی دریافت سے غافل ہے۔ ۲؎

۱؎ بحار الانوار جلد ۱۰۰ ص ۲۷۹، وسائل جلد ۲ ص ۲۶۰ و ص ۲۶۱ ومستدرک الوسائل جلد ۲ ص ۱۹۹

۲؎ تفسیر ونقد وتحلیل مثنوی جلد ۱۰ ص ۲۶۶

۶۴۔ناچ گانے کے اثرات: (بے شرمی اور غیرتی)

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ابلیس ملعون کے لشکر میں ''قفندر'' نام کا ایک شیطان ہے جب ایک گھر سے چالیس دن تک گانے بجانے کی آواز آتی ہے اور لوگ وہاں آمدورفت رکھتے ہیں تو یہ شیطان صاحب خانہ کے بدن میں پھونکتا ہے جس کی وجہ سے اس کی غیرت ختم ہوجاتی ہے یہاں تک کہ اگر اس کی ناموس سے کھلواڑ کیا جائے تو بھی اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔[۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

جس شخص کے گھر سے چالیس دن گانے بجانے کی آوازیں بلند ہوتی ہیں تو خداوند علم اس پر ایک شیطان مسلط کرتا ہے اور اس کے اعضاء بدن کا کوئی ایسا حصہ نہیں ہوتا جس پر شیطان نہ بیٹھتا ہو اور جب ایسا ہوتا ہے تو اس کی شرم وحیاء اس طرح رخصت ہوجاتی کہ اسے اس بات کی پرواہ نہیں ہوتی کہ کوئی اس کے بارہ میں کیا کہہ رہا ہے اور وہ دوسروں کے بارہ میں کیا کہہ رہا ہے۔[۲]

۱ وسائل جلد ۱۴ ص ۱۰۸

۲ وسائل جلد ۱۲، ص ۲۳۲، مستدرک، جلد ۲، ص ۴۵۸

ابن عباسؓ فرماتے ہیں جو آواز منہ سے نکلتی ہے اور اس میں خدا کی خوشنودی مدنظر نہ ہو تو وہ شیطان کی آواز ہے۔[۱]

بعض لوگوں کے بقول شیطان کی آواز سے مراد غنا، مزامیر اور ملاہی ہے دوسری لفظوں میں ہر بیان وکلام یا گفتگو جو رضائے خدا کے خلاف ہو وہ بیان، کلام اور سخن شیطان کی آواز ہے مثلاً غیبت، جھوٹ، تہمت، فحش، ناسزا، لعنت ملامت چغلی، جاسوسی، عیب جوئی وغیرہ یہ سب آفت زبان میں سے ہیں۔

حدیث معراجیہ میں پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں: میں نے شب معراج اپنی امت کی کچھ عورتوں کو سخت عذاب میں مبتلا دیکھا، میں نے ایک عورت کو دیکھا جس کی شکل کتے جیسی تھی آگ اس کے پیچھے سے داخل کی جاتی تھی اور منہ سے نکلتی تھی پتہ چلا وہ عورت گانے والی تھی۔[۲]

۶۵۔شیطان اور موسیقی کے آلات: (غنا، لہو ولعب)

جب حضرت آدم ابوالبشرؑ کا انتقال ہوا تو ابلیس اور قابیل بہت خوش ہوئے اسی طرح شیطان نے قابیل کو بہکا کر ساتھ لیا رقص وغنا وموسیقی کے آلات بنائے اور حضرت آدمؑ کی موت پر جشن منایا، یہی وجہ ہے کہ روئے زمین پر ہر وہ ساز کہ جو بجایا جائے یا ہر وہ آواز جو غنا ہو اور ہر طرح کی موسیقی کے آلات اور لوگوں کا

۱ منہج الصادقین جلد ۵ ص ۶ وص ۲۹۵، تفسیر اثنی عشری جلد ۷ ص ۴۰۸

۲ عیون الاخبار الرضا جلد ۲ ص ۱۰ باب ۳۰، بحار الانوار جلد ۸ ص ۳۰۹

ناچنا اور تھرکنا جس سے وہ محفوظ ہوں ان تمام چیزوں کا سرچشمہ شیطان اور قابیل کا کام ہے۔ [۱]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

کہ خوشی کے وقت جو ساز و آواز لہو ولعب کی محفل میں بلند ہوتی ہے وہ شیطانی آواز ہے۔ [۲]

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

اللھو یسخط الرّحمٰن و یرضی الشّیطان

لہو ولعب خدا کے غیظ وغضب اور شیطان کی خوشنودی کا سبب ہے۔ [۳]

موسیقی اور غنا دو الگ الگ مسئلے ہیں جن کا فقہی حکم واضح ہے، ہمارے قارئین اس سلسلہ میں اس بات پر توجہ کریں کہ ایک موسیقی مست کرنے والی اور اخلاق پر برا اثر ڈالنے والی جو لہو ولعب کی محفلوں میں بجائی جاتی ہے وہ حرام ہے۔

لیکن وہ موسیقی جو قومی اور مذہبی نغموں اور ترانوں کے ساتھ جو سماج کے اخلاقی اور الٰہی مسائل کے رشد و نمو کا سبب بنتی ہے وہ حرام نہیں ہیں اور اس سے صحیح طریقہ سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ وسائل جلد ۱۲ ص ۲۳۳

۲۔ مستدرک جلد ۲ ص ۴۵۸

۳۔ بحار الانوار جلد ۷۵ ص ۹

۶۶۔ شیطان پانچ طرح کے لوگوں کو نہیں بہکا سکتا:

(خالص، ذاکر، عادل، صابر، راضی)

شیطان کہتا ہے پانچ طرح کے لوگوں پر میرا کوئی بس نہیں ہے اور ان پر میرے مکر و فریب کا کوئی اثر نہیں ہوتا لیکن دوسرے لوگ میرے چنگل میں ہیں۔

ایک وہ شخص ہے جو پاک نیت کے ساتھ خدا کی پناہ حاصل کرلے اور اپنے تمام امور میں خدا پر بھروسہ کرے۔

دوسرے وہ جو شب و روز حمد و ثنا اور خدا کی تسبیح زیادہ کرے۔

تیسرے وہ شخص جو دوسروں کے لیے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور جو چیز خود اپنے لیے ناپسند کرے اسے اپنے دینی بھائی کے لیے بھی ناپسند کرے۔

چوتھے وہ شخص جو مصیبت کے وقت بے چینی اور بے تابی کا مظاہرہ نہ کرے اور نالہ و فریاد لعنت اور ملامت اور بیہودہ گوئی سے پرہیز کرے۔

پانچویں وہ شخص جس کے لیے خدا نے جو کچھ مقرّر فرمایا ہے اس سے راضی رہے اور رزق و روزی کے لیے غم و غصہ میں مبتلا نہ ہو۔ [۱]

۱۔ خصال باب خمسہ ح ۷۳، بحار الانوار ۶۰ ص ۲۴۸، میزان الحکمت جلد ۵ ص ۹۱

۶۷۔ شیطان اور پرہیز گار لوگ: (عاقبت متقین کے لیے ہے)

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو بہت زیادہ ذکر خدا کرتا تھا اور ہمیشہ "الحمد للہ ربّ العالمین والعاقبۃ للمتّقین" حمد وشکر اس خدا کے لیے ہے جو عالمین کا پالنے والا ہے اور بہترین انجام پرہیز گاروں سے مخصوص ہے" کہا کرتا تھا۔ اس شخص کے اس عمل سے شیطان بہت ناراض تھا لہٰذا ایک شیطان کو اس کے پاس بھیجا اور کہلایا کہ وہ "والعاقبۃ للاغنیاء" عاقبت دولت مندوں کے لیے ہے" کہا کرے۔ اس شیطان نے اسے نیا ذکر سکھانا چاہا اس شخص نے جواب دیا میں تمہارے بتائے ہوئے ذکر کو درست نہیں سمجھتا ہوں اور اسے نہیں پڑھوں گا۔ لیکن وہ اس ذکر کے غلط ہونے کے بارہ میں تم سے شرط لگا سکتا ہوں اور اس کے لیے کسی فیصلہ کرنے والے شخص کو (حَکَم) بنا سکتا ہوں یعنی جو شخص سب سے پہلے دکھائی دے جائے اس کے فیصلہ پر راضی ہو جاؤں گا اور وہ جس کے خلاف فیصلہ کرے گا اس کا ایک ہاتھ کاٹ دیا جائے۔

اس طے توڑ کے بعد ایک شخص سامنے آیا، اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہہ دیا کہ عاقبت دولت مندوں کے لیے ہے لہٰذا شیطان نے اس شخص کا داہنا ہاتھ کاٹ لیا لیکن وہ پہلے کی طرح خدا کی حمد وثناء کرتا رہا اور کہتا رہا کہ عاقبت پرہیز گاروں کے لیے ہے۔ شیطان کو حیرت ہوئی اس نے کہا کہ ہاتھ کٹنے کے

بعد بھی وہی پہلے والا ذکر پڑھ رہے ہو، اس شخص نے کہا میں یہی پڑھوں گا اور اس کے صحیح ہونے پر دوسرے ہاتھ کی بازی لگا سکتا ہوں اتفاق سے دوسری مرتبہ بھی اسی پہلے والے فیصلہ کرنے والے سے ملاقات ہوگئی اور اس نے وہی پہلا والا فیصلہ کہ عاقبت دولت مندوں کے لیے ہے کہا۔ شیطان نے اس کا بایاں ہاتھ بھی کاٹ لیا لیکن وہ شخص اسی طرح خدا کی حمد وثناء کرتا رہا اور عاقبت پرہیز گاروں کے لیے پڑھتا رہا۔ تیسری مرتبہ اس نے اپنی بات کو صحیح ثابت کرنے کے لیے سر کی بازی لگادی۔ اس مرتبہ فیصلہ کے لیے ان کی ملاقات ایسے شخص سے ہوئی جو صالح، متقی، نیک اور خوبصورت تھا۔ جب اس سے تمام باتیں بتائیں تو اس نے اس شخص کے ہاتھوں کی جگہ ہاتھ پھیرا تو وہاں ہاتھ جڑ گئے اس کے بعد اس خبیث کی گردن پر ایک محکم وار کر کے اسے جدا کر دیا اور کہا: "ھذا العاقبۃ للمتّقین" یہ دیکھو عاقبت پرہیز گاروں کے لیے ہے۔[1]

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

اشعر قلبك التّقویٰ و خالف الھوای تغلب الشّیطان

اپنے دل کو تقویٰ اور پرہیز گاری کا لباس پہناؤ اور نفسانی خواہشات کی مخالفت کرو تا کہ شیطان پر غلبہ پاسکو۔[2]

۱۔ سبائک الذہب فی بیان حقیقۃ المذہب ص ۲۲۰ حدیث ۶۴۶ شیخ حسین بجستانی خراسانی۔

۲۔ غرر الحکم جلد ۲، ص ۱۹۵

پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

لکلِّ شیءٍ معدن و معدن التّقویٰ قلوب العارفین

ہر چیز کا ایک خزانہ ہوتا ہے اور تقویٰ کا خزانہ اور اس کا گنجینہ معرفت والوں کے دل ہیں۔ [1]

۶۸۔ شیطان اور مال اندوزی: (قارون کا خزانہ)

قارون حضرت موسیٰ کا چچا زاد بھائی [2] تھا اور موسیٰ اور ہارونؑ کے بعد علم و دانش اور خوبصورتی میں کوئی اس کے برابر نہیں تھا، توریت تمام لوگوں سے زیادہ اچھی پڑھتا تھا اور اس کی آواز بھی شاندار تھی مال و دولت کے اعتبار سے بھی اپنے زمانہ میں بے مثال تھا اس معاملہ میں کوئی اس کی گرد پا کو نہیں پا سکتا تھا۔ اس کا مال اتنا زیادہ تھا کہ اس نے اپنے خزانوں کی چابیاں چمڑے کی بنوا رکھی تھیں کیونکہ لوہے کی چابیاں لانا لے جانا اور اٹھانا ذمہ داروں کے لیے مشکل کام تھا اور چمڑے کی چابیاں ہونے کے باوجود اسے کئی لوگ اٹھاتے تھے۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ وہ علم کیمیا جانتا تھا جس کی وجہ سے روز بروز اس کی دولت میں اضافہ ہوتا جاتا تھا، یہی وجہ ہے کہ اس میں سرکشی اور طغیانی پیدا ہوگئی اور قوم بنی اسرائیل کے مومنین کی نصیحتوں کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا وہ اس پورے مال کو اپنے علم و دانش اور ہوشیاری کا نتیجہ سمجھتا تھا اور اپنے آپ کو خداوند عالم سے بے

۱۔ ارشاد القلوب جلد ۱ ص ۱۵، میزان الحکمت جلد ۹، ص ۶۴۳

۲۔ بعض لوگ اسے حضرت موسیٰ کا چچا اور بعض لوگ خالہ زاد بھائی کہتے ہیں۔

نیاز خیال کرتا تھا۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اتنی دولت و ثروت اکٹھا ہونے کی وجہ اس کی چالیس سال کی عبادت ہے جو اس نے ایک غار میں کی تھی اور عبادت میں بنی اسرائیل پر اس نے سبقت حاصل کر لی تھی۔ ایک دن ابلیس نے کچھ شیاطین کو اس کے پاس فریب دے کر گمراہ کرنے کے لیے بھیجا لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے تو خود ابلیس عابد کے بھیس میں اس کے پاس آیا اور اسی کے برابر مصلا بچھا کر عبادت میں مصروف ہو گیا اور اس نے قارون سے زیادہ عبادت کی، قارون اس کے سامنے بہت زیادہ انکساری کرتا تھا۔

ایک دن ابلیس نے قارون سے کہا کیا ہم اپنی اسی عبادت پر خوش رہیں اور کوئی دوسرا کام نہ کریں مثلاً اجتماعی کاموں میں شرکت، مریضوں کی عیادت تشییع جنازہ وغیرہ آخر کار ان وسوسوں کے ذریعہ شیطان نے پہاڑ کے اوپر سے اسے شہر کی عبادت گاہ میں پہونچا دیا۔ بنی اسرائیل ان دونوں کے لیے کھانا بھیجتے تھے کچھ دن کے بعد ابلیس نے کہا اس طرح ہمارا بوجھ قوم کے اوپر ہے کیوں نہ جمعہ کے دن کام کریں اور بقیہ ایام میں عبادت کریں۔ دونوں نے ایسا ہی کیا۔ کچھ دنوں بعد ابلیس نے کہا کیوں نہ ایک دن عبادت کریں اور ایک دن کام کریں اور آمدنی کو فقراء اور مساکین کی مدد میں خرچ کریں۔ قارون نے جیسے ہی اسے قبول کیا ابلیس وہاں سے کھسک گیا اور قارون پر مال و دولت کے دروازے کُھل گئے اور اس کی دولت میں بے تحاشا اضافہ ہونے لگا۔

ایک دن قارون نے اپنی دولت اور شان و شوکت کو دوسروں کے سامنے

لانے کا انتظام کیا جواہرات سے آراستہ نفیس ترین لباس زیب تن کیا اور اپنے طرف داروں کے درمیان شان وشوکت کے ساتھ آیا جس سے ظاہر بین افراد کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں اور ان کے دل میں اس مقام و دولت کے حاصل کرنے کی آرزو کروٹیں لینے لگیں لیکن حقیقت پسند افراد پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا اور انھوں نے اس معاملہ کو بالکل اہمیت نہیں دی۔

قارون کی دولت میں اضافہ سبب بنا کہ وہ دھیرے دھیرے حضرت موسیٰ سے مقابلہ اور ان کے سلسلہ میں نفاق کا رویہ اختیار کرے اور بنی اسرائیل کے بزرگوں کو ان کے خلاف بھڑکائے لہٰذا اس نے ایک بڑا گھر بنایا اور اس میں لوگوں کے کھانے پینے کا انتظام کیا۔ بنی اسرائیل کے بزرگ صبح وشام اس گھر میں جاتے تھے۔ کھانا کھاتے اور آپس میں بحث وگفتگو کرتے گویا قارون جناب موسیٰ کے لیے دوسرا فرعون بن گیا۔

حضرت موسیٰ بھی رشتہ داری کی وجہ سے اس سے اچھے طریقہ سے پیش آتے تھے اور اس کی اذیت وآزار کو ہنس کر برداشت کر جاتے تھے یہاں تک کہ زکات کا قانون نازل ہوا۔ موسیٰ نے زکات وصول کرنے کے لیے کسی کو قارون کے پاس بھیجا، قارون نے بہت حساب کتاب اور کوشش کی لیکن اپنے آپ کو زکات کی ادائیگی کے لیے آمادہ نہ کر سکا لہٰذا اس نے جناب موسیٰ کی کھلم کھلا مخالفت شروع کر دی اور لوگوں کو ان کے اطراف سے پراگندہ کرنے لگا۔

قارون نے اپنے گھر میں بنی اسرائیل کے بڑے گروہ کو جمع کیا اور کہا: موسیٰ نے تمھیں جن باتوں کا حکم دیا تم نے اس پر عمل کیا لیکن اب وہ تمہارے مال کے

در پے ہیں۔

لوگوں نے پوچھا کیا کرنا چاہیے، قارون نے کہا فلاں فاحشہ عورت کو میرے پاس بلالاؤ تا کہ میں کوئی ترکیب نکال سکوں، وہ عورت آئی، قارون نے اس سے وعدہ لیا اور اسے پیسے دیئے۔ بعضوں نے کہا کہ اسے سونے کی لگن تحفہ میں دی اور بھی بہت سی باتوں کے وعدے کیے تا کہ وہ بنی اسرائیل کے مجمع میں کھڑے ہو کر موسیٰ کو اپنے ساتھ زنا کی تہمت دے۔

دوسرے دن بنی اسرائیل کو جمع کیا اور موسیٰ کے پاس آیا اور کہا لوگ آپ کے منتظر ہیں کہ آکر انھیں احکام الٰہی بتائیں اور وعظ ونصیحت کریں، موسیٰ علیہ السلام مجمع میں آئے اور نصیحت شروع کی اے بنی اسرائیل جو شخص چوری کرے گا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا، جو شخص دوسرے پر تہمت لگائے گا اسے ۸۰ تازیانے لگائے جائیں گے جو کنوارا زنا کرے گا اسے سو تازیانہ مارا جائے گا اور جو شادی شدہ زنا کرے گا اسے سنگسار کیا جائے گا۔

اس وقت قارون کھڑا ہوا اور بولا چاہے وہ تم خود کیوں نہ ہو کہا: ہاں چاہے وہ میں ہی کیوں نہ ہوں۔ قارون نے کہا بنی اسرائیل کہتے ہیں تم نے فلاں عورت کے ساتھ زنا کیا ہے۔ موسیٰ تعجب سے پوچھا: میں نے؟ — قارون نے کہا: ہاں تم نے۔ موسیٰ نے فرمایا: اس عورت کو بلاؤ جب اس عورت کو لایا گیا تو آپ نے اس سے پوچھا کیا میں نے تیرے ساتھ یہ بدکاری کی ہے اسے قسم دی کہ وہ سچ سچ بتائے وہ عورت سوچ میں پڑ گئی۔ پھر اس نے کہا نہیں! یہ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں اور سچ یہ ہے کہ قارون نے مجھے پیسہ دیا ہے اور وعدہ لیا ہے کہ میں تم پر یہ

الزام لگاؤں قارون اس بات سے بہت شرمندہ ہوا اور اس کی بڑی رسوائی ہوئی جناب موسیٰ سجدہ میں گر گئے اور رو کر بارگاہ خدا میں عرض کیا: پروردگارا! تیرے دشمن نے مجھے آزردہ خاطر کیا ہے اور مجھے رسوا کرنا چاہا ہے اگر میں تیرا سچا نبی ہوں تو اس سے میرا انتقام لے اور مجھے اس پر مسلّط فرما۔

خداوند عالم نے موسیٰ کو وحی کی کہ میں نے زمین کو تمہارے اختیار میں قرار دیا ہے اسے جو کچھ حکم دو گے وہ انجام دے گی۔ جناب موسیٰ نے بنی اسرائیل کی طرف رخ کر کے فرمایا: خدا نے جس طرح مجھے فرعون کی طرف بھیجا تھا اسی طرح اب مجھے قارون کی طرف مبعوث کیا ہے لہٰذا جو شخص اس کے ساتھ ہے وہ اپنی جگہ پر کھڑا رہے اور جو شخص میرے ساتھ ہے اس سے دور ہٹ جائے۔ بنی اسرائیل یہ سنتے ہی قارون کے پاس سے بھاگ کھڑے ہوئے اور دو آدمیوں کے علاوہ کوئی نہ بچا، اس وقت جناب موسیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ انھیں نگل لے، زمین پھٹی اور وہ لوگ زانو تک دھنس گئے۔ جناب موسیٰ کے دوبارہ حکم دینے سے کمر تک اور تیسری مرتبہ گردن تک دھنس گئے چوتھی مرتبہ قارون اپنے گھر اور تمام لوازمات جو کچھ اس کے پاس تھا اس کے ساتھ زمین میں چلا گیا، ہر بار قارون حضرت موسیٰ سے التماس کرتا تھا کہ اسے بخش دیں وہ رشتہ داری کا حوالہ دیتا تھا اور قسم دیتا تھا لیکن چونکہ بہت دیر ہو چکی تھی اور جو شیطان کا اولاد آدم کے سلسلہ میں منصوبہ تھا مکمل ہو چکا تھا حضرت موسیٰ نے کوئی توجہ نہیں کی اور زمین کو حکم دیا کہ وہ قارون کو مکمل طور پر نگل لے اور ایسا ہی ہوا۔ [1]

---

[1] قصص قرآن یا تاریخ انبیاء، سید ہاشم رسولی محلاتی جلد ۲ ص ۱۵۹

خداوند عالم سورۂ قصص کی ۷۶ اور ۸۲ نمبر کی آیتوں میں قارون کے واقعہ کو دوسروں کی عبرت اور نصیحت کے لیے فرماتا ہے۔

تلک الدّار الآخرة نجعلها للّذین لا یریدون علوّا فی الارض ولا فساداً والعاقبة للمتّقین من جاء بالحسنة فله خیر منها و من جاء بالسّیئة فلا یجزیٰ الّذی عملوا السّیات الاّ ما کانوا یعملون

یہ دار آخرت وہ ہے جسے ہم ان لوگوں کے لیے قرار دیتے ہیں جو زمین میں بلندی اور فساد کے طلبگار نہیں ہوتے ہیں اور عاقبت تو صرف صاحبان تقویٰ کے لیے ہے، جو کوئی نیکی کرے گا اسے اس سے بہتر اجر ملے گا اور جو کوئی برائی کرے گا تو برائی کرنے والوں کو اتنی ہی سزا دی جائے گی جیسے اعمال وہ کرتے رہے ہیں۔ [1]

۶۹۔ شیطان اور علماء اور دانشمندان: (بلعم باعورا فریب کا نمونہ)

ایک شیطان صفت عالم جو فریب، دکھاوا، جھوٹ اور خود فراموشی کا نمونہ ہے وہ ہے ''بلعم باعورا'' قرآن کریم اس کے سلسلہ میں فرماتا ہے: اے ہمارے پیغمبر! لوگوں کو آپ اس ''بلعم باعورا'' کی داستان بتائیں جسے ہم نے اپنی

---

[1] قصص/ ۸۳-۸۴

نشانیاں عطا کی تھیں اور اسے سکھایا تھا لیکن اس نے ان نشانیوں کے احکام سے منہ موڑا اور نکل گیا اور شیطان نے اس کا پیچھا کر کے اس پر تسلط جما لیا نتیجہ میں وہ گمراہ علماء میں قرار پایا اگر ہم چاہتے تو اس کے درجہ کو ان آیات (علوم) کے ذریعہ ترقی دیتے لیکن (چونکہ جبر میری روش کے خلاف ہے لہٰذا اسے اسکے حال پر چھوڑ دیا) پستی کی طرف مائل ہوا اور اس نے اپنی خواہش نفسانی کی پیروی کی وہ خارش زدہ کتے کی طرح ہے کہ اگر اسے مار کے بھگاؤ تو منہ کھول کر زبان باہر نکالتا اور بھونکتا ہے اور اگر اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے تو بھی یہی کچھ کرتا ہے (گویا وہ دنیا کا اتنا پیاسا ہے کہ سیراب ہوتا ہی نہیں) اور ایسا شخص جو اتمام حجت کے بعد خواہشات نفسانی کی پیروی کرتا ہے وہ اس کی وجہ سے سخت عذاب میں گرفتار رہے یہ ان لوگوں کی داستان ہے جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، یہ داستان ان سے بیان کرو ہو سکتا ہے وہ غور فکر کریں اور بیدار ہو جائیں اور اپنی نجات کے لیے تدبیر کریں۔ ل

بلعم باعورا جناب موسیٰ کے زمانہ کے علماء بنی اسرائیل میں سے تھا کہ حضرت موسیٰ بھی اپنے تبلیغی امور میں اس سے مدد لیا کرتے تھے وہ معنویت کے میدان میں اتنا آگے نکل گیا تھا کہ اس کی دعا خدا کی بارگاہ میں قبول ہوتی تھی اتنا سب ہونے کے باوجود فرعون کی طرف جھکاؤ پیدا ہوا اور اس کی لالچ سے اس نے راہ حق سے انحراف کیا اور اپنا سارا مقام و مرتبہ اپنے ہاتھ سے گنوا بیٹھا یہاں تک کہ مخالفین موسیٰ کی صف میں قرار پایا۔

ل اعراف آیت/ ۱۷۵-۱۷۶ کا مفہوم ہے۔

ابتداء میں شیطان اس سے بالکل مایوس تھا کیونکہ مکمل طور پر راہ حق کو اپنائے ہوئے تھا لیکن جب انحراف اور ہوائے نفس کی پیروی کی راہ ہموار ہوئی تو شیطان تیزی سے اس کے پیچھے لپکا اور اس تک پہونچ کر اس کی راہ میں بیٹھ گیا اور اس کا اختیار اپنے ہاتھوں میں لے کر وسوسہ کرنے میں لگ گیا اور آخر کار اسے ہلاکت کے دَل دَل تک لے آیا اور گمراہوں اور بدبختوں کی صف میں قرار دیا۔

تواریخ و روایات میں منقول ہے کہ جب حضرت موسیٰ کا لشکر شہر ''اریحا'' کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوا تو شہر کے لوگ بلعم باعورا کے پاس آئے اور کہا کہ موسیٰ ہم سے جنگ کر کے ہم کو ہمارے شہر و دیار سے نکال باہر کرنا چاہتے ہیں تم ان کے لیے بددعا کرو بلعم کو اسم اعظم کا علم تھا اس نے جواب دیا میں کیونکر خدا کے رسول اور مومنین کے لیے بددعاء کر سکتا ہوں جبکہ خدا کے فرشتے ان کے ساتھ ہیں۔ ان لوگوں نے اصرار کیا لیکن وہ نہ مانا آخر کار ان لوگوں نے دوسرے طریقوں سے اس پر اس طرح دباؤ ڈالا کہ وہ بددعاء کے لیے آمادہ ہو گیا، اٹھا اور اپنی سواری کے گدھے پر سوار ہوا تا کہ بنی اسرائیل کے مقابل پہاڑ پر جا کر بددعاء کرے تھوڑا راستہ چلنے کے بعد گدھا رک گیا اور زمین پر لیٹ گیا بلعم نے اتر کر اسے اتنا مارا کہ بے زبان جانور اٹھ کھڑا ہوا لیکن چند قدم چلنے کے بعد دوبارہ لیٹ گیا اور تیسری مرتبہ بھی یہی کچھ ہوا یہاں تک کہ خدا نے اسے بولنے اور بات کرنے کی صلاحیت دے دی اور اس نے بلعم سے کہا: وائے ہو تجھ پر اے بلعم کہاں جا رہا ہے تم دیکھ کیوں نہیں رہے ہو کہ فرشتے مجھے روک رہے ہیں بلعم نے پھر بھی کوئی توجہ نہیں کی وہ آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ بنی اسرائیل کے

مقابلہ میں پہونچ گیا اس نے بدعا کرنا چاہی لیکن اس پر قادر نہ ہوا اور زبان سے دعا نکلنے لگی اسے معلوم ہوگیا کہ یہ کام ممکن نہیں ہے اس وقت اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا اب تو "خسر الدنیا والآخرة" کی منزل ہے میری دنیا و آخرت دونوں تباہ ہوگئیں اور میں اب کچھ بھی نہیں کرسکتا اب صرف مکر وحیلہ کے ذریعہ ہی کچھ کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ اپنی عورتوں کو بنا سنوار کر کچھ چیزیں فروحت کرنے کے بہانے موسیٰ کے لشکر میں بھیجو اور ان سے کہو کہ اگر کوئی اس سے چھیڑ چھاڑ کرے یا زنا کرے تو وہ مزاحمت نہ کریں کیونکہ اگر کوئی زنا کرے گا تو وہ ہلاک ہوگا اور اس کے شر سے تمہیں نجات مل جائے گی۔

بلعم کے بتائے ہوئے طریقہ پر عورتوں کو سجا سنوار کر چیزیں فروخت کرنے کے بہانہ لشکر میں بھیجا گیا۔ ''زمری بن شلوم'' جو شمعون بن یعقوب کے سلسلہ کا سردار تھا اس نے ایک عورت کا ہاتھ پکڑا اور حضرت موسیٰ کے پاس لے آیا اور کہا: آپ کے حساب سے یہ عورت ہم پر حرام ہے لیکن خدا کی قسم ہم آپ کی اطاعت نہ کریں گے اور اس کے بعد اس نے اس عورت کا ہاتھ پکڑا اور اپنے خیمے میں لے جا کر اس سے زنا کیا، لشکر کے دوسرے افراد بھی بدکاری میں مشغول ہوگئے یہی وقت تھا جب خدا نے طاعون کا مرض ان پر مسلّط کر دیا اور ایک گھنٹہ کے اندر بیس یا ستر ہزار آدمی ہلاک ہوگئے۔

فنحاص بن عیزار بن ہارون جو لشکر موسیٰ کا سپہ سالار تھا وہ اس وقت موجود تھا جب وہ آیا اور اسے معاملہ کی خبر ہوئی تو سیدھے زمری بن شلوم کے خیمہ میں گیا اور اسے اس عورت کے ساتھ جو اس کے ساتھ خیمہ میں تھی قتل کر ڈالا اور دونوں کی

لاش نیزہ پر اٹھا کر گھمائی اور مناجات کی "اللّٰهُمَّ هذا جزاء من يُعصيك" بہار الہا یہ اس شخص کا انجام ہے جو تیری معصیت کرے۔ اس وقت خداوند عالم نے طاعون کو برطرف کیا۔[1]

انسانی سماج میں علماء و دانشوروں کا اپنے علم و دانش کو اپنے زمانہ کے ظالموں اور جابروں کے اختیار میں دے دینے سے زیادہ خطرناک کوئی چیز نہیں ہے۔

علماء کے اس گروہ کی نشانیاں اور علامتیں ہیں جنھیں مذکورہ بالا آیتوں میں بیان کیا گیا ہے اور ان کے ذریعہ انھیں شناخت کیا جاسکتا ہے یہ لوگ نفسانی خواہشات کے ایسے غلام ہیں جنھوں نے اپنے خدا کو فراموش کر دیا ہو ان کی ہمتیں پست ہیں جو خدا کی نگاہ میں برتر اور بالا مقام کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے پستی اختیار کرتے ہیں اور اسی کم ہمتی کی خاطر اپنے تمام امتیازات سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں وہ لوگ شیطانی وسوسہ کے تحت شکار ہیں اور وہ آسانی سے خریدے اور بیچے جاسکتے ہیں، وہ لوگ بیمار کتے کی طرح ہیں جو کبھی سیراب نہیں ہوتا لہذا راہ حق کو چھوڑ کر بھٹکتے پھرتے ہیں اور گمراہوں کی ضلالت و گمراہی میں قیادت کرتے ہیں ایسے افراد کی شناخت اور ان سے سخت پرہیز ضروری ہے۔[2]

پیغمبر اسلام فرماتے ہیں:

انّ شرّ الشّر شرار العلماء

---

[1] اقتباس از قصص قرآن یا تاریخ انبیاء جلد ۲ ص ۲۳۹ تفسیر منہج الصادقین جلد ۴ ص ۱۳۵، تفسیر نمونہ جلد ۷ ص ۱۲، ص ۱۶، تفسیر المیزان جلد ۱۶ ص ۲۳۳

[2] تفسیر نمونہ جلد ۷، ص ۱۶

بروں میں بدترین لوگ بری صفت اور بری سیرت والے علماء ہیں۔[1]

ایک دوسرے جملہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

ویل لامّتی من علماء السّوء

میری امت کے علماء سوء پروائے ہو۔[2]

حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

فاتّقوا الفاسق من العلماء اولئك فتنة كل مفتون.

دوسرے جملہ میں فرمایا:

ايّاكم والفجّار من العلماء فانّهم فتنة كلّ مفتون

فاسق و فاجر علماء سے دوری اختیار کرو کہ وہ گمراہوں کی گمراہی کا سبب ہوتے ہیں۔[3]

۷۰۔ ایک رات خواب میں شیطان کے ساتھ: (تفکّر)

جنید کہتے ہیں: ایک رات خواب میں شیطان کو دیکھا وہ ننگا تھا۔ اس سے کہا: اے ملعون تجھے لوگوں سے شرم نہیں آتی جو اس طرح ننگا ہے۔ اس نے کہا کن

۱۔ میزان الحکمت جلد ۶ ص ۵۱۷، منیۃ المرید شہید ثانی ص ۱۱۷

۲۔ میزان الحکمت جلد ۶ ص ۵۱۹

۳۔ میزان الحکمت جلد ۶ ص ۵۱۰، بحار الانوار جلد ۲ ص ۱۰۶

لوگوں سے ارے جن سے شرم کرنا چاہئے وہ اس وقت مسجد میں ہیں جنھوں نے اپنے عمل سے میرے جگر کو بھون ڈالا ہے اور میرا پورا جسم پگھلا دیا ہے۔

جنید کہتے ہیں ڈر سے میری آنکھ کھل گئی، مسجد کی طرف بھاگا، مسجد میں جا کر دیکھا تو ایک گروہ زانوؤں میں سر دیئے غور و فکر میں مشغول ہے۔ جب ان کی نظر مجھ پر پڑی تو کہا اے جنید! ہوشیار رہنا کہیں اس خبیث کی گفتگو تمہیں مغرور نہ بنادے۔[1]

حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

التّفكّر في ملكوت السّماوات والارض عبادة المخلصين

زمین و آسمان کے ملکوت میں غور و فکر مخلصین (جن لوگوں کو بہکانے سے شیطان معذور ہے) کی عبادت ہے۔[2]

امام صادقؑ فرماتے ہیں:

افضل العبادة التّفكّر في الله

فضیلت والی اور بہترین عبادت امور الٰہی میں غور و فکر ہے۔[3]

امام صادقؑ ایک دوسرے جملہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

۱۔ رسالہ قشیریہ ص ۲۰۸، ۲۰۹، تذکرۃ الاولیاء جلد ۲ ص ۹۶

۲۔ غرر الحکم جلد ۲ ص ۴۹

۳۔ میزان الحکمت جلد ۷ ص ۵۴۳

تفکّر ساعة خیر من عبادة سنة

تھوڑی دیر غور وفکر کرنا ایک سال کی عبادت سے افضل ہے۔ ۱

۷۱۔ شیطان اور رات کی سیاہی: (خلاف ورزی)

امام صادقؑ فرماتے ہیں:

شیطان کے یاور و مددگار ہیں کہ جب رات ہوتی ہے تو وہ مشرق و مغرب کو پُر کر دیتے ہیں اور وہ اکثر لوگوں پر اپنا تسلّط جما کر ان سے رات کی تاریکی میں خلاف ورزی کا کام لیتے ہیں اور لوگوں کی نگاہوں سے دور تاریکی تنہائی اور خاموشی سے استفادہ کرتے ہوئے چوری، قتل، زنا اور ہر طرح کی برائی پر آمادہ کرتے ہیں۔

البتہ ایسے لوگ بھی ہیں جو اس سکوت، تنہائی اور رات کی تاریکی سے استفادہ کرتے ہوئے خدا سے مناجات کرتے اور نیک کاموں میں مشغول رہتے ہیں۔ ۲

۷۲۔ شیطان کے رات و دن کا لشکر: (غفلت اور فراموشی)

دعا کے لیے فضیلت والا وقت صبح و شام کا ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ جو خدا کو یاد رکھتے ہیں وہ صبح صبح "بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم" کے ذکر کے ساتھ

۱ میزان الحکمت جلد ۷ ص ۵۴۳

۲ روضہ کافی ح ۳۰۴، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۶۳

اپنے گھر سے نکل کر کام پر جاتے ہیں اور اپنے روزانہ کے امور سے فارغ ہو کر شام کو دعا و ذکر کے ساتھ اپنے بستر پر آرام کرتے ہیں۔

امام باقر علیہ السّلام فرماتے ہیں:

ابلیس ملعون اپنے لشکر کو رات ہوتے ہی بکھیر دیتا ہے اسی طرح طلوع صبح ہوتے ہی اپنے لشکر کو پھیلا دیتا ہے۔ (اور لوگ معمول کے مطابق اپنے کام دھام میں مشغول ہو جاتے ہیں) لہٰذا ان دو وقتوں میں زیادہ ذکر خدا کرو اور ابلیس اور اس کے لشکر سے خدا کی پناہ مانگو کیونکہ یہ دونوں وقت غفلت کی گھڑیاں ہیں اکثر لوگ انھیں مواقع پر خدا کو بھلا دیتے ہیں لہٰذا ہوشیار رہو خدا سے غافل نہ ہو ورنہ لامحالہ اس غفلت کے سبب ابلیس ملعون کے جال میں پھنس جاؤ گے۔ ۱

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

ان کان الشّیطان عدوّا فالغفلة لماذا؟

اگر شیطان تمہارا دشمن ہے تو پھر یہ غفلت اور فراموشی آخر کس لیے ہے۔ ۲

۷۳۔ شیطانی خواب: (وضوء وطہارت)

ابلیس ملعون کا (ھزع) نامی ایک لشکر ہے جو ہر رات کو مشرق اور مغرب کو پُر کردیتا ہے اور لوگوں کے خواب میں آتا ہے جس کی وجہ سے لوگ الٹے سیدھے

۱ عدۃ الداعی ص ۲۵۷، کافی جلد ۴ ص ۲۹۱

۲ میزان الحکمت جلد ۷ صفحہ ۳۵۹

خواب دیکھتے ہیں۔[1]

اس سے قبل اشارہ ہو چکا ہے کہ طہارت و وضوء کے ساتھ ہونے کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان الٹے سیدھے خواب نہیں دیکھتا اور یہ عمل شیطان کو آدمی سے دور رکھتا ہے۔[2]

۷۴۔ شیطان کو سرنگوں کرنے کا ذریعہ: (زبان پر قابو)

ایک بدّو عرب دور دراز کا سفر طے کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہؐ جو باتیں بہشت میں جانے کا سبب ہوں انھیں مجھے بتایئے آپؐ نے اسے پانچ اخلاقی باتیں بتائیں فرمایا:

۱۔ بھوکے کو کھانا کھلاؤ۔

۲۔ پیاسے کو پانی پلاؤ۔

۳۔ نیکیوں کا حکم دو۔

۴۔ برائیوں سے روکو۔

۵۔ اور اگر مذکورہ بالا امور تمہارے بس میں نہ ہوں تو اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور خیر و نیکی کے علاوہ کوئی بات نہ کرو کیونکہ اس طرح شیطان کو سرنگوں کر کے اس پر غلبہ پاؤ گے اور بہشت میں تمہیں جگہ نصیب

---

[1] روضۃ الواعظین ص ۵۴۰، بحار الانوار جلد ۵۸، ص ۱۵۹، امالی شیخ صدوق مجلس ۹ ح ۱۷

[2] ۱۹ ویں واقعہ کے ذیل میں ملاحظہ ہو

ہوگی۔[1]

۷۵۔ شیطان کی نظر میں بہتر اور بدتر لوگ: (کنجوس اور سخی)

ایک دن یحییٰ بن زکریاؑ نے ابلیس کو دیکھ تو اس سے کہا یہ بتاؤ تمہاری نگاہ میں محبوب ترین اور مبغوض ترین شخص کون ہیں؟ ابلیس نے کہا میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ''کنجوس مومن'' ہے اور سب سے مبغوض ترین شخص سخی فاسق ہے!

حضرت یحییٰؑ نے وجہ دریافت کی—اس نے کہا، مومن میں بخل جیسی بری صفت نے مجھے اس کے بہکانے کی زحمت سے بچالیا ہے اور اس کی یہ صفت اس کی گمراہی کے لیے کافی ہے یہ صفت خود اسے گناہوں کی طرف کھینچتی ہے لیکن خوف ہے سخاوت مند فاسق کے سلسلہ میں کہ کہیں اس کا عمل قبول نہ ہو جائے اور سخاوت کے سبب اسے راہ حق کی ہدایت نہ ہو جائے اور وہ اپنے فسق و فجور سے توبہ کر کے نجات نہ پا جائے۔ اس کے بعد شیطان نے جناب یحییٰؑ سے منہ پھیر لیا اور کہا اگر تم یحییٰؑ نہ ہوتے تو میں تم سے یہ باتیں نہ بتاتا۔[2]

---

[1] مجموعہ ورام جلد ا ص ۱۰۵ ''باب سکوت وحفظ زبان''

[2] محجۃ البیضاء، جلد ۶ ص ۷۷، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۲۳۳، کیمیائے سعادت جلد ۲ ص ۱۷۲

۷۶۔ ابلیس کی نصیحتیں: (غصہ، کنجوسی، عورتیں)

ایک دن ابلیس حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ میں تمہیں تین چیزیں سکھانے آیا ہوں۔ حضرت نے پوچھا: وہ تین چیزیں کیا ہیں؟ ابلیس نے کہا:

۱۔ غصہ کی زیادتی اور تیزی سے ہوشیار رہو کیونکہ جو شخص غصہ کی تیزی کا شکار ہو جائے میں اس سے اس طرح کھیلتا ہوں جیسے بچے گیند سے کھیلتے ہیں۔

۲۔ عورتوں سے ڈرو کیونکہ گمراہی کے لیے عورتوں کے جال سے زیادہ میں کسی چیز پر بھروسہ نہیں کرتا ہوں۔

۳۔ کنجوسی سے بچو کیونکہ جو شخص بخیل ہوگا میں اس کے دین ایمان اور دنیا کو تباہ و برباد کردوں گا۔[1]

۷۷۔ شیطان اور کشتئ نوح: (غرور، حرص، نامحرم کے ساتھ تنہائی)

جس گھڑی جناب نوحؑ نے کشتی بنا کر تیار کر دی اور اس میں طرح طرح کے حیوانات کے جوڑوں کو سوار کرایا، لیکن گدھا کشتی سے باہر ہی رہ گیا آپ نے اسے سوار کرنے کی بہت کوشش کی آخر کار آپ کو غصہ آ گیا اور آپ نے اسے

[1] کیمیائے سعادت جلد ۱ ص ۵۴۱

ڈانٹا اور کہا: "ارکب یا شیطان" اے شیطان سوار ہو۔

شیطان نے سن لیا اور وہ گدھے کے ساتھ کشتی میں داخل ہو گیا اور جناب نوحؑ کو اس کی خبر بھی نہ ہوئی۔ جب کشتی روانہ ہوئی تو آپؑ کی نظر شیطان پر پڑی۔ آپ نے اس سے پوچھا تو کس کی اجازت سے کشتی میں سوار ہوا ہے؟ تو اس نے کہا آپ ہی نے تو "ارکب یا شیطان" کہہ کر مجھے سوار ہونے کی اجازت دی ہے۔

اے نوحؑ تم نے جو ہمارے حق میں نیکی اور خیر خواہی کی ہے اس سے میری گردن پر ایک حق آ گیا ہے جسے میں ادا کرنا چاہتا ہوں، جناب نوحؑ نے پوچھا وہ حق اور خیر خواہی کیا ہے؟— اس نے جواب دیا: آپؑ کی بددعا سے پوری قوم ہلاک ہو گئی، اگر آپ نے یہ کام نہ کیا ہوتا تو میں حیران تھا کہ اتنی بڑی آبادی کو کس کس طرح بہکاؤں آپ نے بددعا کر کے میری مشکل آسان کر دی، نوحؑ سمجھ گئے کہ شیطان انھیں سرزنش اور ملامت کر رہا ہے، آپ نے گریہ کرنا شروع کر دیا، کہا جاتا ہے کہ طوفان کے بعد پانچ سو سال تک روتے رہے اسی وجہ سے ان کا لقب نوحؑ[1] پڑ گیا ورنہ اس سے پہلے انھیں "عبدالجبار" کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس وقت خدا نے ان پر وحی کی کہ شیطان کی باتیں سن لو۔ آپ نے شیطان سے فرمایا: جو کہنا ہو کہو!

شیطان نے کہا میں آپ کو چند خصلتوں سے منع کرتا ہوں:-

۱۔ پہلے یہ کہ غرور سے پرہیز کرو کیونکہ سب سے پہلا گناہ جو خدا کا ہوا

[1] نوح: جو بہت زیادہ گریہ اور نوحہ کرے

ہے وہ اسی غرور کی وجہ سے ہوا ہے جب پروردگار نے مجھے تمہارے باپ آدمؑ کا سجدہ کرنے کا حکم دیا اگر غرور نہ کرتا اور سجدہ کرلیتا تو مجھے عالم ملکوت سے باہر نہ کیا جاتا۔

۲۔ دوسرے حرص سے بچو کیونکہ خداوند عالم نے تمہارے باپ آدمؑ کے لیے پوری جنت حلال اور مباح کردی تھی اور صرف ایک درخت سے منع کیا تھا لیکن اس صفت نے انھیں اس شجر ممنوعہ سے کھانے پر آمادہ کردیا پھر جو نتیجہ بھگتنا تھا وہ بھگتا۔

۳۔ تیسرے یہ کہ کبھی کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہنا مگر یہ کہ کوئی تیسرا بھی وہاں موجود ہو اس لیے کہ اگر کسی تیسرے شخص کے بغیر تنہائی ہوگی تو میں وہاں پہونچ جاؤں گا اور اتنا وسوسہ کروں گا کہ تم لوگ زنا پر آمادہ ہو جاؤ گے۔

ان جملوں کے بعد خدا نے حضرت نوحؑ پر وحی کی کہ اے نوحؑ شیطان کی باتوں کو مان لو۔[۱]

۷۸۔ شیطان کا مضبوط جال: (عورتیں)

ایک دن شیطان نے خدا کی بارگاہ میں عرض کیا کہ مجھے آدمیوں کے شکار کے لیے مضبوط جال چاہیئے خدا نے سونا، چاندی، حیوانات اور گھوڑوں کے گلّے اسے بتائے اور فرمایا: ان چیزوں کے ذریعہ انسانوں کو فریب دے سکتے ہو،

۱ انوار نعمانیہ جلد ۱ ص ۲۳۸، ص ۲۳۹

شیطان پہلے تو خوش ہوا بعد میں اس کا منھ پھر لٹک گیا کہ نہیں یہ جال مضبوط نہیں ہے تو خداوند عالم نے قیمتی جواہرات کے معدن اسے دکھائے اور فرمایا: لو یہ ایک دوسرا جال ہے۔ اس نے عرض کیا: مجھے مزید چاہیئے خدا نے چکنائی، مٹھاس، اور لذت بخش مشروبات اور قیمتی اور نفیس لباس دکھایا۔ شیطان نے پھر بھی اپنا مطالبہ جاری رکھا کہ اور چاہیئے کہ آدمی کو آگ کی رسّی سے باندھ دوں کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ تیرے جمال وجلال کے شیدائی ان رسّیوں کو توڑ کر نکل جائیں گے اس جال میں صرف غیر لوگ پھنسیں گے اس طرح دو گروہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے میں ایسے جال کا خواہش مند ہوں جو مردوں کو گرفتار کر سکے خدا نے شراب اور موسیقی کے آلات اسے دکھائے تو شیطان ہنسنے لگا اور اسے تھوڑی سی خوشی حاصل ہوئی لیکن پھر بھی اسے دلی مراد حاصل نہیں ہوئی تھی لہٰذا اس نے عرض کیا: اے خدا جس نے موسیٰؑ کو اتنی قوت دی کہ انھوں نے دریا کو اس طرح شگافتہ کیا کہ اس کی زمین تک خشک ہوگئی اور غبار اڑنے لگا مجھے اس سے زیادہ مستحکم جال عنایت فرما: تاکہ میں اسے آدمیوں کے لیے لگام کی طرح استعمال کروں اور کشاں کشاں اسے بدبختیوں کی طرف کھینچتا پھروں، خدا نے عورتوں کے جمال کی طرف اس کی راہنمائی کی جو مردوں کے عقلوں کو ناکارہ بنا دیتا ہے اور صبر کو چھین لیتا ہے۔ شیطان اسے دیکھ کر خوشی سے ناچنے لگا اور کہا اسے مجھے جلد عنایت کر دے میں اپنی مراد کو پہونچ گیا۔

جناب ابراہیمؑ نے معاد کو ثابت کرنے کے لیے مرغ کو مار کر قیمہ قیمہ کر دیا تاکہ مردان خدا کو یہ بتا دیں کہ مرغ شہوت کی علامت ہے، شہوت پر قابو رکھو

تا کہ خدا کی بارگاہ میں رسائی ہو سکے۔[1]

۷۹۔ شیطان کا وسیلہ: (عورتیں)

اس مضمون کی روایت نقل ہوئی ہے کہ ایک دن ابلیس ملعون نے حضرت یحییٰ سے کہا: اے یحییٰ جب میں لوگوں کو بہکانے سے عاجز رہ جاتا ہوں تو عورتوں کا سہارا لیتا ہوں۔[2]

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں۔

اوثق سلاح ابلیس النّساءُ۔

شیطان کا سب سے زیادہ مضبوط اور کارگر اسلحہ عورتیں ہیں۔[3]

ایک دوسری روایت میں آپ نے فرمایا:

النّساء حبالة الشّیطان

عورتیں شیطان کے جال ہیں۔[4]

[1] مثنوی مولوی دفتر پنجم ص ۵۴۴، ماخذ قصص تمثیلات مثنوی ص ۱۲۴، داستانہائی مثنوی جلد ۴ ص ۷ تفسیر و نقد، تحلیل مثنوی جلد ا ص ۳۱۸

[2] استعاذہ ص ۷۸

[3] نہج الفصاحہ ص ۱۹۶، ص ۳۸۵

[4] نہج الفصاحہ ص ۶۳۵ و ص ۲۰۷

۸۰۔ شیطان کی نگاہ: (نظر بازی)

فضیل بن عیاض کہتے ہیں ابلیس ملعون کہتا ہے:

النّظرھی قوسی القویمة و سھمی الّذی لا اخطی بہ

نامحرم پر نگاہ ڈالنا میری مضبوط کمان ہے اور ایسا تیر ہے جو کبھی نہیں چوکتا۔[1]

اس سلسلہ میں بہت سی روایتیں نقل ہوئی ہیں: امام صادقؑ فرماتے ہیں:

النّظرة من سھام ابلیس مسموم

نامحرم پر نگاہ ڈالنا ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔[2]

حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا:

العیون مصائد الشّیطان

آنکھیں شیطان کے جال ہیں۔[3]

لہٰذا نامحرم اور لوگوں کی ناموس پر نگاہ ڈالنے سے پرہیز کرو۔

آپ ایک دوسرے جملہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

الشّھوات مصائد الشّیطان،

شہوتیں شیطان کے جال ہیں۔[4]

[1] محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۱۸۰

[2] وسائل الشیعہ جلد ۱۴ ص ۱۳۸

[3] غرر الحکم جلد ۷ ص ۲۳۵

[4] غرر الحکم جلد ا ص ۱۵۴ و ۲۳۵

۸۱۔ شیطان کے تیر و تلوار اور جال: (نامحرم پر نظر ڈالنا)

فتوت نامہ کے مولف تحریر کرتے ہیں کہ: اگر پوچھا جائے کہ آنکھوں کو کن چیزوں سے بند کرنا چاہیئے تو کہو کہ سب سے پہلے نامحرم سے کیونکہ نامحرم کو دیکھنا ایسا زہریلا تیر ہے جو شیطان کے ہاتھوں سے جس دل پر لگ جاتا ہے تو پھر وہ بچ نہیں سکتا۔[۱]

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: تمام فتنے تین چیزوں میں خلاصہ ہوتے ہیں۔

۱۔ (اجنبی) عورت کی دوستی کیونکہ وہ شیطان کی تلوار ہے۔

۲۔ شراب خواری کیونکہ یہ شیطان کا جال ہے۔

۳۔ دولت پرستی کیونکہ یہ شیطان کا تیر ہے۔

لہٰذا جو شخص عورت کا دوست ہوگا وہ زندگانی سے فائدہ نہ اٹھا سکے گا۔ اور جو شخص شراب خوار ہوگا جنت اس پر حرام ہوگی اور جو دولت پرست ہوگا وہ دنیا کا زرخرید غلام ہوگا۔[۲]

۸۲۔ شیطان کی روایات: (دیوث)

ایک دن جناب نوحؑ نماز پڑھ رہے تھے کہ شیطان ظاہر ہوا اور آپ کی عبادت اور خضوع و خشوع دیکھ کر تململا اٹھا اور نوحؑ کو مخاطب کر کے کہا: اے نوحؑ

۱۔ فتوت نامہ ص ۲۱۰ ۔ ۲۔ میزان الحکمت جلد ۵ ص ۸۲

جس وقت خداوند عالم نے جنت بنائی اور اس میں طرح طرح کے درخت قرار دیے اور بہت زیادہ نہریں نکالیں اور خوبصورت محل تعمیر کیے اس کے بعد مجھے پتہ چلا کہ وہ فرماتا ہے کہ:

حقیقتاً خوش نصیب اور کامیاب ہے وہ جو واقعاً عورتوں اور مردوں میں مومن ہے اس کے بعد فرمایا: میرے عزت و جلال کی قسم اس بہشت میں وہ ہرگز نہیں رہ سکتا ہو جو دیوث (ایسا شخص جو اپنے اہل و عیال سے غافل رہے اور اپنی بیوی اور گھر والوں کو یونہی چھوڑ دے اور کوچہ و بازار کے نامحرموں سے ان کے روابط کی پرواہ نہ کرے) ہے۔[۱]

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا:

لایدخل الجنّة دیّوث

دیوث جنت میں نہیں جا سکتا ہے۔[۲]

امام صادقؑ فرماتے ہیں:

حرّمت الجنّة علی الدّیّوث

دیوث پر جنت حرام ہے۔[۳]

۱۔ وسائل الشیعہ جلد ۱۴ ص ۲۴۸

۲۔ مستدرک الوسائل جلد ۲ ص ۵۵۸، ابواب مقدمات نکاح باب ۱۰۳

۳۔ وسائل الشیعہ جلد ۱۴ ص ۱۷۵

۸۳۔شیطان اور برصیصا عابد: (زناء کا بُرا انجام)

بنی اسرائیل میں ایک گوشہ نشین عابد تھا جو لوگوں سے دور ایک عبادت خانہ میں ہمیشہ عبادت کیا کرتا تھا اور کثرت عبادت کی وجہ سے وہ مستجاب الدّعوۃ ہوگیا تھا اسے برصیصا کے نام سے جانا جاتا تھا۔

اتفاق سے ایک دفعہ بادشاہ کی بیٹی سخت بیمار ہوگئی، ڈاکٹروں نے اس کے علاج سے عاجزی ظاہر کی، ہر قسم کا علاج کیا گیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا آخر کار برصیصا عابد سے درخواست کی گئی کہ وہ بادشاہ کے گھر جا کر اس لڑکی کے شفا کے لیے دعا کرے۔ برصیصا راضی نہیں ہوا لہٰذا اس کے بھائیوں نے اسے تخت پر لٹا کر عبادت خانہ پہونچایا۔

برصیصا نے ان سے کہا اسے یہیں رہنے دو تا کہ سحر کے وقت جو دعا کے لیے بہترین وقت ہے اس کی شفا کے لیے دعا کروں، بھائیوں نے اسے وہیں چھوڑا اور چلے گئے۔

جب سحر ہوئی تو برصیصا نے اس لڑکی کے لیے دعا کی، اور اسے شفا مل بھی گئی۔ شیطان جو برصیصا کی عبادت اور شہرت کے درد سے بے چین تھا اور حسد کی آگ میں جل رہا تھا اس موقع سے اس نے فائدہ اٹھایا اور عابد کو گمراہ کرنے اور فریب دینے میں مشغول ہوگیا، اس نے اتنا وسوسہ کیا کہ آخر کار شہوت عابد پر غالب آئی اور اس نے لڑکی سے زنا کیا بدکاری کے بعد عابد اپنے کیے پر سخت

پشیمان ہوا اور سوچا کہیں لڑکی اس بات کا اپنے بھائیوں سے تذکرہ نہ کردے اور بادشاہ مجھے ہلاک نہ کر ڈالے لہٰذا اس نے اپنے نجات کی راہ ڈھونڈنا شروع کردی، شیطان نے دوبارہ اپنا کام شروع کیا اور اس کے دل میں وسوسہ کیا کہ وہ اسے مار ڈالے اور وہیں دفن کردے تا کہ اپنے جرم کو چھپا سکے۔ اس نے یہی کیا اور کچھ دیر میں لڑکی کا جنازہ اس نے عبادت خانہ کے ایک کنارہ دفن کردیا اور جب صبح کو لڑکی کے بھائی اپنی بہن کو لینے آئے تو عابد نے ان سے کہا کہ: میں نے دعا کی تو وہ شفایاب ہوگئی اور اچھی ہو کر عبادت خانہ سے باہر چلی گئی۔

بھائی اپنی بہن کو ادھر ادھر ڈھونڈھتے پھر رہے تھے کہ شیطان کو موقع ملا اور اجنبی شخص کے بھیس میں وہ ظاہر ہوا اور برصیص اور لڑکی کا پورا قصہ بتایا اور لڑکی کی قبر تک لایا اور اور قبر کھود کر انھیں دکھایا، بادشاہ نے لوگوں کو باخبر کیا اور برصیص کے گلے میں رسّی ڈال کر کھینچتے ہوئے اسے شہر میں لائے اس کی دار کے اطراف میں ایک عظیم مجمع اکٹھا ہوگیا، جب اسے پھانسی پر چڑھایا جانے لگا تو شیطان اس کے سامنے ظاہر ہوا اس نے کہا: یہ ساری مصیبتیں میری لائی ہوئیں ہیں۔ اب اگر تم سر کے اشارہ سے مجھے معبود مان لو اور مجھ پر ایمان لے آؤ تو میں تمہیں نجات دے دوں، عابد جو گناہ کی وجہ سے کوردل ہو چکا تھا اس نے سر سے اشارہ کیا اور شیطان پر ایمان لے آیا، شیطان اس منظر کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اس کے پاس سے دور چلا گیا۔ عابد چلّایا بھاگو نہیں مجھے بچاؤ۔ شیطان نے کہا:

انی بریٔ منك انّی اخاف الله ربّ العالمین

(حشر ۱۶)

میں تجھ سے بیزار اور بری ہوں اور رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

وہ عابد جس نے سالہا سال اپنی عمر عبادتوں میں بسر کی تھی اس طرح بدبختی کا شکار ہوا اور دونوں جہان کی رسوائی اس کے حصہ میں آئی۔[۱]

شیطان کہتا ہے میں بہت آسانی سے تمہارے ایک ایک شخص کے فکر و اندیشہ میں رسوخ کرتا ہوں اور تمہیں ایسے ایسے کاموں پر تیار کرتا ہوں جس کے کرنے کا تمہارا دل نہیں چاہتا ہے اے انسان یہ سمجھ لے کہ شیطان کے جال سے تجھے نجات نہیں ہے، کھلی ہوئی آنکھوں کے ساتھ اپنی حفاظت کرتا کہ کسی بھی گناہ کے ذریعہ شیطان کی کمند کا شکار نہ ہو۔

پیغمبر اسلام فرماتے ہیں:

مجری الشّیطان الشّهوات

شہوتیں شیطان کی گذرگاہ ہیں۔[۲]

۱۔ یہ واقعہ مختلف مدارک کے مطابق بعضوں نے مفصل اور بعضوں نے مختصر طور پر تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے جوامع الحکایات عوفی ترجمہ جعفر شعار نثر سوم ص ۲۱۶، گلستان سعدی دیباچہ مجلس پنجم، مجمع البیان جلد ۹ ص ۳۶۸، تفسیر نمونہ جلد ۲۳ ص ۵۴۴، منہج الصادقین جلد ۹ ص ۲۳۸، تفسیر المیزان ذیل سورۂ حشر آیہ ۱۶، محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۵۶، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۶۵، استعاذہ ص ۷۹، کیفر گناہ جلد ۱ ص ۱۷۴، داستان ہائے پند ہا جلد ۳ ص ۸۶

۲۔ بحار الانوار جلد ۶۷ ص ۴۲، مفاتیح الغیب ملا صدرا، ترجمہ خواجوی ص ۳۸۴

۸۴۔ شیطان اور قوم لوط: (لواط)

قوم لوط خدا کے بہترین بندے تھے۔ شیطان نے ان کی گمراہی کے لیے بہت ہاتھ پیر مارے تھے لیکن کامیاب نہیں ہوا تھا، وہ ہمیشہ گمراہی کے ذرائع تلاش کرنے کی فکر میں رہتا۔ افسوس کہ قوم لوط دھیرے دھیرے کنجوسی اور بخل کا شکار ہوگئی اور یہی بُری صفت ان کی جنسی شہوت کے لا علاج مرض کا علاج بن گئی۔

ابراہیم خلیل اللہ شام کی سرزمین پر وارد ہوئے اور وہاں والوں کو خدا اور دین حق کی طرف دعوت دی اس سے سات فرسخ کی دوری پر ایک آباد اور زرخیز شہر تھا جس کی برکتوں سے گذرنے والے کاروان بھی فیض یاب ہوتے تھے۔

یہ بات قوم لوط کے لیے ناقابل برداشت ہوتی گئی لہٰذا اس کے علاج کے لیے سوچ میں پڑ گئے شیطان نے اس موقع سے فائدہ اور بوڑھے آدمی کے بھیس میں ان کے پاس آیا اور ان سے کہا: میں تمہیں ایسا کام سکھاؤں گا کہ اگر تم اسے انجام دوگے تو پھر تمہارے شہر میں کوئی نہ آئے گا۔

لوگوں نے اس کام کے بارہ میں پوچھا: اس نے کہا جو شخص ادھر سے گذرے اس کے ساتھ بدفعلی کرو، اس کے کپڑے اتار کر اسے ننگا کر دو، اس کے بعد وہ خود ایک خوبصورت لڑکے کی شکل میں ان کے پاس آیا، قوم لوط نے اس کے ساتھ بدفعلی کی جس سے وہ بہت خوش ہوئے پھر اس کے بعد دوسرے مردوں اور لڑکوں سے یہ فعل کرنا شروع کیا یہاں تک کہ مکمل طور پر ان کے درمیان یہ چیز رائج

ہوگئی اور آخر کار نوبت یہ آئی کہ وہ لوگ عورتوں سے بالکل بے گانہ ہو گئے اور لڑکوں کے چکر میں پڑ گئے۔

شیطان نے دیکھا کہ مردوں کے بارہ میں اس کا منصوبہ مکمل طور پر کامیاب ہوگیا ہے اور خاطر خواہ اس کا اثر بھی ہوا ہے تو وہ عورتوں کے پاس آیا اور ان سے کہا: اب جبکہ تمہارے مرد اپنی جنسی خواہش کے بارہ میں ایک دوسرے سے کام چلا لیتے ہیں تو تم بھی اپنی شہوت برطرف کرنے کے لیے ایک دوسرے سے کام لو اس وقت انھیں مساحقہ (عورتوں کا جنسی شہوت کی آگ بجھانے کے لیے عورت پر اکتفاء کرنا) سکھایا۔ [1]

۸۵۔ ابلیس کی خطرہ کی گھنٹی: (آرزو)

جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر یہ آیت نازل ہوئی:

والّذین اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسهم ذکروا الله فاستغفروا الذنوبهم و من یغفر الذّنوب الاّ الله ولم یصرّوا علیٰ ما فعلوا و هم یعلمون، اولئك جزاؤهم مغفرة من ربّهم و جنّات تجری من تحتها الانهار خالدین فیها و نعم اجر العاملین.

وہ لوگ وہ ہیں کہ جب کوئی نمایاں گناہ کرتے ہیں یا اپنے نفس پر ظلم

[1] قصص قرآن یا تاریخ انبیاء جلد ا ص ۲۰۵ الی ص ۲۰۸، بحار الانوار جلد ۱۲ ص ۲۴۰ باب ۷

کرتے ہیں تو خدا کو یاد کر کے اپنے گناہوں پر استغفار کرتے ہیں اور خدا کے علاوہ کون گناہوں کا معاف کرنے والا ہے اور وہ اپنے کیے پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے یہی وہ ہیں جن کی جزاء مغفرت ہے اور وہ جنت ہے جس کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور عمل کرنے کی یہ جزا بہترین جزا ہے۔ [1]

ابلیس اس آیۃ کے نازل ہونے پر بہت غضب ناک ہوا اور مکہ کے ''ثور'' نامی پہاڑ پر چڑھ گیا اور چیخ پکار مچا دی اس نے اپنے تمام مددگاروں کو ایک انجمن تشکیل دینے کی دعوت دی، اس کی آواز پر سب جمع ہو گئے ابلیس نے انھیں اس آیۃ کے نزول کی خبر دی اور اپنی پریشانی ظاہر کر کے ان سے مدد چاہی۔

ایک شیطان نے کہا: میں اس گناہ یا اس گناہ کے ذریعہ اس آیۃ کے اثر کو ختم کر دوں گا۔ ابلیس نے اس کی بات نہ مانی۔ دوسرے نے دوسری پیش کش کی وہ بھی قبول نہیں ہوئی یہاں تک کہ ایک پرانا تجربہ کار شیطان ''وسواس خناس'' نے کہا میری رائے یہ ہے کہ آدمی کو وعدوں اور آرزوؤں کے ذریعہ گناہوں میں ملوث کریں، جب وہ گناہ کریں تو خدا کو بھول جائیں اور اس کی طرف واپسی کو ان کے ذہن سے نکال دیں۔

ابلیس نے کہا ہاں یہی علاج ہے اور اس ذمہ داری کو جیتے جی اس کے حوالہ کر دیا۔ انسانوں کو وعدوں اور آرزوؤں کے ذریعہ سے خدا کی یاد سے غافل کرنے کی ذمہ داری دی۔

[1] آل عمران/ ۱۳۵-۱۳۶

ہم ''وسواس خنّاس'' کے شر سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔[۲]

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

الامل سلطان الشّیاطین علیٰ قلوب الغافلین

بہت زیادہ امیدیں اور آرزو غافلوں کے دلوں پر شیاطین کی سلطنت وبادشاہی کا ذریعہ ہے۔[۱]

۸۶۔انسانوں کے سر پر شیطان کا تسلّط: (غفلت)

ایک زاہد کا بیان ہے کہ وہ اور ایک مومن دونوں دوست تھے ایک دن دونوں مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مومن دوست نے پوچھا تم لوگوں کو کیسا پاتے ہو؟ میں نے کہا: بعضوں کو بیدار اور بعضوں کو سویا ہوا۔ اس نے کہا ان لوگوں کے سر پر جو کچھ ہے اسے دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا نہیں!

اس نے اپنے دونوں ہاتھ میری آنکھوں پر مل دیئے تو میں نے دیکھا کہ ہر ایک کے سر پر دو پر والا ایک شیطان بیٹھا ہوا ہے اور کبھی ان پروں کو اس شخص کی آنکھوں پر جھکا دیتا ہے اور کبھی اٹھا لیتا ہے، میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ شیطان ہیں جو ان کے سروں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ہر ایک کی غفلت کے اعتبار سے اس پر غلبہ پاتے ہیں اس کے بعد یہ آیت پڑھی:

۱۔ بحارالانوار جلد ۶۰ ص ۱۹۷، امالی مجلس ۱۷، وسائل جلد ۱۱ ص ۳۵۳، میزان الحکمت جلد ۵ ص ۸۸، تفسیر نمونہ جلد ۲۷ ص ۴۷۵، تفسیر المیزان جلد ۲۰ ص ۵۵۷

۲۔ غررالحکم جلد ۲ ص ۵۸

و من یعشُ عن ذکرِ الرّحمٰن نقیّض له شیطانا فهو له قرین

جو شخص ذکر خدا اور یاد خدا سے غافل ہو جائے گا ہم اس کے لیے ایک شیطان مقرر کر دیں گے جو اس کا ساتھی اور ہم نشین ہوگا۔[۱]

۸۷۔حقّ کی لبیّک: (دعاء)

مولوی تمثیل کے عنوان سے ایک داستان نقل کرتے ہیں کہتے ہیں: ایک شخص تھا جو ہمیشہ اپنے خدا کے ساتھ راز و نیاز اور مناجات کیا کرتا تھا اور خدا کو پکارا کرتا تھا اور اللہ اللہ کے علاوہ اس کے منہ سے کچھ نہیں نکلتا تھا، ایک دن شیطان اس کے پاس آیا اور وسوسہ کر کے اسے ہمیشہ کے لیے خاموش کرنا چاہا، اس نے کہا: اے شخص تو ہمیشہ اللہ اللہ کیا کرتا ہے، سحر کے وقت بھی پکارا کرتا ہے آخر کبھی تجھے اس آواز کا جواب بھی ملا ہے اگر تو کسی عام آدمی کے گھر چلا جاتا اور اتنا پکارتا تو کم از کم ایک مرتبہ تو تجھے جواب دیا جاتا۔

اس شخص نے دیکھا بات سمجھ آنے والی ہے لہٰذا اس نے دعا و مناجات چھوڑ دی، خواب میں دیکھا کسی نے اس سے کہا تم نے مناجات کرنا کیوں چھوڑ دی؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے دیکھا کہ میں نے کتنی مناجات کی اور درد و سوز کے ساتھ خدا کو پکارا لیکن ایک مرتبہ بھی میرے جواب میں لبیّک نہیں کہی گئی، ہاتف نے جواب دیا لیکن مجھے خدا کی طرف سے تمہارے پکارنے پر لبیّک کہنے کا حکم دیا

۱۔ زخرف/۳۶

گیا ہے۔

وہ درد و سوز وہ عشق جو تمہارے دل میں ہم نے قرار دیا ہے وہ خود ہماری طرف سے لبیک کا ہی نتیجہ ہے۔

حضرت علی علیہ السلام دعائے کمیل میں عرض کرتے ہیں:

اللّٰھم اغفرلی الذّنوب الّتی تحبس الدّعاء

خدایا ہمارے وہ گناہ جو دعا کے حبس ہونے کا سبب بنتے ہیں وہ گناہ جو مناجات کے درد کو چھین لیتے ہیں خدایا ہمارے ان گناہوں کو بخش دے۔

اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ دعا انسان کے لیے "مطلوب" بھی ہے اور وسیلہ بھی ہے یعنی دعا ہمیشہ قبول ہونے کے لیے نہیں ہوتی قبول نہ ہو پھر بھی وہ خود "مطلوب" ہے۔[۱]

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

اکثر الدّعاء تسلَم من سورة الشیطان

دعاء زیادہ کرو تاکہ شیطان کے قہر و غضب اور تسلّط سے محفوظ رہو۔[۲]

۸۸۔ شیطان کے شر سے پناہ مانگنا: (ذکر خدا، قرآن، اہلبیت)

لوگ دن رات خلوت، تنہائی، کوچہ، بازار اور سڑکوں وغیرہ پر شیطان کے

۱۔ ... ج ۵ ص ۱۹۰ استاد شہید شیخ مرتضیٰ مطہری

۲۔ میزان الحکمت جلد ۵ ص ۹۱

شر سے محفوظ رہنے کے لیے خدا کے نام "بسم اللہ علیہ الرحمٰن الرحیم" کے ساتھ شیطان کے سیاہ دل پر لعنت بھیج کر ابلیس ملعون کو خود اپنے آپ سے دور کرتے ہیں اور یہ خدا کے اسماء کی تلاوت کا ایک اثر ہے اور اس کے ذریعہ انسان، شیطان کی خباثت اور اس کے گزند سے محفوظ رہتا ہے۔

پیغمبر اسلام فرماتے ہیں:

ہر دل پر شیطان قبضہ جمائے ہوئے ہے جب خدا کا نام لیا جاتا ہے تو وہ دور بھاگ جاتا (اور انسان اس کے شر سے محفوظ رہتا ہے) اور جب اس کا ذکر بھلا دیا جاتا ہے تو شیطان اسے اپنے جال میں پھنسا کر برے کاموں پر آمادہ کرتا ہے۔[۱]

حضرت علیؑ ذکر خدا اور تلاوت قرآن کے بارہ میں فرماتے ہیں:

جس گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہو اور خدا کا ذکر ہو اس کی برکت میں اضافہ ہوتا ہے اور فرشتے اس میں آمد و رفت کرتے ہیں اور شیاطین اس سے دور رہتے ہیں اور وہ آسمان والوں کے لیے اسی طرح چمکتا ہے جیسے ستارے زمین والوں کے لیے چمکتے ہیں لیکن جس گھر میں تلاوت قرآن نہیں ہوتی اور خدا کا ذکر نہیں ہوتا تو اس کی برکت کم اور فرشتے وہاں سے دور ہو جاتے ہیں اور شیاطین اس میں آجاتے ہیں۔[۲]

۱۔ عدة الداعی ص ۲۰۶، مفاتیح الغیب ملا صدرا ترجمہ خواجوی ص ۳۶۱

۲۔ اصول کافی جلد ۴ ص ۴۱۳

مثلاً معصومین علیہم السلام کے مقدس ناموں کے سلسلہ میں امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

انّ الشّیطان اذا سمع منادیاینادی یا محمد یا علیّ ذابّ کما یذوب الرّصاص

یقیناً شیطان جب منادی کی آواز یا محمد یا علی سنتا ہے تو اس طرح پگھلتا ہے جیسے پارہ پگھلتا ہے۔[1]

۸۹۔ شیطان اور کتاب خدا: (تلاوت یٰس، ناس، کافرون)

جو قوم قرآن پڑھتی ہے اس سے دیو بھاگتا ہے۔[2]

شیطان کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے قرآن کے بعض سوروں کی تلاوت کی تاکید ہوئی ہے ایک حدیث میں پیغمبر اسلامؐ سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

انّ لکلّ شیءٍ قلبا و قلبُ القرآن یٰسٓ

ہر چیز کے دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل یٰس ہے۔

ایک حدیث میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جو شخص دن میں غروب سے پہلے پہلے سورہ یٰس کی تلاوت کرے وہ پورے دن ہر بلاء سے محفوظ اور روزی والا ہوگا اور اگر رات میں سونے سے پہلے تلاوت کرے تو خداوند عالم

---

[1] عدۃ الداعی ص ۲۸۰

[2] کلیات سعدی تقریرات مجموعہ تقریریات اول

اسے شیطان کے شر سے محفوظ رکھنے کے لیے ہزار فرشتے مامور کرے گا اہم فضائل کے ضمن میں بیان ہوا ہے قرآن میں شاید ہی کوئی ایسا سورہ ہو جو یٰس کے ہم پلہ فضیلت رکھتا ہو، البتہ یہ فضیلت ان لوگوں کے لیے نہیں ہے جو صرف لفظیں دہراتے ہیں اور مفاہیم ان کی سمجھ سے بالاتر ہوتے ہیں بلکہ یہ فضیلت اس عظیم سورہ کے مضمون و مفہوم کی وجہ سے ہے، بیدار کرنے، ایمان تازہ کرنے، مسؤلیت کا احساس دلانے اور تقویٰ کی صفت کو جنم دینے والے مفہوم کی وجہ سے ہے، جب انسان اس کے مفہوم میں غور وفکر کرتا ہے اور یہ تفکر اس کے اعمال پر اثر انداز ہوتا ہے تو دنیا وآخرت کی بھلائی اس کا استقبال کرتی ہے۔

مثلاً سورہ یٰس کی آیت ۶۰ میں خداوند عالم کے اولاد آدم سے اس عہد و پیمان کے بارہ میں اشارہ ہے کہ وہ شیطان کی پرستش نہ کریں وہ کھلا ہوا دشمن ہے۔

الم اعهد الیکم یا بنی ادم ان لاّ تعبدوا الشّیطان انّه لکم عدوّ مبین

ظاہر ہے اگر انسان خدا سے کیے ہوئے اپنے عہد و پیمان کی پابندی کرے تو جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں آیا ہے تو ہر طرح کے رجیم شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ لیکن اگر اس آیہ کو سرسری طور پر پڑھے لیکن عمل میں شیطان کا ساتھی، دوست مخلص اور وفادار ہو تو اس بڑے افتخار کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اس

سورہ کی تمام آیتوں اور کلمات کا محاسبہ کرے اور اس میں تفکر و تدبر سے کام لے۔ ۱

سورۂ ناس:

سورۂ ناس اور فلق کے بارہ میں ذکر ہے کہ انسان ہمیشہ شیطانی وسوسوں کے روبرو ہے اور جنات اور انسانوں کے شیاطین قلب و روح میں نفوذ کرنا چاہتے ہیں۔

انسان کا علمی مرتبہ جتنا بڑھتا جائے گا اور سماج میں اس کی اہمیت میں اضافہ ہوگا شیطانی وسوسہ اس کے بارہ میں اتنا ہی سخت ہوگا تا کہ اسے راہ حق سے منحرف کرکے ایک عالم کی خرابی سے پورے عالم کو برباد کردیں۔

یہ سورہ پیغمبر اسلامؐ کو ایک نمونہ رہنما اور بہترین رہبر کے عنوان سے حکم دیتا ہے کہ وہ تمام وسوسہ کرنے والوں کے شر سے خدا کی پناہ مانگیں، اس سورہ کا مضمون سورہ فلق سے ملتا جلتا ہے کیونکہ دونوں میں شرور و آفات سے خداوند عالم کی پناہ حاصل کرنے کا حکم ہے البتہ ایک فرق کے ساتھ کہ سورۂ فلق میں شر کی مختلف قسموں کا تذکرہ ہے لیکن اس سورہ میں صرف نہ دکھائی دینے والے وسوسہ گروں کی بات کہی گئی ہے۔

۱ تفسیر نمونہ جلد ۱۸ ص ۳۱۳،۳۱۰

سورۂ کافرون:

سورۂ کافرون کے بارہ میں پیغمبرؐ سے ایک حدیث منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جس نے سورۂ کافرون کی تلاوت کی اس نے گویا ایک چوتھائی قرآن پڑھا اور اس سورہ کی تلاوت کرنے والوں سے شیاطین وغیرہ دور رہتے ہیں اور وہ ہر طرح کے شرک سے پاک رہتا ہے اور قیامت کے دن کی سختی اور اس کے خوف و ہراس سے امان میں رہتا ہے۔

ایک چوتھائی قرآن کی تعبیر شاید اس لیے بیان ہوئی ہے کیونکہ اس کی ایک چوتھائی صرف شرک اور بت پرستی سے مقابلہ کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہے جس کا نچوڑ اس سورہ میں موجود ہے اور اس کی تلاوت سے سرکش شیاطین اس لیے بھاگتے ہیں کہ یہ سورہ مشرکین کے سینہ پر گویا دو ہتھوڑ ہے اور یہ واضح بات ہے کہ شرک شیطان کا بہت ہی اہم ہتھیار ہے۔ ۱

آج کل کے زمانہ میں اگرچہ بظاہر لوگوں کی اکثریت مشرک اور بت پرست نہیں ہے لیکن اپنی خواہشات، شہوتیں، ہوس وغیرہ کے مختلف عنوان سے باطنی طور پر مشرک اور بت پرست ہیں اور یہ بت شیطانی نفس کا بت ہے۔

لہٰذا آئینۂ دل کو بصیرت کی آنکھوں سے دیکھنا چاہیئے تا کہ ہمیں خود ہمارے بارہ میں پتہ چل جائے کہ آیا موحد، مسلمان اور خدا پرست ہیں یا کافر، مشرک اور بت پرست۔

۱ مفاتیح الغیب ملا صدرا، ترجمہ خواجوی ص ۴۳۲

۹۰۔انسان کا شفاف بدن اور شیطان: (ذکر و یاد خدا)

صدر المتالہین شیرازی کتاب "مفاتیح الغیب" میں نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا: میں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ وہ مجھے دل میں شیطان کے بیٹھنے کی جگہ دکھا دے تو میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس کا جسم شیشہ کی طرح شفاف تھا کہ اندر تک ساری چیزیں دکھائی دیتی تھیں میں نے اس کے شیشہ جیسے بدن میں خوب غور سے جھانک کر دیکھا کہ شیطان مینڈک کی شکل میں دونوں پھیپھڑوں کے درمیان دل کے بائیں شانہ پر بیٹھا ہے اور اس نے اپنی سونڈ جو بہت باریک اور لمبی ہے دل میں پیوست کر رکھا ہے اور برابر وسوسہ کیے جا رہا ہے۔

اس حالت میں جب اس کے دل میں خدا کی یاد پیدا ہوتی ہے یا وہ ذکر خدا کرتا ہے تو وہ مینڈک اپنے آپ کو پیچھے کھینچ لیتا ہے شیطان کا مجسم ہونا، روح و جسم اور قلب میں یاد خدا کا اثر اور دوسری طرف یاد خدا سے دوری انسان کے دل میں شیطان کے وسوسہ کا سبب بنتی ہے۔

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

خدا کو یاد کرو کیونکہ اس کی یاد دلوں کو آرام بخشنے والی ہے۔[۱]

ایک روایت میں رسول اکرم اور ائمہ معصومین علیہم السلام سے نقل ہوا ہے کہ خداوند عالم نے حضرت موسیٰ پر وحی نازل کی اور فرمایا:

۱ رعد/۲۸

انا جلیس من ذکرنی

میں اس کا ہم نشین ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے۔[۱]

حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

لکلّ شیٍ صقالۃ و صقالۃ القلوب ذکر اللہ تعالیٰ

ہر چیز کو صیقل کرنے اور چمکانے کا آلہ ہوتا ہے اور دلوں کو صیقل کرنے والا آلہ ذکر خدا ہے۔[۲]

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

ذکر اللہ جلاء الصدور و طمانینۃ القلوب

ذکر خدا سینہ کو جلاء اور چمک اور دل کو آرام بخشنے والا ہے۔[۳]

۹۱۔زبان کا کام: (قرآن و حدیث کا ذکر)

فتوت نامہ کے مؤلف لکھتے ہیں کہ اگر پوچھا جائے کہ کس چیز کے لیے زبان کھولنی چاہیئے؟ تو کہو کہ پہلے تو "قرآن" ہی ہے جو خداوند عالم کا کلام اور شیطان رجیم سے پناہ کا ذریعہ ہے۔

دوسرے: ذکر خدا ہے جو دلوں کو جلاء بخشتا ہے۔

تیسرے: رسول خداؐ ائمہ طاہرینؑ اور خدا رسیدہ علماء جو لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ ہیں ان کا کلام ہے۔[۴]

۱ میزان الحکمت جلد ۳ ص ۴۱۵
۲ غرر الحکم جلد ۲ ص ۴۱۵
۳ مستدرک جلد ۱ ص ۳۸۲
۴ فتوت نامہ ص ۲۱۱

۹۲۔حمال شیطان: (گناہان صغیرہ)

خاتم المحدثین حاج میرزا حسین نوری طبرسیؒ فرماتے ہیں: جو شخص گناہ میں پڑ جائے گویا وہ شیطان کو اپنے کاندھے پر سوار کرتا، سینہ میں جگہ دیتا، اس کا ہم خیال اور اپنے اعضاء و جوارح پر اسے مسلّط کرتا ہے اور نتیجہ میں اس کی پیروی کرتا اور ہر مصیبت و بلا میں اس کی پناہ حاصل کرتا ہے، اس کے حکم سے ہر بُرے کام کو انجام دیتا اور ہر اچھے کام سے دوری اختیار کرتا ہے اس صورت میں اگر صرف زبانی طور پر اس سے خدا کی پناہ مانگی جائے تو گویا اس نے خدا کی حرمت کو ہلکا کیا ہے حالانکہ خدا فرماتا ہے۔

ولا تتّبعوا خطوات الشیطان۔

"شیطان کی پیروی نہ کرو"۔ [۱]

اور یہ بھی واضح رہے کہ شیطان مومن کو شروع سے گناہ کبیرہ پر آمادہ نہیں کرتا ہے بلکہ دھیرے دھیرے اسے گناہ کبیرہ کی طرف کھینچتا ہے۔ [۲]

حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں: اے دنیا دارو! اے خدا کے نالائق بندو! میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ چھوٹے گناہ شیطان کے جال ہیں جنھیں شیطان بہت چھوٹا کر کے دکھاتا ہے تاکہ تھوڑا تھوڑا جمع ہو اور ایک بارگی اپنی گرفت میں لے لے۔ [۳]

۱۔ بقرہ/۲۰۸، نور/۲۱ ۳۔ تحف العقول مواعظ حضرت مسیح

۲۔ دارالسلام نوری جلد ۴ ص ۱۲۶

۹۳۔شیطان کی گریہ وزاری: (نزول وحی)

بعثت سے پہلے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال ایک ماہ کی مدت لوگوں سے دور غار حرا میں جا کر عبادت میں گذارتے تھے اور اکثر اوقات آپؐ کے ساتھ حضرت امیر المؤمنینؑ ہوتے تھے خود حضرتؑ اس بارہ میں فرماتے ہیں: میرے علاوہ کوئی شخص آپؐ کو نہیں دیکھ پاتا تھا، صرف میں تھا جو نور وحی و رسالت کی زیارت کرتا تھا اور نزول وحی کے وقت نبوّت و پیغمبری کی بو سونگھتا تھا۔

جب آپؐ پر وحی نازل ہوئی تو میں نے عجیب آواز سنی، میں نے اس بارہ میں آپؐ سے استفسار کیا کہ یہ آواز کیسی ہے؟

حضرتؐ نے فرمایا: یہ شیطان کی آواز ہے جو لوگوں کے مسلمان اور خدا پرست ہونے کی تکلیف سے گریہ وزاری کر رہا ہے۔

چونکہ شیطان جانتا ہے کہ وحی کے پہونچنے کے بعد لوگ گمراہی و ضلالت کے دل دل سے نکل آئیں گے اور اس کی پیروی نہ کریں گے اسی وجہ سے ناامید ہو کر گریہ وزاری کر رہا ہے۔ [۱]

۹۴۔شیطان سے آنحضرتؐ کی لڑائی: (شیطان کی رسوائی)

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں: خداوند عالم نے پیغمبر اسلامؐ کے علاوہ

۱۔ نہج البلاغہ فیض خطبہ ۲۳۴ جملہ ۶۳ ص ۸۱۴، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۶۴

ملک و بادشاہی اور تمام مخلوقات پر غلبہ کسی اور کو نہیں بخشا، اس کا ثبوت یہ ہے کہ ایک دن آپؑ نے شیطان کی گردن پکڑی اور مسجد کے ایک کھمبے سے لگا کر اس طرح دبایا کہ اس ملعون کی زبان نکل آئی اور آپؑ کے ہاتھ پہونچ گئی اس وقت آپؑ نے فرمایا:

اگر سلیمانؑ پیغمبر نے خدا سے دعا نہ کی ہوتی کہ مجھے ایسی سلطنت و بادشاہی دے دے جیسی کبھی کسی کو نہ دی ہو تو میں تمہیں شیطان کو دکھاتا (اور اس طرح اسے رسوا کرتا یہاں تک کہ کوئی بندۂ خدا اس پر فریفتہ نہ ہوتا اور وہ کسی کو گمراہ نہ کرسکتا۔ ۱

۹۵۔ شیطان سے حضرت علیؑ کی ملاقات: (مہلت)

ابن عباس کہتے ہیں ہم لوگ پیغمبر اسلامؐ کے ساتھ اطراف مدینہ کے ایک درّہ میں تھے کہ اچانک عجیب طرح کی آواز (چق چق) سنائی دی، پیغمبر اسلامؐ سے اس آواز کے بارہ میں پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا: یہ ابلیس ہے جو اپنے لشکر کے ساتھ گذر رہا ہے۔ حضرت علیؑ بھی وہاں موجود تھے آپ نے عرض کی میں اس ملعون کو دیکھنا چاہتا ہوں، آپؐ نے شیطان سے خطاب کر کے فرمایا: اے دشمن خدا اپنے آپ کو علی کے لیے ظاہر کر ابلیس ظاہر ہوا وہ پستہ قد بوڑھا، داڑھی بال سفید خود اس کے قد سے بڑی داڑھی، دو آنکھیں پیشانی پر اور دو آنکھیں سینہ پر، حضرت علیؑ کی نگاہ جیسے ہی اس پر پڑی حملہ کر کے اسے گرادیا اور اس کے سینہ پر

۱ حیوۃ القلوب جلد ۲ ص ۷۲۴، بحار الانوار جلد ۱۸ ص ۸۹

چڑھ کر بیٹھ گئے اور عرض کیا کہ: اجازت ہو تو اس کا کام تمام کردوں، حضرت ہنسے اور فرمایا: اے علی پھر وقت معلوم تک مہلت کا کیا مطلب ہوگا کیونکہ خدا نے اسے مہلت دی ہے۔

شیطان جب بارگاہ الٰہی سے نکالا گیا تو اس نے مہلت کی درخواست کی اور خداوند عالم نے اس کی درخواست کو قبول بھی کیا اور فرمایا:

قال فانّك من المنظرين الیٰ یوم الوقت المعلوم

ہم نے روز معیّن اور وقت معلوم تک کی تجھے مہلت دی۔ ۱

کہا جاتا ہے وقت معلوم سے مراد شاید روز قیامت ہے، یا وہ وقت ہے جب اسرافیل پہلی مرتبہ صور پھونکیں گے یا حضرت ولی عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور کا زمانہ...... ۲

۹۶۔ امیر المومنینؑ کو گالیاں دینا: (دشمن علی)

سلمان فارسیؓ کہتے ہیں کہ ایک گروہ حضرت علیؑ پر سب و شتم اور ناسزا گوئی کیا کرتا تھا، ایک شیطان ان لوگوں پر ظاہر ہوا، اس سے پوچھا گیا تم کون ہو تو اس نے بتایا میں ابومرہ ہوں۔ انھوں نے پوچھا: تم نے علی بن ابی طالبؑ کے بارہ میں ہماری باتیں سنیں؟ — اس نے کہا: ہاں سنا ہے وائے ہو تم پر تم اپنے مولا علی

۱ حجر ۳۸-۳۷۔

۲ داستانہا و پندہا جلد ۳ ص ۱۰۳، تاریخ خطیب جلد ۳ ص ۲۸۹ و ۲۹۰ مناقب خوارزمی ۲۲۷

ابن طالبؑ کو بُرا کہتے ہو— ان لوگوں نے کہا تمہیں یہ بات کہاں سے معلوم ہے کہ علی ابن ابی طالبؑ ہمارے مولا ہیں؟— اس نے کہا: بقول پیغمبرؐ کہ آپؐ نے فرمایا: میں جس جس کا مولا ہوں علیؑ بھی اس کے مولا ہیں اس کے بعد علیؑ اور ان کے دوستوں کے لیے دعا اور ان کے دشمنوں کے لیے اس طرح بددعا فرمائی: خدایا جو علیؑ کو دوست رکھے اسے دوست رکھ اور جو علیؑ کو دشمن رکھے اسے دشمن رکھ، علیؑ کی مدد کرنے والوں کی مدد کر اور علیؑ سے جنگ وستیز کرنے والوں کو ذلیل خوار فرما۔

ان لوگوں نے پوچھا تم علیؑ کے دوستوں اور شیعوں میں سے ہو؟

اس نے کہا میں ان کے شیعوں اور دوستوں میں سے نہیں ہوں لیکن انھیں چاہتا ہوں اور یاد رکھو کوئی شخص علیؑ سے دشمنی نہیں رکھتا مگر یہ کہ اس کے مال اور اس کی اولاد میں شریک ہوں۔

انھوں نے پوچھا: اے ابومرّہ کیا تم علیؑ کی کسی فضیلت سے واقف ہو؟

شیطان نے کہا: اے ناکثین (بیعت توڑنے والوں) قاسطین (دشمنوں) اور مارقین (دین کمال سے تیر کی طرح نکل جانے والو) کی جماعت سنو: میں نے نبی الجانّ میں بارہ ہزار سال خدا کی عبادت کی اور جب خدا نے ان کے کفر و فساد کی وجہ سے ہلاک کر دیا تو میں نے اس سے اپنی تنہائی کا گلہ کیا تو خدا نے مجھے صف ملائکہ میں آسمان پر جگہ دی میں نے ان کے ساتھ بھی ۱۲ ہزار سال عبادت کی کہ ایک خیرہ کر دینے والا نور ہماری طرف سے گذرا تمام ملائکہ سجدہ میں گر کر سبوح و قدوس کہنے لگے اور کہنے لگے کہ یقیناً یہ نور کسی ملک مقرب یا نبی مرسل کا ہے۔

منادی نے خدا کی طرف سے ندا دی کہ یہ نور کسی ملک مقرب یا نبی مرسل کا نہیں ہے بلکہ علیؑ بن ابی طالب کی طینت کا نور ہے۔[۱]

امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا:

من سبّ ولیّ الله فقدسبّ الله

جو شخص امام اور ولی خدا کو بُرا کہے اور گالیاں دے اس نے خدا کو گالیاں دی ہیں۔[۲]

۹۷۔ صیحۂ آسمان وزمین: (حق و باطل کے پیرو)

اسلامی کتابوں میں حضرت قائم آل محمد عجّل اللہ تعالیٰ فرجہ الشّریف کے ظہور سے متعلق علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا: آنحضرتؑ کے ظہور سے پہلے آسمان وزمین سے دو صیحے سنائی دیں گے۔

ایک آواز اور صیحہ آسمانی ہے اور وہ جبرئیل امین کی آواز ہے حضرت قائم آل محمّد سے متعلق جسے مشرق و مغرب والے سنیں گے سوتا ہوا بیدار ہو جائے گا، کھڑا ہوا شخص بیٹھ جائے گا اور بیٹھا ہوا اس آواز کی وحشت سے کھڑا ہو جائے گا۔ خدا رحمت کرے اس شخص پر جو اس آواز سے عبرت حاصل کرے، اس پر لبیک کہے۔ اور دوسری آواز جو زمین سے سنائی دے گی وہ شیطان ملعون کی ہوگی جو چیخے گا اور اپنی مظلومیت ظاہر کرے گا اور فتنہ و آشوب کے لیے شک وشبہ پیدا

۱۔ امالی شیخ صدوق مجلس ۵۵، علل الشرائع جلد ۱ ص ۷۲ اباب ۱۲، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۴۷

۲۔ تفسیر عیاشی جلد ۱ ص ۲۰۳

کرے گا اور لوگ اس کی آواز سے فریب کھا کر حیران رہ جائیں گے اور آخرکار گمراہ ہو کر جہنم کی آگ میں گرفتار ہوں گے۔ لہٰذا پہلی والی آواز کی پیروی کرو اور ہوشیار رہو کہیں دوسری آواز کے جال میں نہ پھنس جاؤ۔[۱] اس دن شیطان کی آواز واضح اور ظاہر ہوگی پھر بھی شیطان صفت انسان حق و حقانیت سے جنگ و ستیز کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے آج اگرچہ شیطان کی آواز مخفی ہے لیکن خداوند عالم نے مختلف راہوں انبیاء اور اولیاء کے ذریعہ اس مخفی آواز کو بندوں پر آشکار کر کے بندوں کے کانوں تک پہونچائی ہے تاکہ وہ اس کے فریب میں آ کر گمراہ نہ ہوں اور منکرات، محرّمات اور حق و حقیقت کی ضد سے دوری کریں، لیکن تعبیر قرآن کے مطابق بعض انسان "صمٌّ بکمٌ عمی فہم لایعقلون" گونگے، بہرے، اندھے ہیں اور اپنی عقل کو استعمال نہیں کرتے۔[۲] حق کی آواز پر کان نہیں دھرتے اور عقل سلیم سے دور جاہلیت کے تعصب سے متاثر ہو کر باطل کی آواز کو غور سے سنتے ہیں جیسا کہ قرآن ان کے حالات کی حکایت کرتا ہے:

الانسان انّہ کان ظلوماجہولا

حقیقتاً انسان بہت زیادہ ستم گر جاہل اور نادان ہے۔[۳]

گناہوں کے دل دل میں غوطہ ور ہونے کی وجہ سے کہ جس کی سزا عذاب

---

[۱] بحار الانوار جلد ۵۲ ص ۲۰۵، مہدی موعود ۹۷۹، غیبت نعمانی باب ۱۴ ص ۲۵۴ و ص ۲۶۵ منتہی الآمال جلد ۲ ص ۳۳۶

[۲] بقرہ/۱۷۱ [۳] احزاب ۷۲

اور آتش جہنم ہے انسان خود پر ظلم و ستم کرتا ہے اور چونکہ گونگا، بہرہ اور اندھا ہے لہٰذا اچھا برا سوچنے سے معذور رہتا ہے اور نتیجتاً شیطان کے گمراہی والے راستہ اور بدبختی سے وہ باہر نہیں آ پاتا جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے:

صمٌّ بکمٌ عمی فہم لایرجعون

گونگے، بہرے اور اندھے ہیں اور ہرگز واپس آنے والے نہیں ہیں۔[۱]

۹۸۔ خروج دجّال: (امام زمانہؑ کے حقیقی مددگار)

ظہور قائم آل محمدؐ کی علامتوں میں سے ایک علامت خروج دجّال ہے، دجّال عجیب و غریب شکل و صورت میں ظاہر ہوگا وہ جادو، حیلہ، فریب اور ہاتھ کی صفائی میں ماہر ہے اس کا منحوس وجود دنیا میں خون ریزی، فتنہ، فحاشی اور فساد برپا کرے گا جب وہ خروج کرے گا تو بلند آواز سے اس طرح چیخے گا کہ مشرق سے مغرب تک تمام جن و انس سنیں گے وہ کہے گا: اے میرے دوستو! میرے پاس آؤ میں نے ہی انسانوں کو پیدا کیا ہے اور انھیں متناسب اعضا دیئے ہیں اور ہر ایک کی روزی مقرر کی ہے اس کے بعد کہے گا:

اولیائی انا ربکم الاعلیٰ

میرے دوستو! میں تمہارا بزرگ و برتر پروردگار ہوں۔

اس وقت شیاطین، فاسد افراد، منافقین، ظالمین اور زنا زادے اس کے

---

[۱] بقرہ/۱۸

چاروں طرف اکٹھا ہو جائیں گے، گانے بجانے والے گائیں بجائیں گے اور موسیقی کے رسیا ناچنے اور تھرکنے لگیں گے ایسے موقع پر فاسد، فاسق، ضعیف العقل، جاہل اور نادان زن و مردان آوازوں کو سن کر بے خود ہو جائیں گے اور اس کی طرف مستی میں کھنچتے چلے جائیں گے۔ دجّال زنا، اغلام بازی اور دوسری تمام بے حیائیاں حلال کردے گا اور اس کے دوست احباب سور کے گوشت، شراب خواری اور ہر طرح کے فسق و فجور میں افراط سے کام لیں گے۔

لہٰذا جب دجّال ظاہر ہوگا تو اس کا مقصد فتنہ، آشوب اور دنیا میں فساد پھیلانا ہے وہ اپنا کام کرلے گا یہاں تک کہ امام زمانہؑ اور دجّال کے لشکر کے درمیان جنگ ہوگی اور وہ ملعون آپؑ کے ہاتھوں واصل جہنّم ہوگا۔

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: اس زمانہ میں ہر مومن جو دجّال کو دیکھے گا وہ اس پر تھوکے گا اور سورۂ حمد کی تلاوت کرے گا تاکہ اس ملعون کا حیلہ، فریب اور سحر و جادو اس پر اثر نہ کرے۔[1]

اس روایت میں جو بات بہت زیادہ قابل توجہ ہے وہ دجّال کے پیروکاروں کی صفات و کردار ہے جو حرام کھانے اور پینے میں بالکل پرواہ نہیں کرتے اور کسی طرح کے بُرے کام میں انھیں شرم و حیا نہیں ہے ان لوگوں سے حضرت ولی عصر عجّل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف جنگ کریں گے اور اپنی عدالت پھیلانے والی تلوار سے انھیں ٹھکانے لگادیں گے۔ اور یہ بات ہر شخص کے لیے آئینہ کی طرح روشن

---

[1] منتہی الآمال جلد ۲ ص ۳۳۶، مہدی موعود ص: ۹۶۵ و ص ۹۶۹، بحار الانوار جلد ۵۲ ص ۱۹۲ و ۱۹۵

ہے کہ وہ خود اپنے اندر جھانک کر فیصلہ کرسکتے ہیں کہ اس کا کردار کن لوگوں کے کردار سے ملتا جلتا ہے۔ آیا وہ دجّال کے دوستوں میں ہے یا امام زمانہؑ کے اصحاب میں سے ہے۔

۹۹۔ امام زمانہؑ کے ہاتھوں شیطان کی موت: (مہلت کا خاتمہ)

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جب حضرت قائم آل محمدؑ ظہور فرمائیں گے اور مکہ معظمہ سے کوفہ تشریف لائیں گے۔ آپ مسجد کوفہ میں ہوں گے۔ شیطان آپ کی خدمت میں حاضر ہوگا اور عاجزی سے آپ کے قدموں میں بیٹھ جائے گا اور کہے گا۔

یا ویلة من هذا الیوم

وائے ہو آج کے دن پر

اس گھڑی آپ شیطان کی پیشانی کے بال پکڑ کر اس کی گردن مار دیں گے۔ یہ وہی دن ہے جسے سورۂ حجر آیت ۳۸-۳۷ میں خدا نے "وقت معلوم" سے تعبیر کیا ہے۔

اس مقام پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ شیطان کے قتل کے بعد کیا ارادہ کی آزادی ختم ہو جاتی ہے اور انسان فرشتوں کی طرح اطاعت کرنے پر مجبور ہوگا؟ بعض لوگوں نے اس سوال کا جواب دیا ہے کہ حضرتؑ کے بعد شیطان کا معاملہ چھپا پڑ جائے گا اور اس کی اور اس کے چیلوں کی حالت اس زمانہ میں ایسی ہوگی جیسے سورج کی روشنی میں چمگادڑوں کی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ہی شیطان کا وقت پورا ہوگا۔ انسان کی کامل عقل کی نفس پر حکومت کے بعد پھر شیطانی وسوسے

کا کوئی اثر نہیں ہوگا اور چونکہ یہ اصول اور کلیہ ہے کہ ہر مخلوق و موجود کو موت آنی ہے اور شیطان کی موت اس طریقہ سے آئے گی۔ [1]

۱۰۰۔ شیطان کی بادشاہی: (غرور)

ابن ابی الحدید، نہج البلاغہ کی شرح میں تاریخ طبری کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ زمین و آسمان کی بادشاہی ابلیس کے پاس تھی اور اس کا فرشتوں کے ایک قبیلہ سے کہ جس کا نام جن تھا تعلق تھا چونکہ ان کا جنّت کے خزانوں سے تعلق تھا لہٰذا اس نام سے پکارے جاتے تھے ان کی اصل خلقت شعلہ ور آتش سے ہوئی تھی اور ابلیس جسے ابتدا میں ''حارث'' کے نام سے یاد کیا جاتا تھا وہ ان کا سپہ سالار تھا۔

جنات زمین پر رہتے تھے اس میں انھوں نے تباہی مچائی تو خداوند عالم نے ابلیس کی ہمراہی میں فرشتوں کا ایک لشکر بھیجا جس نے اس میں سے بعض کو قتل کیا اور بعض کو دوسرے جزیروں میں جلا وطن کیا، خدا کی طرف سے اس ڈیوٹی اور ماموریت نے ابلیس میں ایک طرح کا احساس غرور پیدا کر دیا کیونکہ اسے یہ احساس ہوگیا کہ جو کام اس نے انجام دیا ہے کسی دوسرے نے نہیں انجام نہیں دیا۔ دوسری طرف وہ خدا کی عبادت کے سلسلہ میں بہت زیادہ کوشش کرتا تھا۔ خداوند عالم نے خلقت آدم سے پہلے اسے اہل زمین میں قضاوت کے منصب پر

۱۔ تفسیر صافی جلد ۳ ص ۱۱۲، تفسیر المیزان، ذیل سورۂ حجر آیۃ ۳۷، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۲۱ و ۲۵۴، مہدی موعود علامہ مجلسی ص ۱۱۳۹، اثبات الہداۃ شیخ حر عاملی جلد ۷ ص ۱۰۱، تفسیر عیاشی جلد ۲ ص ۲۶۲، داستانہا و پندہا جلد ۵ ص ۳۸۔

فائز کیا تھا جس نے اس میں ایک طرح کی برتری اور تفوق طلبی کا جذبہ پیدا کر دیا۔ عبادت کا شوق، اہل زمین میں فیصلہ اور قضاوت کے عمل اور اس کامیابی نے اسے سرکشی پر آمادہ کیا اور وہ گناہ کا مرتکب ہوا اور آدمؑ کے بارہ میں اس سے یہ غلطی ہوگئی اور سجدہ نہ کر کے حضرت احدیت کی بارگاہ سے نکالا گیا۔ [1]

صدر المتألہین شیرازی فرماتے ہیں جب ابلیس نے خدا کے حکم سے سرکشی کی اور جناب آدمؑ کو سجدہ نہ کیا تو خداوند عالم نے شیطان کو آواز دی اور فرمایا: اے ابلیس تو نے مجھے نہیں پہچانا کیونکہ اگر پہچانا ہوتا تو تجھے پتہ ہوتا کہ میرے کسی فعل پر اعتراض اور تنقید جائز نہیں ہے کیونکہ میں معبود ہوں اور میرے علاوہ کوئی دوسرا معبود نہیں ہے اور میں جو کچھ کروں اس کے بارہ میں مجھ سے باز پرس نہیں ہوسکتی۔ [2]

۱۰۱۔ ابلیس کی چھ ہزار سال کی عبادت: (غیر مخلصانہ عبادت)

امیر المومنین علیہ السّلام فرماتے ہیں: شیطان کے بارہ میں خدا کے فیصلہ سے عبرت حاصل کرو کیونکہ اس نے عبادت و بندگی کی اس کی کوششوں کو تکبر، سرکشی اور غرور کی وجہ سے تباہ و برباد کر دیا جبکہ اس نے چھ ہزار سال عبادت کی تھی اور جبکہ تمہارا ذہن اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہے کہ وہ سال دنیوی سال تھے یا آخرت کے سال تھے جن کا ہر دن دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہوتا ہے اور

۱۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد ۱۳ ص ۹۳

۲۔ مفاتیح الغیب ملاصدرا، ترجمہ خواجوی ص ۴۴۶

یہ انجام ایک گھڑی کی سرکشی اور غرور کی وجہ سے ہوا جو اس نے اپنے آپ کو برتر سمجھ کر حضرت آدمؑ کو سجدہ نہیں کیا۔ ۱

۱۰۲۔ عبادت ابلیس کا اجر: (دنیوی اجر)

حسن بن عطیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ابلیس کو وقت معلوم تک کی مہلت کیوں دی گئی؟

حضرت نے فرمایا: چونکہ اس نے خدا کی حمد و ثنا اور اس کا شکر ادا کیا تھا اس لیے۔ میں نے پوچھا: وہ حمد و ثنا کیونکر کی تھی؟ حضرت نے فرمایا: آسمان پر اس نے چھ ہزار سال عبادت کی تھی۔ ۲

ایک دوسرے جملہ میں فرمایا: شیطان نے دو رکعت نماز چھ ہزار سال میں پڑھی تھی۔ خداوند عالم نے اس کی چھ ہزار سالہ عبادت کا اسے ثواب اور اجر عنایت فرمایا اور وہ ثواب وقت معلوم تک کی مہلت تھی جو اسے دی گئی تھی۔ ۳

۱۰۳۔ توحید ابلیس: (علم، ایمان، عمل)

سہل بن عبداللہ تستری کہتے ہیں: ایک دن لوگوں کے مجمع میں میں نے ابلیس کو دیکھا۔ میں اس کے قریب گیا اور موقع کا منتظر تھا جیسے ہی وہ اس مجمع سے علاحدہ ہوا میں نے اس کا دامن پکڑ لیا اور کہا میں تجھے ہرگز نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ میرے پاس بیٹھ کر توحید کے بارہ میں گفتگو نہ کرے گا۔ وہ میرے پاس آ کر

---

۱ نہج البلاغہ فیض الاسلام خطبہ/ ۲۳۴ ۲ و ۳ علل الشرائع جلد ۲ ص ۲۴۳

بیٹھ گیا اور مطلوبہ موضوع پر تفصیل سے گفتگو کی اور اس طرح اظہار خیال کیا کہ اگر اس وقت کے عالموں اور عارفوں نے سنا ہوتا تو دانتوں سے اپنی انگلی دبا لیتے۔ ۱

یہ علم تو تھا لیکن اس کے اندر عشق، مشاہدہ اور ایمان کا نتیجہ نہیں تھا جو اپنا کام کرتا کیونکہ عمل سے خالی علم انسان کو گناہ اور سرکشی پر آمادہ کرتا ہے۔ امام خمینیؒ فرماتے ہیں میں ایسے علم کو جو ایمان سے جدا ہو حجاب اکبر سمجھتا ہوں۔ ۲

۱۰۴۔ شیطانی انا: (خود پرستی)

صدر المتالہین شیرازی کہتے ہیں شیخ بسطامی سے نقل ہوا ہے انھوں نے کہا: پروردگارا! اگر میں نے کسی دن یہ کہا کہ میں منزہ اور پاک ہوں یا اپنی شان اور مقام کو بزرگ سمجھا یا اپنے کسی بیان سے اپنی تعریف و تمجید کروں تو یہ انانیت شیطانی ہے اس صورت میں میں کافر اور مجوسی ہوں۔ لیکن میں اس وقت انانیت کے اس بند کو توڑے دیتا ہوں اور کہتا ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ "اللہ" کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ پس اے بندہ خدا یہ جان لے کہ کفر کے بہت سے درجات ہیں کہ ان میں سے ایک کفر نفس ہے خود خواہی اور خود پرستی ہے کیونکہ نفس حقیقت میں بڑا بت اور طاغوت اعظم ہے لہٰذا انسان پر اس سے پناہ مانگنا واجب ہے اسے چاہیے کہ وہ خدا سے اس کفر نفس سے رہائی اور نجات کے لیے دعا کرے۔ ۳

---

۱ تذکرۃ الاولیاء، جلد ۱ ص ۲۳۳

۲ اربعین (چہل حدیث) امام خمینیؒ ص ۳۸۵ باب ۲۸

۳ مفاتیح الغیب ملا صدرا، ترجمہ خواجوی ص ۳۸۰

۱۰۵۔ شیطانی منیّت: (لفظ ''مَیں'')

ایک صحابی نے پیغمبر اسلام صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم سے آپؐ کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی، حضرتؐ نے پوچھا کون ہو؟ اس نے عرض کیا ''میں'' ہوں اے خدا کے رسولؐ آپؐ، کو غصہ آگیا فرمایا: میں ہوں کا کیا مطلب، کیا مخلوق کے لیے میں میں کہنا جائز ہے؟ وہ شخص بہت پشیمان ہوا اس نے کہا میں خدا اور سول کی ناراضگی سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں اس کے بعد اس نے آپؐ سے ناراضگی کا سبب پوچھا آپؐ نے فرمایا: کیا تمہیں پتہ نہیں ہے کہ ''میں'' کا لفظ مخلوق کو زیب نہیں دیتا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ابلیس نے آدمؑ کے لیے سجدہ کے حکم پر خدا سے کہا تھا: ''انا خیر منه'' میں ان سے بہتر ہوں'' اور نتیجہ میں رحمت حق کی بارگاہ سے نکال دیا گیا، یہ سن کر اس صحابی نے استغفار کیا اور عہد کیا کہ اب کبھی وہ انانیت کا اظہار نہ کرے گا اور ''میں'' نہیں کہے گا۔[1]

۱۰۶۔ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت: (جلد بازی)

جس گھڑی جناب عیسیٰؑ پیدا ہوئے شیاطین' ابلیس کے چاروں طرف اکٹھا ہوگئے اور کہا اے ابلیس ہم بتوں کو سرنگوں پاتے ہیں۔ ابلیس نے کہا یقیناً کوئی غیر معمولی واقعہ ہوا ہے تم لوگ یہیں پر رہو تا کہ میں جستجو کروں اور اس کی وجہ تلاش کروں اس کے بعد ابلیس نے مشرق سے مغرب تک تلاش کیا تو پتہ چلا کہ

۱۔ داستانہا و پندہا جلد ۸ ص ۱۵۵، انوار نعمانیہ جلد ۳ ص ۳۳، گناہان کبیرہ جلد ۱ ص ۴

حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے ہیں اور فرشتوں نے انھیں اپنے حصار میں لے رکھا ہے، ابلیس اپنے دوستوں کے پاس واپس آیا اور اس نے کہا: اے میرے دوستو! اس زمانہ میں ایک پیغمبر ایک خاتون سے متولد ہوا ہے جس سے پہلے کوئی عورت اس طرح حاملہ نہیں ہوئی اور نہ ہی اس طرح کسی نے بچہ جنا ہے، کیونکہ ہر نطفہ کے ٹھہرنے کے وقت اور ہر مولود کے پیدا ہوتے وقت میں حاضر رہتا تھا،[1] اب ہمیں بت پرستی سے ناامید ہو جانا چاہیئے لیکن ہوشیار رہو اور اس بات کو دھیان میں رکھو کہ اب اس کے بعد سے آدمی کو جلد بازی، کام میں ہلکا پن اور عقل میں خفت کے ذریعہ بہکاؤ۔[2]

۱۰۷۔ ولادت پیغمبر اکرمؐ: (امت کو وارننگ)

جس وقت کائنات آپؐ کے وجود کے نور سے منور ہوگئی، شیطان نے مشرق ومغرب میں جستجو شروع کردی، جب وہ مکہ پہونچا تو اس نے دیکھا کہ مسجد الحرام ملائکہ سے چھلک رہی ہے اور جبرئیل کو دیکھا کہ وہ حرم کے دروازہ پر ہتھیار لیے کھڑے ہیں۔ ابلیس نے جیسے ہی حرم میں داخل ہونا چاہا جبرئیل نے اس ہتھیار سے اسے بھگا دیا اور اسے اندر نہیں آنے دیا۔ ابلیس نے بڑی عاجزی سے فرشتوں کے نزول کا سبب دریافت کیا۔ جبرئیل نے کہا: اس امت کا پیغمبر پیدا ہوا

۱۔ انسان کی گمراہی کا ایک اور سبب اس کے اموال اور اولاد میں شیطان کی شرکت ہے جس کی طرف اپنے مقام پر اشارہ ہو چکا ہے۔

۲۔ محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۶۱، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۶۹

ہے جو آخری، سب سے بہتر اور برتر نبی ہے۔ ابلیس نے پوچھا: اے جبرئیل اس پیغمبر میں میرا کوئی حصہ ہے؟ جبرئیل نے کہا: نہیں۔ ابلیس نے پوچھا: اچھا یہ بتاؤ اس کی امت میں میرا حصہ ہے؟ جبرئیل نے اثبات میں جواب دیا۔ ابلیس بہت خوش ہوا اور اس نے کہا: میرے لیے یہی بہت ہے۔[۱] (کہ ان کی امت کو ہر طرح سے بہکا کر راہ حق سے منحرف کر کے انھیں ہلاک کروں گا۔)

لہٰذا اے امت اسلامیہ ہوشیار اور بیدار رہ کہ شیطان تمہاری تاک میں ہے۔

حضرت امیر المومنین نے فرمایا: اے کمیل! شیطان کے پاس بہت سے جال ہیں جو اس نے تمہارے راستہ میں بچھا رکھے ہیں دیکھو ہوشیار رہو کہیں اس میں پھنس نہ جانا۔[۲]

دوسرے جملہ میں فرماتے ہیں: اے کمیل بے شک شیطان کے پاس بہت سے مکر، فریب، جال اور وسوسے ہیں اور وہ آدمیوں کی قدر و منزلت کے اعتبار سے ان پر مسلط اور کامیاب ہوتا ہے۔[۳]

خداوند عالم قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

وکان الانسان عجولا

بے شک انسان بے صبرا اور جلد باز ہے۔[۴]

---

۱ تفسیر علی بن ابراہیم جلد ۱ ص ۲۷۶، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۴۱

۲ بحار الانوار جلد ۷۴ ص ۲۷۱ و ۲۷۲

۳ بحار الانوار جلد ۷۴ ص ۲۷۱ و ۲۷۲

۴ اسراء، آیت ۱۱

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

العجلة من الشّيطان و التأنّى من الله عزّوجلّ

جلد بازی شیطانی کام ہے اور صبر، آرام اور وقار سے کام کرنا خدا کا پسندیدہ انداز ہے۔[۱]

۱۰۸۔ بعثت پیغمبرؐ: (دنیا طلبی)

جب پیغمبر اسلامؐ کی ولادت با سعادت ہوئی تو ابلیس ملعون نے آواز دے کر اپنے تمام دوستوں اور شاگردوں کو اپنے پاس جمع کر لیا اور ان سے کہا: جاؤ ڈھونڈھو، روئے زمین پر کون سا غیر معمولی واقعہ پیش آیا ہے؟

شیاطین روئے زمین پر پھیل گئے اور انھوں نے مختلف سمتوں میں جا کر تلاش کیا لیکن وہ خالی ہاتھ واپس آئے اور ابلیس سے کہا کہ ہمیں تو کوئی سراغ نہیں ملا۔ ابلیس نے کہا کہ نہیں یہ کام میرا ہے اب میں خود جاؤں گا اور پتہ لگا کر آؤں گا کہ کیا ہوا ہے، چنانچہ وہ خود گیا اور معلومات فراہم کرنے کے بعد اپنے دوستوں کے پاس واپس آیا اور ان سے بتایا کہ اب خداوند عالم کی جانب سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مبعوث کیا گیا ہے، اس کے بعد اس نے اصحاب پیغمبر کو بہکانے کی تیاری کرنے کا اپنے دوستوں کو حکم دیا۔ لیکن شیاطین انھیں بہکانے کے بعد جب واپس آئے تو شکایت کرتے کہ اس طرح کی امت تو ہم نے اب تک دیکھی ہی نہیں ہے کیونکہ ہزار بہانوں اور مکر و فریب سے ان پر

---

۱ محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۶۰، میزان الحکمت جلد ۶ ص ۷۳

غلبہ پاتے ہیں لیکن جب وہ نماز پڑھنے میں لگ جاتے ہیں تو اس عبادت کے ذریعہ ہماری محنت کے اوپر پانی پھر جاتا ہے۔

ابلیس کہتا ہے جلد بازی نہ کرو اور پریشان نہ ہو شاید خدا دنیا کو ان پر وسعت دے اس وقت ہماری تمنا اور آرزو پوری ہو جائے کیونکہ دنیا طلبی اور حبِ دنیا کے ذریعہ ہی ہم ان پر قابو پا سکتے ہیں۔[۱]

حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام صحیفۂ سجّادیہ کی ایک دعاء میں عرض کرتے ہیں:

اللّٰھمّ و ان اشتمل علینا عدوّك الشّیطان فاستنقذنامنه

پروردگارا! اگر تیرا دشمن شیطان ہمیں اپنے گھیرے میں لے لے تو اس کے شر سے ہمیں نجات دلانا۔[۲]

۱۰۹۔ابلیس کی شادی: (دنیا)

جب آدم وحوّا نے ایک دوسرے سے عقد پڑھ کر شادی کی تو ابلیس ملعون نے بھی دنیا کے ساتھ شادی کر لی۔[۳]

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں: دنیا اچھے دیدہ زیب اور دل کش خط و خال والا سانپ ہے اسے مار ڈالو۔[۴]

۱۔ محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۶۱، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۷۰

۲۔ صحیفۂ سجادیہ، دعاء ۴۴

۳۔ رسالۃ العلیۃ ۲۲۳

۴۔ مفاتیح الغیب ملا صدرا ترجمہ خواجوی ص ۳۲۷

حضرت علیؑ نے فرمایا:

احذر الدّنیا فانّھا شبکة الشّیطان و مفسدة الایمان

دنیا سے ڈرو کیونکہ بے شک یہ دنیا شیطان کا جال اور ایمان کی تباہی اور فساد کا سرچشمہ ہے۔[۱]

۱۱۰۔راہ زن شیاطین: (دینوی چمک دمک)

کتاب فتوت نامہ کے مولّف لکھتے ہیں: یہ سمجھ لو کہ راہ طریقت میں بہت سے ڈاکو اور شیاطین ہیں جنہوں نے اپنا جال پھیلا رکھا ہے تاکہ کوتاہ نظر لوگوں کو دنیوی چمک دمک سے فریب دے کر پھنسالیں۔

۱۱۱۔راہِ حق کے ڈاکو: (نفس، ہویٰ، دنیا، شیطان)

کہا جاتا ہے طریقت کے راستہ میں راہزن اور ڈاکو بہت ہیں جن میں سے ایک نفس ہے دوسرے ہویٰ ہے تیسرے دنیا اور چوتھے شیطان ہے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

انّ نفسك لخدوع ان تثق بها یقتدك الشّیطان الیٰ ارتکاب المحارم

بے شک تمہارا نفس بہت زیادہ دھوکہ دینے والا اور نیرنگ باز ہے اگر اس پر اعتماد کرو یہ جان لو کہ شیطان تمہیں گناہوں اور محرّمات کے

۱۔ غرر الحکم جلد ۲ ص ۲۷۹

ارتکاب کی طرف کھینچتا ہے۔[1]

ایک دوسرے جملہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

هلك من اضلّه الهوى واستقاده الشيطان الى سبيل العمى

جس کو خواہش نفسانی گمراہ کرے وہ ہلاک ہوگیا اور شیطان کے ذریعہ اندھے راستے پر اسے گھسیٹا جائے گا۔[2]

۱۱۲۔ تین قدم مستحکم: (نفس، ہویٰ، دنیا، شیطان)

کتاب فتوت نامہ کے مولف کہتے ہیں کہ: اگر پوچھا جائے کہ وہ تین قدم جنھیں قوت سے اٹھانے کا استاد کی گفتگو میں تذکرہ ملتا ہے اس کے کیا معنی ہیں؟ تو کہہ دو کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایک قدم نفس اور اس کی خواہشات پر رکھا جائے ایک قدم شیطان کے سر پر رکھا جائے اور ایک قدم دنیا پر اور جب تک کوئی ان تین چیزوں کو پامال نہ کرے گا محکم اور استوار نہ ہوگا اور اس کے دست و بازو مضبوط نہ ہونگے۔[3]

حضرت علیؑ کا ارشاد ہے:

من استقاده هواه استحوذ عليه الشيطان

جو شخص اپنے نفس کا بندہ اور غلام ہوگا شیطان اس پر قابو پالے گا۔[4]

۱۔ غرر الحکم جلد ۲ ص ۵۲۱ ۳۔ فتوت نامہ ص ۱۴۱

۲۔ غرر الحکم جلد ۶ ص ۱۹۶ ۴۔ غرر حکم جلد ۵ ص ۴۶۵

دوسرے جملہ میں حضرتؑ فرماتے ہیں:

نعم عون الشّيطان اتّباع الهوىٰ

شیطان کے بہترین یار و مددگار خواہشات نفس کی پیروی کرنے والے ہیں۔[1]

۱۱۳۔ ابلیس کی بات: (رغبت دنیا)

ابلیس ملعون نے کہا میرے لیے یہی کافی ہے کہ ایک بندہ دنیا کو دوست رکھے اور اس کی طرف رغبت رکھے کیونکہ اس کے ذریعہ ان کے دل میں جو وسوسہ کیا جائے وہ بہت جلدی اثر کرتا ہے اور جو چاہوں وہ انجام دیتا ہے۔[2]

۱۱۴۔ کتا اور سڑا ہوا مردار: (دنیا کی واقعی تصویر)

بعض علماء جن کا مکاشفہ عرفان اور معرفت سے زیادہ سروکار تھا انھوں نے شیطان کو کتے کی شکل میں دیکھا کہ وہ اپنے سینہ سے مردار چپٹائے ہوئے لوگوں کو اپنی طرف بلا رہا ہے اس ملعون سے پوچھا گیا یہ جو مردار سینہ سے لگائے ہے اس کی حقیقت کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: یہ مردار دنیا کی واقعی اور حقیقی شکل ہے۔[3]

ہر چیز کی ایک باطنی صورت ہوتی ہے اور ایک ظاہری، ایک حقیقی وجہ و علت ہوتی ہے اور ایک غیر حقیقی، دنیا کا ظاہر سانپ کی طرح خوبصورت، دل فریب اور

۱۔ غرر الحکم جلد ۶ ص ۱۶۱

۲۔ شرح شہاب الاخبار ص ۲۱۱

۳۔ مفاتیح الغیب ملا صدرا، ترجمہ خواجوی ۴۳۲

جاذب ہے لیکن اس کا باطن سڑا ہوا بد بودار لاشہ اور مردار ہے۔

لہٰذا لذتوں اور شہوتوں کے دل دادہ، جلد ختم ہو جانے والی دنیا کے بے دام غلاموں کو آخر کار اسی بد بودار کیچڑ کے دَل دَل میں پھنس کر ہلاکت و بدبختی سے دوچار ہونا اور عذاب آخرت کا مستحق قرار پانا ہے۔[۱]

شیخ بہائیؒ کہتے ہیں کہ یحییٰ بن معاذ نے کہا ہے: دنیا شیطان کی وہ شراب ہے کہ جس نے بھی اس میں سے لیا وہ اس وقت ہوش میں آتا ہے جب دنیا سے چلا جاتا ہے اور پشیمان، نادم، ناکام اور نقصان اٹھانے والا قرار پاتا ہے اور اس کا شمار مُردوں میں ہوتا ہے۔[۲]

حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

وما هی الاّ جیفة مستجلبه علیها کلاب همّهنّ اجتزابُها

دنیا ایسا بد بودار مردار ہے جس کے چاروں طرف کتے اکٹھا ہوئے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ اسے نگل لیں۔[۳]

آیت اللہ قوچانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''سیاحت غرب'' میں لکھتے ہیں:

انّما الدّنیا جیفة و طالبها کلاب"

دنیا مردار سے زیادہ کچھ نہیں ہے اور اس کے خواہش مند کتے ہیں۔[۴]

۱۔ مفاتیح الغیب ملا صدرا، ترجمہ خواجوی ۴۳۲

۲۔ کشکول شیخ بہائی دفتر سوم

۳۔ دیوان منسوب بہ امیر المومنین علیہ السلام حرف باء جملہ ۲۳۹

۴۔ سیاحت غرب، ص ۱۴۰ ای ق

۱۱۵۔ چار الہامات: (وسوسہ)

کتاب عوارف المعارف میں منقول ہے کہ محمد ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

جو شخص خداوند عالم کے مقام قرب اور انسان کی بلند و بالا اخلاقی منزل پر پہونچ گیا وہ نفس کے وسوسہ سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی اسی کتاب میں رقم طراز ہیں: بصرہ شہر میں شیخ محمد بن عبد اللہ بصری سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے الہامات اور خیالات چار طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) نفس کی طرف سے۔

(۲) خدا کی طرف سے۔

(۳) فرشتہ اور ملک کی طرف سے۔

(۴) شیطان ملعون کی طرف سے۔

۱۔ پہلا والا الہام جو نفس کی طرف سے ہوتا ہے وہ خود اس کے دل کی پیداوار ہے۔

۲۔ وہ الہام جو خدا کی طرف سے ہوتا ہے وہ دل کی گہرائیوں سے تعلق رکھتا ہے۔

۳۔ وہ الہام جو فرشتہ اور ملک کی طرف سے ہوتا ہے وہ دل کی داہنی طرف سے ہوتا ہے۔

۴۔ اور چوتھا الہام جو شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور دل کے بائیں طرف سے ہوتا ہے۔ تو اگر انسان خباثتوں سے پاک ہو اور اس کا نفس برائیوں سے پاکیزہ ہو تو شیطان جیسے ہی کسی طرف سے گھس پیٹھ کرنا چاہتا ہے

انسان اس کے وسوسوں سے باخبر ہوجاتا ہے۔ وہ اسے دیکھتا اور محسوس کرتا ہے اور اسے اپنے سے دور کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔

لیکن اگر انسان کے دل پر برائی، خباثت، ظلمت، ہوا و ہوس کی تاریکی قبضہ جمائے تو نفس کی وہ تاریکی اور خباثت دل کے لیے زنگ کی حیثیت رکھتی ہے جو انسانی دل کو کالا اور سیاہ بنا دیتا ہے۔

تو ایسا انسان جس کا دل کالا ہے وہ ان الہامات میں جو ملائکہ کی طرف سے ہوتے ہیں اور ان میں جو شیطان کی طرف سے دل میں ڈالے جاتے ہیں فرق محسوس نہیں کرسکتا۔ جس کے نتیجہ میں آخرکار وہ غفلت و نادانی اور فسق و فجور اور فسادِ عمل کے دل دل میں پھنس جاتا ہے۔

شیخ شہاب الدّین سہروردی ایک دوسرے جملہ میں لکھتے ہیں:

اکثر علماء اور بزرگوں کا کہنا ہے: جو شخص مال حرام کھانے کی آلودگی میں گرفتار ہے وہ الہام اور وسوسہ میں فرق نہیں سمجھ سکتا۔[۱]

شیطان ملعون کا میدان عمل وجود بشر میں فکر کی حد تک محدود ہے اور فکر کے میدان میں بھی صرف وسوسہ کی حد تک اس کے اختیارات ہیں۔

لہٰذا بہت سے ایسے گناہ جنھیں ہم کرتے ہیں اس کی برائی اور انجام جس سے ہم واقف بھی ہیں ہمارے منتظر ہیں لیکن اس کے باوجود ہم ان کے کرنے سے باز نہیں آتے۔

اس غفلت کی وجہ سے شیطانی فریب اور اس کی وسوسہ کاری ہے جس کی

۱۔ عوارف المعارف ص ۱۷۷ (مختصر فرق و اضافہ کے ساتھ)

دعوت پر انسان انجام سے منہ موڑ کر خود کو گناہ و معصیت سے آلودہ کر کے گمراہی میں ڈال دیتا ہے۔ اس بنا پر شیطانی وسوسہ اور نفسانی الہامات کی راہوں کو مسدود کر دینا چاہیئے اور الٰہی مدد کے سہارے اپنے اندر ایمان و تقوی کی روح کو قوت بخشیں تاکہ شیطانی وسوسوں پر غالب آیا اور کامیابی، فلاح اور سعادت و خوش بختی کو حاصل کیا جاسکے۔[۱]

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں: انسان وسوسہ کے ذریعہ کامیاب ہو ہی نہیں سکتا مگر یہ کہ ذکر خدا سے وہ دوری اختیار کر لے اور قانون خدا کو حقیر سمجھے، منکرات پر عمل کرے اور خدا کے علم و آگاہی سے غفلت برتے۔[۲]

۱۱۶۔ شیطان کا مشاہدہ: (وسوسہ)

شہید محراب آیۃ اللہ دستغیب شیرازی فرماتے ہیں:

اگر کوئی یہ کہے کہ چونکہ میں اپنی آنکھوں سے شیطان کو نہیں دیکھ پاتا ہوں کہ اس کے فریب میں آکر پیروی نہ کروں تو جواب دینا چاہیئے کہ یہ صحیح ہے کہ تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو لیکن اس کے کاموں کو تو سمجھ رہے ہو وسوسہ شیطان کا انتہائی اہم کام ہے جس وقت تم یہ دیکھو کہ گناہ اور شر کا خیال تمہارے اندر پیدا ہو رہا ہے تو سمجھ لو کہ ابلیس کا وسوسہ ہے اس گھڑی اپنے حواس جمع کرلو کہ کہیں اس سے دھوکہ نہ کھا جاؤ۔[۳]

۱۔ کتاب جن و شیطان ص ۹۸ ۳۔ قلب قرآن ص ۱۸۴

۲۔ مصباح الشریعہ باب ۳۹

حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

الثقة بالنّفس من اوثق فرص الشّیطان

اپنے نفس پر اعتماد کرنا شیطان کی محکم ترین مہلتوں میں سے ہے۔ ۱؎

۱۱۷۔ شیطان کی خوشی اور غم: (بعثت)

امام صادق علیہ السلام فرمایا: ابلیس نے چار مرتبہ نالہ اور فریاد کی ہے:

۱۔ اس کا پہلا نالہ وفریاد اس وقت بلند ہوا جب وہ رحمت خدا سے دور ہوا۔

۲۔ دوسری فریاد اس وقت بلند ہوئی جب اسے زمین پر اتارا گیا۔

۳۔ تیسری فریاد اس وقت گونجی جب پیغمبروں کے نور ہدایت کی خاموشی کے قریب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا گیا۔

اور دو مرتبہ ابلیس خوشی کی زیادتی کی وجہ سے چیخا ہے پہلی مرتبہ جب جناب آدمؑ نے ممنوعہ درخت کا میوہ کھایا۔ دوسرے اس وقت جب حضرت آدمؑ کو جنّت سے نکال باہر کیا گیا۔ ۲؎

۱۱۸۔ ذبح اسماعیل کا واقعہ: (وسوسہ نفس کو سنگ سار کرنا)

جب حضرت ابراہیمؑ اپنے صاحب زادہ جناب اسماعیلؑ کو منیٰ کی طرف لے کر چلے تو شیطان ایک بوڑھے کی شکل میں آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا:

۱؎ غرر الحکم جلد ۱ ص ۳۸۱

۲؎ میزان الحکمت جلد ۵ ص ۹۶ خصال باب اربعہ ح ۱۴۱، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۴۷

اے ابراہیمؑ اپنے بیٹے کو کہاں لے جا رہے ہو؟

فرمایا: اسے قربان کرنا چاہتا ہوں۔ ابلیس نے کہا: تم اسے قتل کرنا چاہتے ہو جس نے پلک جھپکنے کی مقدار برابر بھی خدا کی نافرمانی نہیں کی ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا: خدا نے مجھے اس کا حکم دیا ہے۔ ابلیس نے کہا: نہیں یہ حکم تمہیں شیطان نے دیا ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا: وائے ہو تجھ پر جس ذات نے مجھے اس مقام تک پہونچایا ہے اس نے مجھے اس کام کا حکم دیا ہے۔ ابلیس نے کہا: خدا کی قسم شیطان کے علاوہ کوئی تم سے اس کام کے لیے کہہ ہی نہیں سکتا۔ پھر ابراہیمؑ نے کہا: خدا کی قسم میں تجھ سے بات ہی نہیں کروں گا۔ اور آپ منیٰ کی طرف بڑھ گئے۔

ابلیس نے اپنی گفتگو جاری رکھی اور اس نے کہا: اے ابراہیمؑ تم چونکہ لوگوں کے رہبر اور پیشوا ہو اگر تم نے اپنے بیٹے کو ذبح کر دیا تو دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی اپنے بیٹوں کو ذبح کرنے لگیں گے۔ لیکن ابراہیمؑ نے اس کی باتوں پر کوئی توجہ نہیں دی اور اپنے کام میں لگے رہے۔ ۱؎

ایک دوسری روایت کے اعتبار سے نقل ہے کہ: حضرت ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ کو اپنا خواب بتانے سے پہلے فرمایا: میرے بیٹے رسّی اور چھری لے لو تا کہ اس درّہ میں جا کر ایندھن اکٹھا کریں، جب وہ لوگ چل دیے تو ابلیس بوڑھے آدمی کی شکل میں ابراہیمؑ کے سامنے آیا تا کہ انھیں اس کام کی انجام دہی سے روک دے اسی لیے اس نے ابراہیمؑ سے کہا: اے بوڑھے آدمی یہاں کیا کر رہے ہو؟ ابراہیمؑ نے فرمایا: مجھے اس درّہ میں کام ہے وہیں جا رہا ہوں۔۔۔ ابلیس نے کہا:

۱؎ ۔۔ قصص قرآن یا تاریخ انبیاء ص ۱۶۹، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۰۸ و ۲۰۹

خدا کی قسم مجھے لگ رہا ہے کہ شیطان نے تمہیں خواب میں اپنے بیٹے کی قربانی کا حکم دیا ہے اور تم اسے قتل کرنے جا رہے ہو جناب ابراہیمؑ نے شیطان کو پہچان لیا اور اپنے سے دور بھگا دیا اور کہا: اے خدا کے دشمن دور ہو جا خدا کی قسم جس بات کا مجھے حکم ملا ہے اسے انجام دوں گا۔

جب ابلیس ابراہیمؑ سے مایوس ہو گیا تو جناب اسماعیلؑ کے پاس آیا جو اپنے باپ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے، اور ان سے کہا تمہیں پتہ ہے کہ تمہارے باپ تمہیں کہاں لیے جا رہے ہیں۔ اسماعیلؑ نے کہا: اس درّہ میں ہم ایندھن جمع کرنے جا رہے ہیں اس نے کہا: خدا کی قسم وہ تمہیں قتل کرنے کے لیے جا رہے ہیں۔ اسماعیلؑ نے پوچھا: وہ کیوں؟ اس نے کہا: وہ سمجھ رہے ہیں کہ خدا نے انھیں اس بات کا حکم دیا ہے۔ جناب اسماعیلؑ نے جواب دیا: تو جس بات کا حکم ان کے پروردگار نے دیا ہے انھیں اسے ضرور انجام دینا چاہیئے اور میں بھی ان کا دل و جان سے مطیع و فرماں بردار ہوں۔ ابلیس جناب اسماعیلؑ سے بھی مایوس ہو گیا تو وہ مکّہ میں جناب ہاجرہؑ کے پاس ان کے گھر آیا اور کہا: تمہیں پتہ ہے ابراہیمؑ اپنے بیٹے کو کہاں لے گئے ہیں۔ انھوں نے کہا: ایندھن جمع کرنے لے گئے ہیں۔ اس نے کہا: نہیں انھیں قربان کرنے لیے گئے ہیں۔

ہاجرہ نے کہا: نہیں وہ ہرگز ایسا نہیں کریں گے کیونکہ وہ اپنے بیٹے کو بہت چاہتے ہیں۔ ابلیس نے کہا: لیکن ان کا خیال ہے کہ خدا نے انھیں اس کام کا حکم دیا ہے۔ ہاجرہؑ نے فرمایا: اگر ان کے پروردگار نے اس کا حکم دیا ہے تو ہم سب اس کے حکم کے آگے تسلیم ہیں۔ ابلیس غیظ و غضب کی حالت میں وہاں سے چلا

گیا اور حضرت ابراہیمؑ کے خاندان کو بہکا نہیں سکا۔

ایک حدیث میں شیخ صدوقؒ نے امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: یہ جو حاجی منیٰ میں رمی جمرہ کرتے ہیں اس کا سبب یہ ہے شیطان ان چند مقامات پر ابراہیمؑ کے سامنے آیا اور آپ نے اسے پتھر سے مارا اسی وجہ سے رمی جمرات (جمرات کو پتھر مارنا سنت قرار پایا)۔[1]

حضرت علیؑ نے فرمایا:

من اتّھم نفسه فقد غالب الشّیطان

جو شخص اپنے نفس کو تہمت دے (اور اپنے نفسانی وسوسوں پر اعتماد نہ کرے) اس نے شیطان پر قابو پالیا ہے۔[2]

۱۱۹۔ شیطانی وسوسے: (ہوشیار آدمی)

حاتم اصم نے کہا: شیطان ہر روز وسوسہ کرتا ہے آج کیا کھاؤ گے؟ میں کہتا ہوں: ''موت'' — کہتا ہے آج کیا پہنو گے؟ میں کہتا ہوں: کفن، کہتا ہے تم کہاں ہو اور تمہاری منزل کہاں ہے؟ میں کہتا ہوں: قبر میں — جب وہ اس طرح کے دندان شکن جواب سنتا ہے تو سمجھ جاتا ہے کہ ہرگز میں اس کے وسوسوں کی کمند میں گرفتار ہونے والا نہیں ہوں۔ اس وقت وہ کہتا ہے تم میرے لیے بہت برے ہو کیونکہ تم سے مجھے کوئی بھلائی نصیب نہیں ہوئی۔ اس گفتگو کے بعد وہ رنج و غم

۱۔ قصص قرآن یا تاریخ انبیاء، جلد ۱ ص ۱۶۹-۱۷۵

۲۔ غرر الحکم جلد ۵ ص ۳۶۹

کے ساتھ مجھ سے جدا ہو جاتا ہے۔ ۱؎

۱۲۰۔ حضرت ایوبؑ اور شیطان: (صبر و شکر)

حضرت ایوب علیہ السّلام خداوند عالم کے ان عظیم الشان پیغمبروں میں سے تھے جنھیں خداوند عالم نے مال و دولت اور صالح اولاد سے نوازا تھا پھر امتحان و آزمائش کی خاطر ان سے سب کچھ لے لیا اور خود انھیں سخت بیماری میں مبتلا کر دیا تاکہ ان کے مقام صبر و شکر کو آزمائے۔ آزمائش، بلا اور انتہائی صبر کے امتحان سے گذرنے کے بعد خدا نے انھیں پہلے سے زیادہ مال و دولت اور اولاد کی نعمت سے نوازا اور ان کے واقعہ کو صبر و ضبط کے نمونہ اور دوسروں کو عبرت حاصل کرنے کے لیے بیان کیا:

حضرت ایوبؑ نعمت کی فراوانی کی وجہ سے ہمیشہ شکر کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے ان کا ذکر آسمانوں میں ہوا کرتا تھا شیطان ان کے بارہ میں فرشتوں کی گفتگو اور ذکر خیر سنا کرتا تھا اس نے خدا کی نعمتوں کے مقابلہ میں ان کا شکر دیکھا تو حسد میں مبتلا ہو گیا، خدا سے عرض کیا: پروردگارا ایوبؑ کا یہ شکران کے سلسلہ میں تیری نعمتوں کی فروانی کی وجہ سے ہے اگر تو ان سے ان نعمتوں کو واپس لے لے وہ تو ہرگز شکر نہیں کریں گے۔

خدا نے ایوبؑ کے اموال پر شیطان کو مسلّط کر دیا اور شیطان نے ان کی پوری اماک اور اولاد کو نیست و نابود کر دیا لیکن اس کے ساتھ ایوبؑ کا شکر اور خدا

۱؎ تذکرۃ الاولیاء شیخ عطار جلد ۱ ص ۲۷

کی حمد و ثنا میں بھی اضافہ ہوا۔

دوبارہ شیطان نے خدا سے دعاء کی کہ ایوبؑ کے مزارع (کھیتوں) پر اسے قابو دے دے، خدا نے اسے اس پر بھی مسلّط کر دیا شیطان نے اپنے دوستوں کے ساتھ آپ کی پوری زراعت کو جلا کر خاکستر کر دیا جناب ایوبؑ کے شکر میں مزید اضافہ ہو گیا۔

شیطان نے دعاء کی کہ اسے ایوبؑ کے گوسفندوں پر مسلّط کر دیا جائے خدا نے اس کی یہ بات بھی مان لی شیطان نے ان کے گوسفندوں کے گلّے نیست و نابود کر دیئے لیکن جناب ایوبؑ کا شکر کم نہ ہوا یہاں تک کہ شیطان نے کہا مجھے ان کے بدن پر قابو دے دے، خدا نے فرمایا: ان کی زبان، عقل اور آنکھوں کے علاوہ پورے بدن پر میں نے تجھے اختیار دیا۔ شیطان حضرت ایوبؑ کے نزدیک آیا اور ایک ایسی زہریلی پھونک ماری کہ آپ کا پورا بدن سر سے پیر تک زخمی ہو گیا اور آپ اسی حالت میں ایک طویل عرصہ تک خدا کی حمد و ثنا میں مشغول رہے۔ بیماری اور محتاجی کی وجہ سے جناب ایوبؑ کو بستی والوں نے آبادی سے نکال کر ویرانہ میں ڈال دیا، آپؑ کی اہلیہ کے علاوہ کوئی دوسرا آپ کے پاس نہیں آتا جاتا تھا وہ بی بی جاتی تھی اور ایوبؑ کے لیے غذا اور طعام کا انتظام کرتی تھی۔ شیطان جو کہ حضرت ایوبؑ کے صبر سے عاجز آچکا تھا اپنے منصوبہ میں ناکام ہو گیا اور ایوبؑ کو ان تمام مصیبتوں میں مبتلا کرنے کے بعد بھی شکر کے جذبے سے منحرف نہ کر سکا تھا اس لیے بہت زیدہ پریشان تھ لہٰذا اس نے عاجز آ کر ایک ایسی چیخ ماری کہ اس کے لشکر والے یار و دوست سب کے سب جمع ہو گئے اور اس سے اس

چیخ پکار کا سبب دریافت کرنے لگے، اس نے بتایا کہ اس شخص (ایوبؑ) نے مجھے عاجز کر دیا ہے کیونکہ میں نے خدا سے اس کے اموال، اولاد اور بدن پر قابو چاہا خدا نے اختیار دیا اور میں نے انھیں اس حال میں پہونچا دیا کہ لوگوں نے انھیں ایک کھنڈر میں پھینک دیا ہے اور بیوی کے علاوہ ان کا کوئی غم گسار نہیں ہے لیکن پھر بھی وہ خدا کی حمد وثنا سے باز نہیں آتے اس طرح میں خدا کے سامنے رسوا ہو گیا میری چیخ کا مطلب یہ ہے کہ تم سب لوگ جمع ہو کر اس کام میں میری مدد کرو اور مجھے کوئی راستہ بتاؤ۔ اس کے لشکریوں اور دوستوں نے کہا تمہارا وہ مکر وحیلہ جس سے بڑے بڑوں کو نیست نابود کر دیا وہ سب کہاں چلا گیا؟ ابلیس نے کہا: وہ سارے ہتھکنڈے اس شخص کے بارہ میں ناکام ہو گئے اب مجھ سے کچھ نہیں ہوسکتا تم لوگ ہی کوئی تدبیر سوچو؟

دوستوں نے پوچھا: حضرت آدمؑ کو بہشت سے کس طرح نکالا تھا؟

اس نے جواب دیا: بیوی کے ذریعہ!

انھوں نے کہا: ایوبؑ کو بھی بیوی کے ذریعہ منحرف کرو کیونکہ اس کے علاوہ ان کے پاس اور کوئی پھٹکتا بھی نہیں ہے اور ایوبؑ بھی اس کی بات مانتے ہیں۔

شیطان کو یہ بات پسند آئی اور اس نے ایک مرد کی صورت اختیار کی اور جناب ایوبؑ کی زوجہ کے پاس آیا اور پوچھا: اے عورت تیرا شوہر کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا وہ اس وقت فقر وبیماری کا شکار ایک گوشہ میں پڑا ہے۔

شیطان نے جو یہ باتیں سنیں تو سمجھ گیا کہ یہ ساری باتیں بے تابی کی وجہ سے

ہیں اس نے وسوسہ کرنا شروع کر دیا اور ان تمام نعمتوں کو جن سے وہ پہلے سرشار تھی انھیں یاد دلایا' ایوبؑ کی جوانی اور خوبصورتی کا تذکرہ کیا اور اب جس حالت کو وہ پہونچ گئے ہیں اسے بھی بتایا اور کہا: یہ بیماری اور مصیبت کبھی ختم نہ ہوگی۔

اس موقع پر زوجۂ ایوبؑ چیخ پڑیں۔ شیطان نے دیکھا کہ اس کی تدبیر کارگر ہوگئی ہے وہ گیا اور ایک بکری کا بچہ لے آیا اور کہا کہ: اگر ایوبؑ بکری کے اس بچہ کو اپنے ہاتھ سے ذبح کریں لیکن ذبح کرتے وقت خدا کا نام نہ لیں تو یہ ساری مصیبتیں اور بیماریاں دور ہو جائیں گی، بیوی نے تمام باتیں سنیں اور بکری کا بچہ لے کر ایوبؑ کے پاس آئیں اور پورا واقعہ بیان کیا، ایوبؑ سمجھ گئے کہ یہ ساری باتیں کرنے والا شیطان تھا لہٰذا انھوں نے اپنی بیوی کو خطاب کر کے فرمایا: شیطان تمہارے پاس آیا اس نے تمہیں کچھ باتیں بتائیں تم نے ان باتوں کو قبول بھی کر لیا اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ وہ مال' اولاد اور صحت وسلامتی جو ہمیں حاصل تھی وہ کس نے دی تھی؟

بیوی نے جواب دیا: خدا نے — ایوبؑ نے پوچھا: کتنے سال ہم نے ان سے فائدہ اٹھایا — بیوی نے کہا: اسّی سال تک ایوبؑ نے کہا اچھا یہ بتاؤ ہم لوگ اس آزمائش میں کتنے دن سے مبتلا ہیں؟ — کہا: سات سال کچھ مہینہ ہے۔

جناب ایوبؑ نے فرمایا: اے عورت تو نے عدالت وانصاف کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا ہے مگر یہ کہ اتنے ہی سال بلا ومصیبت کے برداشت کرتی جتنے سال نعمتوں اور آسایش میں بسر کیے تھے یعنی جس طرح اسّی سال خوش حالی میں گذارے اسی طرح اسّی سال بلا ومصیبت میں بھی گذارنے چاہیئے تھے۔

اس کے ساتھ جناب ایوبؑ نے قسم کھائی اور بیوی سے کہا کہ: جو بات تم نے مجھ سے کہی ہے یعنی بکری کے بچّہ کو غیر خدا کے نام سے ذبح کرنے کی اگر خدا نے مجھے شفا دی تو تمہیں سو (۱۰۰) تازیانے ماروں گا اور اب اس کے بعد سے میرے لیے تمہارے ہاتھ کا کھانا پانی حرام ہے اور تم ابھی ہمارے سامنے سے دور ہو جاؤ۔

جب وہ خاتون جناب ایوبؑ کے پاس سے چلی گئیں تو ایوبؑ نے خود کو بے مونس و یاور اور تنہا پایا، اپنے رخسار کو زمین پر رکھ کر سجدہ کی حالت میں خدا سے دعا کی:

"انّی مسّنی الشّیطان بنصب و عذاب"

پروردگار! شیطان نے مجھے سخت رنج و عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے تو اپنے فضل و کرم سے مجھے نجات دے۔[1]

یہی دعا تھی جس کے سبب جناب ایوبؑ سے ساری بلائیں دور ہو گئیں اور انھیں وحی ہوئی کہ سر اٹھاؤ تمہاری دعا قبول ہو گئی، اب اپنا پیر زمین پر مارو اس حکم پر عمل کرتے ہی وہ ویرانہ سرسبز ہو گیا، پانی کا چشمہ جاری ہو گیا، ایوبؑ نے اپنے آپ کو اس میں دھویا جس سے ان کی تمام بیماریاں برطرف ہو گئیں اور جو نعمتیں ان سے چھن گئی تھیں خدا نے انھیں یکے بعد دیگرے واپس کر دیں۔ دوسری طرف بیوی سوچ میں پڑ گئی کہ ایوبؑ نے مجھے اپنے پاس سے بھگا دیا ہے لیکن ان کے پاس کوئی تو نہیں ہے جو انھیں کھانا پانی دے اور ان کی خبر گیری کرے اگر میں

۱۔ سورہ ص/۴۱

بھی ان کے پاس نہ جاؤں تو وہ بھوک سے مر جائیں گے اور صحرا کے درندے انھیں کھا جائیں گے یہ خیال آتے ہی وہ ایوبؑ کی طرف چل پڑیں لیکن انھیں وہ کھنڈر، ویرانہ اور ایوبؑ کہیں دکھائی نہ دیے اس کی جگہ ایک سرسبز باغ نظر آیا جس میں ایک خوبصورت اور صحت مند جوان دکھائی دیا۔ زوجہ نے یہ دیکھ کر رونا شروع کر دیا اور ڈریں۔ ایوبؑ اپنی زوجہ کے پاس آئے اور بتایا کہ میں وہی ایوبؑ ہوں جن کو تم نے شیطان کے لیے بکری کے بچّہ کی قربانی کرنے کے لیے کہا تھا لیکن میں نے اپنے پروردگار کی اطاعت و فرماں برداری کی اور شیطان کی بات نہ مانی جس کی وجہ سے خدا نے ہماری دعا قبول کر لی اور ہمیں دوبارہ اپنی نعمتوں سے نواز دیا جیسا کہ تم دیکھ رہی ہو۔

جب ایوبؑ نے شفا پائی اور خدا نے انھیں صحت و سلامتی اور گذشتہ نعمتوں سے نوازا تو انھوں نے اپنی قسم پر عمل کرنا چاہا، وہ سوچ رہے تھے کہ اپنی قسم پر کس طرح عمل کریں اور ایمان دار، باوفا اور مہربان خاتون کو کیوں کر سو (۱۰۰) تازیانے ماریں، خداوند عالم نے جیسا کہ سورۂ صٓ کی آیت ۴۴ میں بیان فرمایا: آپؑ کو حکم دیا کہ باریک تیلیاں جن کی تعداد سو ہو اس کا ایک مٹھا لے کر ہلکے سے ماردیں اس طرح ان کی قسم پوری ہو سکتی ہے۔[1]

۱۲۱۔ ابلیس کا طعنہ: (شکر)

شکر وہ بزرگ مقام اور بلند درجہ ہے جس تک ہر ایک کی رسائی نہیں ہے اسی

۱۔ قصص قرآن یا تاریخ انبیاء جلد ۲ ص ۱۳-۳، برداشت از زندگانی حضرت ایوبؑ

لیے خداوند عالم نے فرمایا ہے۔

"قلیل من عبادی الشکور"

میرے بندوں میں سے بہت کم لوگ شکر کرنے والے ہیں۔ [1]

ابلیس نے آدمی کے بارہ میں خدا کو طعنہ بھی دیا اور کہا:

ولاتجد اکثر ھم شاکرین

لیکن تو ان میں سے اکثر کو شکر کرنے والا نہ پائے گا۔ [2]

۱۲۲۔ حضرت سلیمانؑ اور شیاطین: (شکر نعمت)

سلیمان پیغمبر علیہ السّلام نے خداوند عالم سے درخواست کی کہ وہ انھیں ایسی حکومت و بادشاہی عنایت کرے کہ ان کے بعد کوئی یہ نہ کہہ سکے وہ غلبہ، جبر اور لوگوں پر ظلم وستم کے ذریعہ سے مسلّط ہوئے ہیں، خداوند عالم نے انھیں اپنی بہت سی نعمتوں سے سرفراز فرمایا: مثلاً نبوّت، سلطنت، پرندوں اور جانوروں کی زبان کا علم قضاوت وحکمت کا علم اس کے علاوہ ہوا، جن اور شیاطین کو آپ کے تابع فرمان قرار دیا جو آپ کے لیے عمارتیں بناتے اور سمندر میں غوطہ لگا کر جواہرات نکالتے تھے۔

و الشّیاطین کلّ بنّاءٍ و غوّاص

اور شیاطین کو جو بلند عمارتیں بناتے تھے اور دریا سے قیمتی جواہرات

۱ سورۂ سبا/ ۱۳ ۲ سورۂ اعراف/ ۱۷

نکالتے تھے ان کے تابع فرمان بنا دیا تھا۔ [1]

حضرت سلیمانؑ نے جو عمارتیں بنائیں ان میں سے ایک بیت المقدس ہے جب آپ شہر کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو مسجد بنانا شروع کی آپ نے شیاطین کے گروہ در گروہ بنائے اور انھیں سونے اور جواہرات کی کان کنی میں لگا دیا ایک گروہ کو انھیں بیت المقدس پہونچانے کے کام پر مامور کیا، ایک جماعت کو مشک و عنبر اور دوسرے عطریات لانے کے کام پر لگا دیا، ایک گروہ سمندروں سے مروارید نکالتا اور اسے بیت المقدس تک پہونچاتا۔

سورۂ انبیاء، صٓ اور سبا میں مختلف آیتوں میں بڑی عمارتوں، عبادت گاہوں، پتھر کے حوضوں اور دیگوں کے سلسلہ میں اجمالی اشارہ ملتا ہے۔ [2]

اس سلسلہ میں ایک حکایت نقل ہوئی ہے: شیاطین حضرت سلیمانؑ کے حکم سے پتھروں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے تھے۔ ایک دن ابلیس ملعون نے شیطانوں سے پوچھا: تمہارا کیا حال ہے؟ انھوں نے کام کی زیادتی کی شکایت کی اور کہا کہ اب وہ عاجز آ گئے ہیں۔ ابلیس نے کہا جب پتھر رکھ کر واپس آتے ہو تو خالی ہاتھ ہوتے ہو یا نہیں؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں، ابلیس نے کہا: پھر تو تمہیں آرام ہے ہوا نے شیاطین کی گفتگو جناب سلیمانؑ کو بتا دی تو آپ نے حکم دیا جب پتھر لے جاؤ تو واپسی میں گیلی مٹی لے آؤ۔ جب پھر ابلیس نے شیطانوں سے خیریت دریافت کی تو انھوں نے اور شکایت کی تو اس نے کہا یہ بتاؤ

۱ سورۂ ص/ ۳۷

۲ قصص قرآن یا تاریخ انبیاء جلد ۲، زندگانی حضرت سلیمانؑ

تمہیں رات میں سونے اور آرام کرنے کا موقع ملتا ہے یا نہیں؟ تو انھوں نے کہا کیوں نہیں ہم رات میں سوتے اور آرام کرتے ہیں ہوا نے یہ گفتگو بھی حضرت سلیمانؑ تک پہونچادی، آپ نے حکم دیا کہ شیاطین دن رات کام کریں وہ لوگ اس چیز سے عاجز آگئے تھے اور ان کی طاقت جواب دے گئی تھی۔

آخرکار جناب سلیمانؑ کی وفات ہوگئی، شیاطین پر کام کا اتنا دباؤ تھا کہ جب انھوں نے آپ کی وفات کی خبر سنی تو خوشی سے ناچنے لگے۔[۱]

تمام شد جلد اوّل

۸/اگست ۲۰۰۱ء مطابق ۷ جمادی الاولی ۱۴۲۲ھ

چہارشنبہ ۱۱:۳۰ بجے شب

زینبیہ اسلامی سینٹر، ممبئی

[۱] بحارالانوار جلد ۶۰ ص ۱۹۵

نشر غفاری

جلد ۲

ابلیس نامه

آیات ● روایات ● حکایات

ترجمه: حجة الاسلام السید حسن رضوی کراری

اعوذ بک من همزات الشّیاطین

(قرآن کریم)

ابلیس نامہ

یا

شیطان کے قصّے

آیات☆روایات☆حکایات

﴿ جلددوّم ﴾

ابلیس نامہ-جلد دوّم

مؤلف : دانشمند محترم جناب محسن غفاری

مترجم : السید حسنین الرضوی الکراروی

تعداد : ہزار ۱۰۰۰

سنہ اشاعت : ۲۰۰۳

ناشر : العلم پبلی کیشن (زینبیہ اسلامی سینٹر، ممبئی)

پتہ : ۱۳۲، زینبیہ امام باڑہ، حسینیہ مارگ، ممبئی-۳،

فون: ۲۳۴۶۱۰۱۹ / ۲۳۴۱۳۲۲۷

قیمت -/۵۰ روپے۔

ملنے کے پتے:

۱۔ زینبیہ اسلامی سینٹر، ۱۳۲ حسینیہ مارگ، ممبئی-۳

۲۔ حیدری کتب خانہ، امام باڑہ روڈ، ڈونگری، ممبئی-۹

۳۔ الایمان بک سینٹر، حضرت عباسؑ اسٹریٹ، امام حسینؑ چوک ڈونگری ممبئی-۹

۴۔ ادارۂ نشر پیغام کربلا، غازی پور، گوگوان، مظفرنگر، یوپی۔

۵۔ جناب زین العباس صاحب شریف آباد کراری، کوشامبی، یوپی۔

۶۔ جناب زیارت حسین رضوی صاحب، A-32، کریلی کالونی، الہ آباد، یوپی۔

۷۔ جناب عین الرضا رضوی (حسین صاحب)، حمام والی گلی، عباس نگر، مفتی محلہ، لکھنؤ۔

سمہ تعالی

فہرست

	حرف آغاز	۱۱
	ہدیۂ سپاس	۱۳
	پیغام	۱۵
۱۲۳	ابراہیم ادھم اور شیطان (توکل)	۱۹
۱۲۴	بھگوڑے شیطان (خدا پر بھروسہ کرنے والے)	۲۰
۱۲۵	آدمؑ وحوّا اور شیطان (عبرت)	۲۱
۱۲۶	جنید بغدادی کی شیطان سے گفتگو (بہانہ بازی)	۲۷
۱۲۷	داستان ہابیل وقابیل اور شیطان (حسد)	۲۸
۱۲۸	شیطانی کینہ (فریب اور جھوٹی قسم)	۳۰
۱۲۹	کفر کی جڑیں (حسد، حرص، غرور)	۳۱
۱۳۰	آتش پرستی (جہل)	۳۳
۱۳۱	بڑھیا اور شیطان (فتنہ پروری اور چغل خوری)	۳۴
۱۳۲	شیطان سے بھی بڑے لوگ (چغل خور اور مکار)	۳۷
۱۳۳	شیطانی جال (غرور وافتخار)	۳۸
۱۳۴	اچھے کاموں کی طرف شیطان کی دعوت (علم بلا عمل)	۴۰
۱۳۵	شیطان کی شکارگاہ (عقاید اور احکام)	۴۲

۱۳۶	آئینۂ جمال انسان اور شیطان (شیطان سے بدتر)	۴۵
۱۳۷	شیطان سے دین کی حفاظت (مخلوقات سے دوری)	۴۵
۱۳۸	چار دریا (عزلت اور گوشہ نشینی)	۴۶
۱۳۹	شیطان کا فرار (خدا کے لیے ناراض ہونا)	۴۷
۱۴۰	حضرت یحییٰ کی شیطان سے گفتگو (شیطان کے جال)	۴۸
۱۴۱	شیطان کی شکل وصورت (شیطان کا حلیہ)	۵۰
۱۴۲	حضرت عیسیٰ اور شیطان کی گفتگو (غرور اور مدح وثناء)	۵۱
۱۴۳	شیطانی افکار (وجود خدا)	۵۴
۱۴۴	شیطانی فکر (خدا کا خالق)	۵۵
۱۴۵	رحمانی اور شیطانی فکر (حق وباطل-اچھائی اور بُرائی)	۵۷
۱۴۶	خنّاس ابلیس کا بیٹا (شیطانی دل)	۵۸
۱۴۷	شیطانی اور رحمانی قلب (ہدایت اور گمراہی)	۶۱
۱۴۸	شیطان میدان محشر میں (شفاعت)	۶۳
۱۴۹	شیطان اور مربّی گری (رہبر کے بغیر معاشرہ)	۶۵
۱۵۰	شیطان کی راہیں (صراط مستقیم)	۶۶
۱۵۱	شیطان کے سپاہی (بُرا دوست)	۶۸
۱۵۲	ابلیس کا سوار اور پیادہ نظام (گناہ ومعصیت)	۷۰
۱۵۳	شیطان کی جگہیں (مکان اور بُری جگہ)	۷۱

۱۵۴	بت پرستی (جہالت)	۷۲
۱۵۵	یغوث نامی شیطان (بت شکنی)	۷۳
۱۵۶	درخت پرستی (نادانی)	۷۵
۱۵۷	جنگ بدر میں شیطان کی موجودگی (اسلام سے جنگ)	۸۰
۱۵۸	آتش پرستی کا دوسرا واقعہ (گمراہی)	۸۲
۱۵۹	آفتاب پرستی (ضلالت)	۸۴
۱۶۰	ماربدوش ضحاک (شیطانی آدمی)	۸۷
۱۶۱	شیطان اور معاویہ (شیطانی ایجنٹ)	۹۲
۱۶۲	شیطان کی دلیل (قیاس)	۹۶
۱۶۳	ابوحنیفہ سے امام صادق علیہ السّلام کا مناظرہ (تفسیر بالرّائے)	۹۸
۱۶۴	حضرت آدمؑ اور شیطان ملعون کی خدا سے درخواست (وسوسہ اور توبہ)	۹۹
۱۶۵	ابلیس کے نکالے جانے اور ملعون ہونے کی وجہ (استکبار)	۱۰۳
۱۶۶	شیطانی بہانے بازیاں (حجت خدا، ارادہ اور اختیار)	۱۰۴
۱۶۷	جبرئیلؑ ومیکائیلؑ کی آہ وبکا (الٰہی تدبیر)	۱۰۶
۱۶۸	عقل مند چرواہا (شیطان سے حفاظت)	۱۰۷
۱۶۹	شیطانی منصوبہ (عبادتوں کا غرور)	۱۰۸
۱۷۰	شیطان کا مرده (شیطان کا مکر)	۱۱۰
۱۷۱	شیطان کا فریب (توبہ میں تاخیر)	۱۱۱

۱۷۲	ابلیس کی قسم (توبہ)	۱۱۱
۱۷۳	شیطان کا دل (استغفار)	۱۱۲
۱۷۴	تین طرح کے لوگوں سے شیطان کا تعلق (استغفار اور توبہ)	۱۱۴
۱۷۵	شیطان عرفہ کے دن (بخشش و مغفرت)	۱۱۶
۱۷۶	شیطان حج میں (صحرائے عرفات)	۱۱۸
۱۷۷	شیاطین اور ماہ رمضان المبارک (روزہ)	۱۲۰
۱۷۸	خالق و مخلوق اور شیطان (انسان کا دل خدا کا باغ ہے)	۱۲۲
۱۷۹	دل خدا کا گھر ہے شیطان کا آشیانہ نہیں (خدا کا پسندیدہ دل)	۱۲۶
۱۸۰	ابلیس انسان کا دشمن ہے۔ (دوستی اور دشمنی)	۱۲۷
۱۸۱	لعنت بر شیطان (عمواوغلی)	۱۲۸
۱۸۲	شیطان سے دوستی (دعاؤں کے قبول نہ ہونے کی وجہ)	۱۳۳
۱۸۳	جہنم میں شیطان کا ہم نشین (واجبات کا ترک)	۱۳۶
۱۸۴	خدا، بندہ اور شیطان (شیطان کی خواہشات)	۱۳۸
۱۸۵	شیطانی نفس (انسان نما شیطان)	۱۳۹
۱۸۶	شیطانی رذایل (زبان کی آفتیں)	۱۴۱
۱۸۷	شیطان کا استاد (جھوٹ)	۱۴۲
۱۸۸	ابلیس کی نصیحت (زہد اور خدا کا خوف)	۱۴۳
۱۸۹	ابلیس کی نصیحت (زہد اور بے رغبتی)	۱۴۴

۱۹۰	فضیل بن عیاض اور شیطان (تفرقہ اور بدگوئی)	۱۴۶
۱۹۱	دعوتِ شیطان (شک و تردّد)	۱۴۸
۱۹۲	دل شیطان کی جگہ نہیں ہے۔ (ذکر خدا)	۱۴۹
۱۹۳	شیطان اور پانچ گدھوں کا بوجھ (۶ بُری عادتیں)	۱۵۱
۱۹۴	دانشوروں کیلیے شیطان کی خطرہ کی گھنٹی (خود پسندی)	۱۵۳
۱۹۵	معصیت کا سبب (غرور)	۱۵۴
۱۹۶	حضرت علی علیہ السلام اور حسن بصری (کج فکری)	۱۵۵
۱۹۷	ابلیس کے جرائم (قناعت اور حب علیؑ)	۱۵۸
۱۹۸	شیاطین غدیر خم میں (نفاق)	۱۶۱
۱۹۹	عید غدیر میں شیطان کی نالہ و فریاد (پیمان شکنی)	۱۶۳
۲۰۰	غدیر خم میں شیطان کی سازش (علیؑ کے شیعہ اور محب)	۱۶۵
۲۰۱	معراج کا ایک واقعہ (شیطان اور سچے شیعہ)	۱۶۷
۲۰۲	شیطان کی بیعت (دین میں تفرقہ)	۱۶۸
۲۰۳	آخرت کا عذاب (ستم گر اور منافقین)	۱۷۱
۲۰۴	حضرت علیؑ کی شیطان سے جنگ (حرام زادہ)	۱۷۳
۲۰۵	حضرت علیؑ کی شیطان سے جنگ (دشمن علیؑ)	۱۷۵
۲۰۶	حضرت علیؑ کو شیطان کی خوش خبریاں (اہلبیتؑ کے دوست اور دشمن)	۱۷۶
۲۰۷	حضرت علیؑ کی شیطان سے گفتگو (دشمنانِ اہل بیتؑ)	۱۷۸

۲۰۸	اولاد کے نطفہ اور مال میں شیطان کی شرکت (مال حرام)	۱۷۹
۲۰۹	شیطان کی شرکت کی علامتیں (فحش، زنا، سودخوری، بے دینی)	۱۸۳
۲۱۰	شیطان عالم برزخ میں (انسان کا ہمزاد و ہم راہی)	۱۸۵
۲۱۱	استعاذہ (خدا کی پناہ)	۱۸۸
۲۱۲	جنوں اذیّت و آزار (فی امانِ اللہ)	۱۹۱
۲۱۳	انسان کی ولادت کے موقع پر شیطان کا نعرہ (انسان دشمنی)	۱۹۴
۲۱۴	مرنے والے کے سرہانے شیطان کی حاضری (تلقین)	۱۹۶
۲۱۵	موت کے وقت شیطان کی موجودگی (شیطان کا بندہ)	۲۰۰
۲۱۶	شیطان اور دینوی تعلق (نہ توڑ نہیں کہوں گا)	۲۰۲
۲۱۷	شیطان اور شہادتین کی تلقین (قرض کی رسید)	۲۰۳
۲۱۸	میّت کے سرہانے شیطان کا آنا (ایمان اور اعتقاد کا چور)	۲۰۴
۲۱۹	شیطان اور انکر و منکر (عالم قبر)	۲۰۵
۲۲۰	روح مومن کے قبض ہونے پر شیطان کی فریاد (ایمان و عتقاد)	۲۰۶
۲۲۱	حزن وملال اور خوشی کی وجہ (فقر وفحشاء)	۲۰۷
۲۲۲	شیطان کی شادی (ابلیس کی اولاد)	۲۰۹
۲۲۳	شیطان کی شادی (شیطان اور اس کی اولاد سے دوستی)	۲۱۱

۲۲۴	شیطان اور جن کے وجود کی حقیقت (وجودی اشکال)	۲۱۲
۲۲۵	شیطان کا مقام اور اس کے آلات (مختلف شعبے) ✖ شعر : ابلیس نے عربی میں شعر کہے ہیں۔ ✖ کاہن (ساحر) : شیطان کا ایک گندا کام۔ ✖ مزامیر : سازو آواز اور ناچ کود۔ ✖ شراب : تمام برائیوں کی جڑ۔ ✖ عورتیں : حرام نگاہ، عورتیں، شیطان کے جال۔ ✖ راہ طریق : ہر راستہ پر تاک لگا کر بیٹھتا ہے۔ ✖ جھوٹ : خباثتوں کا مظہر۔	۲۱۶
۲۲۶	شیطان اور نشہ آور مشروب (شراب کی مستی)	۲۲۴
۲۲۷	شیطان اور شراب خوار (نشیلے مشروبات کے اثرات)	۲۲۶
۲۲۸	حضرت سلیمانؑ اور شیطان کی سازش (سحر و جادو)	۲۲۹
۲۲۹	شیطان کے نام اور القاب (رجیم، ابلیس، اہریمن، دیو)	۲۳۱
۲۳۰	لیلۃ الجن (مسلمان مبلّغ جن)	۲۳۵
۲۳۱	امام صادقؑ اور جنّاتوں کا گروہ (شیعہ جن)	۲۳۷
۲۳۲	واقعۂ کربلا (مددگار جن)	۲۳۸
۲۳۳	ایک خدادار سیدہ عالمِ دین کے ساتھ شیعہ جن کا سفر (زیارت امام حسینؑ)	۲۴۰
۲۳۴	مسلمان شیطان (ہام بن قیس بن ابلیس)	۲۴۱
۲۳۵	مسلمان جن (شیطان پنجتنؑ سے توسل)	۲۴۳
۲۳۶	شیطان کی آرزو (رحمت الٰہی کی لالچ)	۲۴۵

بسمہ تعالیٰ

حرف آغاز

زینبیہ اسلامی سینٹر اپنی علمی، ادبی اور مذہبی خدمات کے سبب آج ہندوستان کے معروف اداروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس ادارہ کی نشریات و اشاعات ملک و بیرون ملک میں ہمیشہ سے پسندیدگی کی نظر سے دیکھی گئی ہیں۔ چنانچہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ''ابلیس نامہ'' گذشتہ دنوں شائع ہو کر مذہبی اور علمی حلقوں میں مقبول ہو چکی ہے۔

زینبیہ اسلامی سینٹر کی یہ کتاب سماج میں پھیلی ہوئی برائیوں مکروہات اور خراب عادات سے اجتناب کے مقصد کے تحت لکھی گئی ہے۔ انداز تحریر اس قدر دلچسپ ہے کہ پڑھنے والے پوری کتاب کا مطالعہ کیے بغیر نہیں رہتے۔ شدید ضرورت تھی کہ اس کتاب کو اردو والوں میں متعارف کرایا جائے تا کہ اردو داں مذہبی طبقہ بھی اس سے مستفید ہو سکے۔ حجۃ الاسلام مولانا سید حسنین رضوی کراروی نے اس ضرورت کو محسوس کیا اور اپنی بے پناہ مذہبی، تبلیغی و اداراتی مصروفیات کے باوجود نہایت عمدہ سلیس اور عام فہم اردو میں اس کا ترجمہ فرمایا۔ دینی رجحان کو فروغ دینا، قرآن و اہلبیتؑ کی تعلیمات سے لوگوں کو متعارف کرانا اور نئی نسل کو دینی و دنیوی تعلیمات کی طرف مائل

کرنا مولانا کے تبلیغی مقاصد میں شامل ہیں۔ ''ابلیس نامہ'' کا ترجمہ بھی ان کے ان ہی مقاصد کو پورا کرتا ہے۔ جس کی مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ پہلی جلد کے منظر عام پر آتے ہی دوسری جلد کے لیے مومنین کی فرمائشیں آنے لگیں۔ اللہ کا شکر اور اہلبیت علیہم السّلام کا کرم ہے کہ جلد اوّل کی طرح سے ہی جلد دوم بھی شان و شوکت کے ساتھ شایع ہو رہی ہے۔ بلاشبہ عزیزم رضی رضوی کی خصوصی دلچسپیوں اور ذمہ داریوں کے سبب طباعت و اشاعت کے سارے مرحلے آسان ہوجاتے ہیں اللہ بطفیل امام زمانہؑ ان کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے۔ ناانصافی ہوگی اگر اس مقام پر برادرم شبیب رضوی کا شکریہ ادا نہ کروں کیوں کہ موصوف کی غیر معمولی دلچسپی کے باعث ہی یہ کتاب آپ تک پہونچ سکی ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ ربّ کریم حجۃ الاسلام مولانا سید حسنین رضوی کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور زینبیہ اسلامی سینٹر ان کی تبلیغی و قلمی خدمات سے فیض اٹھاتا رہے۔ ہمیں امید ہے کہ ''ابلیس نامہ'' کی دوسری جلد بھی پہلی جلد ہی کی طرح عوام و خواص میں پسند کی جائے گی۔

والسّلام

جاوید رضوی

بسمہ تعالیٰ

ہدیۂ سپاس

''ابلیس نامہ'' کی پہلی جلد شائع ہو کر مومنین کے ہاتھوں میں پہونچ گئی اور بحمد اللہ توقّع سے کہیں زیادہ اسے مقبولیت حاصل ہوئی، جن دوستوں اور کرم فرماؤں نے خطوط، ٹیلی فون اور ملاقات کے ذریعہ اپنی پسندیدگی کا اظہار اور حوصلہ افزائی کی ہے ان کا میں بے حد شکر گذار ہوں البتہ اس لیے نہیں کہ انھوں نے کتاب کی تعریف کی ہے بلکہ اس لیے کہ انھوں نے اسے پڑھنے کے لائق سمجھا اور اس کے لیے وقت نکالا۔ میری دعا ہے کہ خداوند عالم نے جس طرح انھیں اس کتاب کے مطالعہ کی توفیق دی ہے اسی طرح اس کے مضامین کے سانچے میں اپنی عملی زندگی کو ڈھالنے کی بھی توفیق مرحمت فرمائے۔

قلم و قرطاس کی وادیوں کے سفر کے انتہائی خشک اور تھکا دینے والا ہونے سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا جو لوگ اس سے سروکار رکھتے ہیں ان سے یہ مشکلات ڈھکی چھپی نہیں ہیں کہ مضامین اور مقالات کی شکل میں اپنے مافی الضمیر کی تدوین اس سے کہیں زیادہ آسان ہے کہ دوسروں کے خیالات کو ایک زبان سے دوسری زبان میں جملہ نزاکتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے قلم بند کیا جائے۔

لیکن یہ ساری تگ و دو صرف اس لالچ میں ہے کہ شاید کتاب کا کوئی ایک اقتباس کسی غافل دل کے اسلوب حیات کو تبدیل کرنے اور اس میں انقلاب

لانے کا سبب بن جائے جس کے طفیل خدا کی تھوڑی بہت خوشنودی حاصل ہوجائے کیوں کہ "رضوان من اللہ اکبر" اس کی برائے نام رضا بھی زندگیوں کے عنوان بدلنے کے لیے کافی ہے۔

خدا سے دعا ہے کہ ہماری یہ حقیر کوشش اس کی بارگاہ میں قبولیت حاصل کرے اور دوسروں کے ساتھ خود ہمیں بھی وساوس شیطانی اور اس کے مکر و فریب اور حیلوں سے بچنے کی توفیق کرامت فرمائے اور ہماری اس کتاب کو اس داستان کا مصداق نہ بنائے جس کا تذکرہ ابلیس نامہ کی پہلی جلد کے آغاز میں (خودنمائی کے ذیل میں) ہو چکا ہے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
والسلام علی من اتبع الہدیٰ

السید حسنین الرضوی کراروی
زینبیہ اسلامی سینٹر، ممبئی-۳
۶؍اگست ۲۰۰۳ء مطابق ۷؍جمادی الثانیہ ۱۴۲۴ھ

بسمہ تعالیٰ

پیغام

لوگوں کو شیطان کے بارہ میں جاننے اور اس کے ہتھ کنڈوں سے واقف ہونے کی جستجو رہتی ہے اور اس موضوع سے متعلق بہت سے سوالات ان کے ذہن میں پیدا ہوتے رہتے ہیں جس کے جواب کے لیے وہ ادھر اُدھر کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں اور انھیں اطمینان حاصل نہیں ہوتا، ''زینبیہ اسلامی سینٹر'' نے اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اپنے موضوع میں مکمل کتاب ''ابلیس نامہ'' کی اشاعت کا ارادہ کیا ہے جس سے بڑی حد تک معلومات میں اضافہ کے ساتھ ساتھ انسان کی اپنی خود اعتمادی کو قوت ملے گی۔

میری دعا ہے کہ خداوند عالم ادارہ کو مزید دینی خدمت کی توفیق دے اور لوگوں کو اس کتاب کے پڑھنے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے۔

آمین!

ڈاکٹر سید اختر حسن رضوی
(ایم پی، راجیہ سبھا)

ابلیس

حکایات اور قصّے

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا:

ابلیس اور اس کی عداوت

سے ہوشیار رہو۔

۱۲۳۔ابراہیم ادہم اور شیطان:(توکل)

ابراہیم ادہم کہتے ہیں: خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے حج کے قصد سے مکہ کے لیے نکلا اور ایک صحرا سے گذر رہا تھا کہ زادراہ کی کمی کی وجہ سے تین دن بھوکا رہنا پڑا اور کوئی چیز کھانے کی نصیب نہ ہوئی۔ ایسے وقت میں ابلیس ظاہر ہوا اور اس نے کہا: اے ابراہیم توانگر ہوتے ہوئے تم نے خدا کی نعمتوں کو کیوں چھوڑ دیا اور تھوڑے سے زادراہ کے ساتھ کیوں سفر اختیار کیا کہ اس طرح بھوکا اور پیاسا رہنا پڑے کیونکہ ٹھاٹ باٹ سے، زیادہ زادِراہ کے ساتھ بھی حج کیا جاسکتا ہے اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

ابراہیم کہتے ہیں: جب میں نے شیطان کی یہ باتیں سنیں تو ایک بلندی پر چلا گیا اور آسمان کی طرف ہاتھوں کو بلند کر کے عرض کیا: خدایا تو نے اپنے اس ملعون دشمن کو اپنے دوست کے راستہ میں قرار دیا ہے تا کہ وہ مجھے گمراہ کر کے ہلاک کر ڈالے اور مجھے دوزخ کا ایندھن بنادے لہٰذا تو ہی میری فریادرسی کر کیونکہ اگر تو نے اس سلسلہ میں میری مدد نہ کی تو میں یہ راستہ طے نہیں کرسکتا۔ اس وقت میرے کانوں میں ایک آواز گونجی اے ابراہیم جو کچھ تمہاری جیب میں ہے اسے باہر نکال دو تا کہ غیب سے ہماری قدرت کا ظہور ہو، میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو چاندی کے چار سکّے پڑے ہوئے تھے جسے میں بھول گیا تھا۔ میں نے وہ سکے نکالے اور انھیں باہر پھینک دیئے جیسے ہی ابلیس کی نظر ان سکوں پر پڑی وہ

بھاگ نکلا اور خدا نے غیب سے میرے لیے کھانے پینے کا انتظام کر دیا۔ [۱]

۱۲۴۔ بھگوڑے شیطان: (خدا پر بھروسہ کرنے والے)

آیۃ اللہ شہید دستِ غیبؒ کہتے ہیں: اے انسان تو دنیا و آخرت میں تنہا زندگی گذارنے سے عاجز ہے اگر تیرے پاس تکیہ گاہ ہو تو کوئی خطرہ اور کوئی مشکل تیرے اندر تزلزل نہیں پیدا کر سکتی کیونکہ تیرے پاس تکیہ اور وکیل ہے اور خدا سے بڑھ کر کون وکیل ہو سکتا ہے۔ وہ بہترین وکیل بہترین مولا اور بہترین مددگار ہے۔

"نعم الوکیل نعم المولٰی و نعم النّصیر"

اگر انسان اس سے پُر امید ہو تو ہر خطرہ اور مشکل جو بھی اسے پیش آئے گا وہ اسے دور کرے گا کیونکہ اس کا وکیل مضبوط ہے اور اس سے تمام خطرات دور کرے گا اور جس چیز کی مصلحت ہوگی وہ اس تک پہونچائے گا۔ روایت میں ہے کہ صبح کے وقت جب کوئی شخص گھر سے باہر نکلنا چاہتا ہے تو شیاطین دروازہ کے پیچھے انتظار کیا کرتے ہیں اور جب وہ باہر آ کر "**توکلت علی اللہ**" خدایا تجھ پر بھروسہ کرتے ہوئے کام پر جا رہا ہوں کہتا ہے، تو شیاطین بھاگ نکلتے ہیں۔

امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں: جب کوئی بندہ اپنے گھر سے باہر نکلتا ہے تو شیطان اپنے حوالی موالی کے ساتھ اس کے راستہ میں کھڑا ہو جاتا ہے جب بندہ کہتا ہے: "**بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم**" تو اس پر موکّل دونوں فرشتے کہتے

۱۔ تذکرۃ ۔ ۔ ۔ یا جلد ۱ ص ۱۰۲، ۔ شیخ ۔ ۔ ۔

ہیں کہ یہ جان لو کہ تم میری پناہ میں ہو اور جیسے ہی کہتا ہے "**امنت باللہ**" تو وہ کہتے ہیں بے شک تیری ہدایت و راہنمائی ہوئی ہے اور جب "**توکلت علی اللہ**" کہتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تیری حفاظت کریں گے، اس وقت شیطان اور اس کے ساتھی فرار کرتے ہیں۔ [۱] اور کہتے ہیں ایسے شخص کے سلسلہ میں کیا کہا جا سکتا ہے جسے پناہ دی گئی ہو، جس کی ہدایت کر دی گئی ہو اور جس کی حفاظت کی ذمہ داری لے لی گئی ہو۔ [۲]

۱۲۵۔ آدمؑ و حوّا اور شیطان: (عبرت)

جس گھڑی خداوند عالم نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا تو فرشتوں کو ان کے سجدہ پر مامور کیا اور ان سب نے سوائے ابلیس کے آدمؑ کو سجدہ کرتے ہوئے حکم خدا کو انجام دیا صرف شیطان نے غرور کرتے ہوئے حسد کی وجہ سے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے منع کر دیا اور ہمیشہ کے لیے درگاہ الٰہی سے مردود قرار دیا گیا اور جب خدا نے اس سرکشی کی وجہ اس سے پوچھی کہ سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے روکا تھا؟ تو اس نے کہا: میں ان سے بہتر ہوں کیوں کہ تو نے مجھے آگ سے اور انھیں خاک سے پیدا کیا ہے، اپنی اس گفتگو سے اس نے اپنی وہ خصلت اور صفت جو اس کے اندر شعلہ ور تھی ظاہر کر دی اور اپنا غرور و تکبر نہ چھپا سکا۔

حضرت علیؑ نے خطبہ قاصعہ میں اسی سلسلہ میں فرمایا: خداوند عالم نے ابلیس

۱۔ استعاذہ ص ۱۶۳ – ۱۶۴۔

۲۔ اصول کافی جلد ۳ ص ۳۱۷، عدۃ الداعی ص ۲۱۸۔

کے ساتھ جو سلوک کیا اس سے عبرت حاصل کرو کہ اس کی بہت زیادہ عبادتیں اور بہت زیادہ کوششیں ایک گھڑی کے غرور میں ضائع ہو گئیں، جس شیطان نے چھ ہزار سال خدا کی عبادت کی تھی اور ان برسوں کے بارہ میں بھی پتہ نہیں کہ وہ دینوی سال تھے یا آخرت کے سال۔[۱]

شیطان نے جب یہ دیکھا کہ اس کی وہ تمام کوششیں، رنج وزحمت جو اس نے خدا کا قرب حاصل کرنے میں اٹھائی تھیں تباہ ہو گئیں تو وہ مایوس اور ناامید ہو گیا اس نے کہا: پروردگارا! جب ایسا ہے تو پھر مجھے قیامت تک کی مہلت دے دے اور زندہ رکھ خداوند عالم نے اس کی بعض خواہشیں پوری کیں اور اس سے فرمایا: تجھے روز معیّن اور وقت معلوم تک کی مہلت دی گئی ہے۔ چونکہ اس نے اپنی بدبختی اور ناکامی کی وجہ آدمؑ کو سجدہ کرنے کو پایا تھا لہٰذا آدمؑ اور ان کی اولاد کی دشمنی دل میں رکھ لی اور اس کے اظہار کو روک بھی نہیں سکا۔ جب اس کی دعاء خداوند عالم نے قبول کر لی تو اس نے اپنے دلی کینہ سے پردہ اٹھا دیا کہ اب تو میں گمراہ ہو ہی چکا ہوں میں تیرے بندوں کے سیدھے راستے پر بیٹھ جاؤں گا اور چاروں طرف سے ان پر راہیں مسدود کر دوں گا اور انھیں ہر طرف سے بہکاؤں گا اور تجھے معلوم ہو جائے کہ ان میں سے اکثر شکر گذار بندے نہیں ہیں اور اس کے لیے تمام وسائل کو بروئے کار لاؤں گا اور ان کی نگاہ میں ہر طرح کے جرم و برے کاموں کو اچھا بنا کر پیش کروں گا اور انھیں وعدہ اور امیدوں کے جال میں پھنساؤں گا البتہ وہ لوگ جو تیرے مخلص بندے ہیں وہ میرے گمراہ کرنے سے امان میں

۱۔ نہج البلاغہ فیض خطبہ ۲۳۴۔

رہیں گے۔

خداوند عالم نے آدمؑ اور ان کی اولاد کو شیطانی فریب کاری کا شکار نہ ہونے سے خبردار کیا اور قدم قدم پر انھیں یاد دلایا کہ وہ شیطان کے شر سے جو ان کا کھلا ہوا دشمن ہے ہوشیار رہیں اور شیطان انھیں راہ راست سے ہٹا کر گمراہ نہ کر دے۔

خلقت حضرت حوّاؑ:

حضرت آدمؑ کی خلقت ہوئی اور خدا نے انھیں مسجود ملائکہ بنایا اور وہ اس بلند مقام پر پہونچے کہ انھیں حق کی الٰہی خلافت کا ذمہ دار بنایا گیا لیکن زندگی گذارنے کے لیے انھیں طرح طرح کی ضرورتیں لاحق تھیں اس کے علاوہ وہ تنہائی کے شکار تھے انھیں بہرحال ایک ہمدم اور مونس کی ضرورت تھی جو انھیں قلبی سکون فراہم کرتا اور تنہائی دور کرتا دوسرے اس خلقت آدمؑ کا مقصد صرف اور صرف آدمؑ کی پیدائش نہیں تھی بلکہ خدا ان کے ذریعہ سے دوسری نسلوں اور بہت سے انسانوں کو پیدا کرنا چاہتا تھا تا کہ اس نوع خلقت میں پائے جانے والے اصلی اور واقعی گوہر جو اخلاص وتقویٰ کا مظہر ہوں انھیں نکال کر فرشتوں کو دکھلائے۔

خداوند عالم نے جناب حوّاؑ کو حضرت آدمؑ کی بچی ہوئی مٹی سے پیدا کیا اور جس طرح آدمؑ کو پیدا کر کے ان کے پیکر میں روح پھونکی تھی اسی طرح حوّاؑ کو پیدا کیا اور ان کے وجود میں آنے سے حضرت آدمؑ کو سکون حاصل ہوا اور تنہائی کی وحشت سے انھیں نجات ملی اور انھیں جو کھانے پینے اور رہنے کی ضرورت تھی

اسے پورا کرنے کے لیے جنّت کو مباح قرار دیا اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: اور ہم نے کہا اے آدمؑ اب تم اپنی زوجہ کے ساتھ جنّت میں ساکن ہو جاؤ اور جہاں چاہو آرام سے کھاؤ صرف اس درخت کے قریب نہ جانا کہ اپنے اوپر ظلم کرنے والوں میں ہو جاؤ گے۔

(بقرہ/۳۵)

تو ہم نے کہا کہ آدمؑ یہ تمہاری اور تمہاری زوجہ کا دشمن ہے کہیں تمہیں جنّت سے نکال نہ دے کہ تم زحمت میں پڑ جاؤ۔

(طٰہٰ/۱۱۷)

حضرت آدمؑ و حوّا نے اس فرمان کی وجہ سے جنّت میں خلوت اختیار کی اور بہشتی نعمتوں اور لذّتوں سے بہرہ مند ہونے لگے اور شیطان جس کی تمام تر بدبختیاں اس کی نگاہ میں آدمؑ کی وجہ سے ہوئی تھیں ان کا کینہ و بغض دل میں لیے ہوئے تھا خود حضرت آدمؑ اور ان کی اولاد کو بہر صورت بہکانے میں لگا ہوا تھا اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ان کی کمزوریوں کی تلاش میں لگا ہوا تھا جب اسے اس مخصوص درخت کے سلسلہ میں خدا کی ممانعت کا پتہ چلا تو ایک ہمدرد کی شکل میں انھیں نصیحت کرنے آ گیا اور کہا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہیں ایک ہمیشگی کے درخت اور پرانی نہ ہونے والی سلطنت کی راہنمائی کروں؟ ایک دوسری روایت کے مطابق دونوں کو مخاطب کر کے کہا:

تمہارے پرودگار نے تم کو صرف اس لیے اس درخت سے نزدیک ہونے کے لیے منع کیا ہے کہ کہیں تم دونوں فرشتے یا حیات جاودانی کے مالک نہ ہو جاؤ

اگر تم اس درخت سے کھا لو تو فرشتے بن جاؤ گے اور ہمیشہ اس جنّت میں رہو گے۔ اور اپنی اس بات میں مزید زور پیدا کرنے کے لیے اس نے جھوٹی قسم کا بھی اضافہ کیا کہ میں اس معاملہ میں صرف تمہاری خیر خواہی کے لیے زور دے رہا ہوں۔

روایات میں ہے کہ شیطان پہلے آدمؑ کے پاس آیا اور انھیں جتنا فریب دینا چاہا اور وسوسہ کیا اس کا ان پر کچھ بھی اثر نہیں ہوا تو جناب حوّا کے پاس گیا اور انھیں اپنی دل فریب باتوں میں لگا لیا اور پھر ان کے ذریعہ حضرت آدمؑ پر زور ڈالا اس درخت کے بارہ میں زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے بعض لوگوں نے اسے درخت گندم اور بعض نے انگور اور کچھ لوگوں نے عنّاب کا درخت بتایا ہے۔

بہر حال جس طرح بھی ممکن ہوا شیطان نے آدمؑ کو اس درخت کے قریب جانے پر آمادہ کر لیا جس کی وجہ سے وہ جنّت کی سکونت اور بہشتی نعمتوں کے استفادہ سے محروم ہو گئے اور اس کے بعد خدا کی طرف سے ان سے خطاب ہوا تم دونوں یہاں سے نیچے اتر جاؤ سب ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے اس کے بعد اگر میری طرف سے ہدایت آ جائے تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ گمراہ ہوگا ورنہ پریشان اور جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا اس کے لیے زندگی کی تنگی بھی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا محشور کریں گے وہ کہے گا کہ پروردگار یہ تو نے مجھے اندھا کیوں محشور کیا ہے جبکہ میں دار دنیا میں صاحب بصارت تھا۔

اور یہ کہ آیا وہ جنّت کہاں تھی زمین میں تھی یا آسمان میں، جس کا بندوں سے

وعدہ کیا گیا ہے وہ تھی یا اس کے علاوہ کوئی اور جنت ہے وہ مادّی تھی یا معنوی؟ اس کے بارہ میں خدا بہتر جانتا ہے۔ بہر حال جو کچھ بھی تھا آدمؑ وحوّا کو ملی ہوئی بہشتی نعمتیں چھن گئیں اور انھیں جنت سے نکال کر مصائب و آلام سے بھری ہوئی دنیا میں اتار دیا گیا اور اس چیز کے ذریعہ شیطان نے بہت بڑا انتقامی حربہ انسانیت کے خلاف استعمال کیا اور اپنی دشمنی دونوں کے لیے ظاہر کردی۔ خداوند عالم اس داستان کو نقل کرتے ہوئے اولاد آدمؑ کو خبردار کرنا چاہتا ہے کہ ہوشیار رہو اور شیطان سے دھوکہ نہ کھاؤ اس نے جس طرح تمہارے ماں باپ کے فریب دے کر جنت سے باہر نکلوا دیا ہے۔ اس مقام پر فرمایا:

یا بنی ادم لا یفتننّکم الشّیطان کما اخرج ابویکم من الجنّة۔[1]

حدیث میں ہے کہ جب آدمؑ زمین پر اترے تو جبرئیلؑ ان کے پاس آئے اور پوچھا: اے آدمؑ کیا خدا نے تمہیں اپنی قدرت کے ذریعہ خلق نہیں فرمایا تھا اور تمہارے پیکر میں اپنی روح نہیں داخل کی تھی اور فرشتوں کو تمہارے سجدہ کا حکم نہیں دیا تھا تو اس نے جو تمہیں فضیلت اور درجہ بخشا اس کے باوجود تم نے اس کی کیوں نافرمانی کی؟ آدمؑ نے جواب دیا: اے جبرئیل! شیطان فریب کی راہ سے آیا اور اس نے میرے سامنے قسم کھائی کہ وہ دل سوزی اور مہربانی سے میرا خیر خواہ

۱۔ اعراف/ ۲۷، اے اولاد آدم شیطان تمہیں بھی نہ بہکادے جس طرح تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکال لیا۔

ہے اور میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی خدا کی جھوٹی قسم بھی کھا سکتا ہے۔[1]

۱۲۶۔ جنید بغدادی کی شیطان سے گفتگو: (بہانہ بازی)

جنید بغدادی کہتے ہیں مجھے شیطان سے ملاقات کا شوق تھا ایک دن میں مسجد کے دروازہ پر کھڑا تھا کہ ایک بوڑھا دور سے آتا ہوا دکھائی دیا جب قریب آ گیا تو اسے دیکھ کر وحشت ہوئی میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں تمہاری امید و آرزو شیطان ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا: اے لعنتی تو نے آدمؑ کو کیوں سجدہ نہیں کیا۔

اس نے کہا: اے جنید! میں نے غیر خدا کو سجدہ کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

جنید کہتے ہیں میں اس کے جواب پر متحیر رہ گیا کہ بات تو صحیح لگتی ہے لیکن اچانک میرے ذہن میں یہ بات آئی گویا کوئی مجھے آواز دے کر بتا رہا تھا کہ تم اس کے جواب میں کہہ دو کہ تم جھوٹ بولتے ہو اگر تم خدا کے خالص بندہ ہوتے تو حکم خدا کو بجا لاتے اور اس کے حکم سے سرکشی نہ کرتے اور اس بات کی ضرورت نہ ہوتی کہ تم اس بہانہ سے خدا کا تقرب تلاش کرو۔

جب ابلیس نے یہ بات سنی تو ایک چیخ ماری اور کہا: اے جنید خدا کی قسم تم نے میری جان جلا دی اور یہ کہہ کر غائب ہوگیا۔[2]

۱۔ قصص قرآن یا تاریخ انبیاء قصہ حضرت آدمؑ وحوّا۔

۲۔ تذکرۃ الاولیاء جلد ۲ ص ۱۳۔

۱۲۷۔ داستان ہابیل وقابیل اور شیطان: (حسد)

خلقت کے بعد آدمؑ وحوا نے خدا کے حکم سے شادی کی اور ان سے بہت اولادیں پیدا ہوئیں جن میں سے ہابیل وقابیل بھی ہیں۔

کچھ دنوں بعد خداوند عالم نے آدمؑ کو وحی کی کہ نبوّت کی میراث، جانشینی، اسم اعظم اور وہ اسماء جن کی تعلیم میں نے تمہیں دی تھی اور ہر وہ چیز جس کی لوگوں کو ضرورت ہو ہابیل کے سپرد کر دو۔ آدمؑ نے حکم کی تعمیل کی اور جب اس بات کا قابیل کو پتہ چلا تو اسے حسد ہو گیا اور غصہ میں حضرت آدمؑ کے پاس آیا اور کہنے لگا: بابا جان کیا میں ہابیل سے عمر میں بڑا اور اس منصب کے لیے موزوں نہیں تھا جو آپ نے یہ منصب ہابیل کے حوالہ کر دیا۔ جناب آدمؑ نے فرمایا: بیٹا یہ سارا معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے منصب عطا کرتا ہے تم اگرچہ ہابیل سے عمر میں بڑے ہو لیکن اس نے ہی ہابیل کو اس عہدہ کے لیے منتخب کیا اگر تمہیں میری بات پر یقین نہ ہو تو دونوں اس کی بارگاہ میں قربانی پیش کرو جس کی قربانی اس کی بارگاہ میں قبول ہو جائے وہ دوسرے کی بہ نسبت اس منصب کے لیے خدا کی نگاہ میں زیادہ موزوں ہے اور قربانی کے اس کی بارگاہ میں مقبول ہونے کی اس زمانہ میں پہچان یہ تھی کہ ایک آگ آ کر اس قربانی کو خاک کر دیتی تھی۔

قرآن کے بیان مطابق ہابیل وقابیل نے اپنی اپنی قربانی پیش کی قابیل چونکہ زراعت کرتا تھا لہٰذا اس نے تھوڑے سے ردّی قسم کے گیہوں کو خدا کی بارگاہ میں رکھا اور ہابیل چونکہ گوسفند وغیرہ پالتے تھے لہٰذا انھوں نے اپنے گلّے سے

ایک موٹی اور چاق وچوبند بھیڑ قربانی کے لیے جدا کی۔ اس وقت آگ آئی اور اس نے ہابیل کی قربانی کو خاکستر کر دیا ور قابیل کی قربانی یونہی پڑی رہی، قابیل کو اس واقعہ سے زبردست جھٹکا گیا، شیطان نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور قابیل کے پاس آ کر کہنے لگا:

اس ناکامی کی ابھی تو کوئی اہمیت نہیں ہے کیونکہ ہابیل تمہارا بھائی ہے لیکن جب اس کے بعد تم دونوں کی نسلیں چھیں گی تو ہابیل کی اولاد تمہاری اولاد پر فخر کرے گی اور کہے گی کہ ہم اس کے بیٹے ہیں جس کی قربانی قبول ہوگئی لیکن تمہارے باپ کی قربانی قبول نہیں ہوئی اگر تم ہابیل کو قتل کر دو تو تمہارے باپ مجبوراً وہ عہدہ تمہارے حوالہ کر دیں گے، اس طرح اس مردود نے قابیل کو ہابیل کے قتل پر آمادہ کر دیا جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن کریم کی سورۂ مائدہ آیت ۲۷-۳۱ میں پورے واقعہ کو بیان فرمایا ہے۔

آخرکار شیطان نے قابیل کو ہابیل کے قتل پر آمادہ کر ہی دیا اور حسد نے اپنا کام کیا اور عقل، بھائی کی محبت، خدا کا خوف اور ماں باپ کے حقوق وغیرہ میں سے کوئی چیز اس کی راہ نہ روک سکی اور اس نے عجلت میں بھائی کو قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اس کی تاک میں رہنے لگا یہاں تک کہ ہابیل اپنے کام میں لگے ہوئے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ ہابیل ایک پہاڑ پر سو رہے تھے تو قابیل آیا اس نے ایک پتھر اٹھایا اور ان کے سر پر پٹخ کر ان کا کام تمام کر دیا۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں۔

"لا راحة لحسود"

'حاسد شخص کو کسی بھی صورت چین وسکون نہیں ہوتا'۔[۱]

اس طرح قابیل شیطانی وسوسہ میں پڑ کر حسد کی وجہ سے اپنے بھائی ہابیل کے قتل کا مرتکب ہوا اور روئے زمین پر پہلا ناحق خون بہایا گیا۔[۲]

حضرت امیر المؤمنینؑ اپنے ایک جملہ میں فرماتے ہیں:

الحسد منقصه ابلیس الکبریٰ

حسد شیطان کا سب سے زیادہ کارگر حربہ ہے۔[۳]

۱۲۸۔ شیطانی کینہ: (فریب اور جھوٹی قسم)

ایک عارف نے کہا شیطان ملعون نے تمہارے ماں باپ آدمؑ وحوا کے سامنے قسم کھائی کہ وہ ان کا خیر خواہ ہے تو دیکھ اس نے ان دونوں کے ساتھ کیا کیا لیکن شیطان نے تمہاری گمراہی پر کمر باندھ رکھی ہے۔

جیسا کہ خداوند عالم نے اس کی حکایت کرتے ہوئے فرمایا:

فبعزّتك لاغوينّهم اجمعين۔[۴]

'تیری عزّت وجلال کی قسم میں سب کو گمراہ کروں گا'۔

۱۔ غرر الحکم جلد ۶ ص ۳۴۶۔

۲۔ قصص قرآن یا تاریخ انبیاء جلد ۱ ص ۲۲، فرزندان آدمؑ۔

۳۔ غرر الحکم جلد ۱ ص ۳۹۴۔

۴۔ ص/۸۲۔

اب تم کیا سمجھتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ کیا کرے گا لہٰذا تمہیں اس کے مکر وکینہ سے دوری اختیار کرنا چاہیئے۔[۱]

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

غرور الشّيطان يسوّل ويطمع.

'شیطان کا فریب انسان کو گمراہ کر کے لالچ میں ڈالتا ہے'۔[۲]

۱۲۹۔ کفر کی جڑیں: (حسد، حرص، غرور)

کہا جاتا ہے کہ آسمان پر پہلا گناہ جو ہوا ہے وہ حسد کا ہے جس کی وجہ سے ابلیس ہمیشگی کی لعنت سے دوچار ہوا۔

پھر سب سے پہلا گناہ زمین پر جو صادر ہوا وہ بھی حسد کی وجہ سے ہے جو قابیل نے ہابیل سے کیا تھا یہاں تک کہ اس نے ہابیل کو قتل کر دیا اور اہل دوزخ کا نصف عذاب اس کے حصہ میں آیا اور انسان کو اس بات کی طرف متوجہ رہنا چاہیئے کہ جس شخص نے حسد کیا گویا اس نے خداوند عالم پر اعتراض کیا کہ فلاں شخص کو فلاں چیز کیوں دی گئی ہے اور مجھے کیوں نہیں دی گئی یہی وجہ ہے کہ ایک پیر طریقت نے کہا: جو شخص جانتا ہے کہ خدا نے نصیب اور قسمت میں غلطی نہیں کی وہ حسد سے دور ہے۔

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ شیطان اپنے لشکریوں سے کہتا ہے کہ

۱۔ کشکول شیخ بہائیؒ دفتر سوم۔

۲۔ غرر الحکم جلد ۳ ص ۳۷۸۔

آدمیوں کے درمیان حسد اور غرور کا بیج بوؤ اس لیے کہ یہ بری صفت خداوند عالم کے نزدیک شرک کے برابر ہے۔[1]

امام صادق علیہ السلام ایک دوسرے جملہ میں فرماتے ہیں: کفر کی جڑیں تین ہیں: حرص، غرور اور حسد۔

حضرت آدمؑ کو جب اس درخت سے کھانے کو منع کیا گیا تو ان کی حرص نے اس وقت ان کو اس درخت سے کھانے پر آمادہ کیا۔

تکبر کی ابتداء شیطان کے قصہ سے شروع ہوتی ہے کہ جب اسے سجدہ کا حکم دیا گیا تو اس نے سرکشی کی اور حسد کا آغاز فرزندانِ آدمؑ ہابیل اور قابیل کی داستان سے ہوا جب ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔[2]

اسی سلسلہ میں امام سجادؑ ایک روایت کے مطابق فرماتے ہیں:

خدا کی سب سے پہلی نافرمانی غرور کی وجہ سے ہوئی اور وہ شیطان کی نافرمانی تھی جب اس نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا اور کافروں میں ہو گیا تھا۔

دوسرے لالچ اور حرص ہے جو حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کے ترک اولیٰ سے متعلق ہے جب انھوں نے درخت کے قریب نہ جانے کے خدا کے حکم کو اہمیت نہ دی اور وافر نعمتوں کے باوجود اس درخت کے نزدیک ہوئے ان کی یہ عادت ان کی اولاد میں ہمیشہ کے لیے رخنہ ڈالتی رہے گی یہی وجہ ہے کہ آدمی اپنی

۱۔ اصول کافی جلد ۴ ص ۱۹۔
۲۔ اصول کافی جلد ۳ ص ۳۹۶۔

ضرورت سے زیادہ کا طلب گار رہتا ہے۔

ایک اور صفت حسد ہے جو آدمؑ کے بیٹے قابیل کے اندر پیدا ہوئی اور اس نے اس کے بھائی ہابیل کو قتل کرا دیا۔[1]

۱۳۰۔ آتش پرستی: (جہل)

جس وقت جناب ہابیل کی قربانی قبول ہوئی اور قابیل نے یہ دیکھا کہ آگ سے جلا کر وہ قربانی قبول کی گئی ہے اور اس کی قربانی ٹھکرا دی گئی تو وہ جل گیا۔ شیطان کہ جو انسان کی سعادت کا سب سے بڑا دشمن ہے وہ موقع پا کر قابیل کے پاس آیا اور اس نے یہ کہا: اے قابیل تم نے دیکھا کہ تمہارے بھائی ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی اور تمہاری قربانی ٹھکرا دی گئی اس کی وجہ یہ ہے کہ تمہارا بھائی ہابیل آگ کی پرستش کرتا تھا تم بھی اگر اپنی قربانی قبول کروانا چاہتے ہو تو آگ کی پرستش کرو۔

قابیل نے شیطان کی بات پسند کی لیکن اس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ میں اس آگ کی پرستش نہ کروں گا جس نے ہابیل کی قربانی قبول کی ہے بلکہ دوسری آگ کی عبادت و ستائش کروں گا اور عبادت میں اتنی محنت کروں گا کہ میری بھی قربانی قبول ہو جائے اس کے بعد اس نے شیطان کی ہدایت پر آتش کدہ بنایا اور اس میں بہت سی قربانیاں ڈال دیں اور ایسے آتش پرستی میں مشغول ہو گیا اور خدا اسے بالکل اس طرح غافل ہو گیا کہ اس کی اولاد کو آتش پرستی کے علاوہ بطور

۱۔ اصول کافی جلد ۳ ص ۱۹۷۔

وراثت کوئی چیز اس سے نہ ملی اور وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ آتش پرستی کا مکمل رواج ہوگیا۔

بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ آتش پرستی کا رواج حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے شروع ہوا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب نمرود حضرت ابراہیمؑ سے بحث و مباحثہ میں عاجز ہوگیا تو اس نے آگ جلا کر انھیں اس میں ڈال دیا اور آپ نہ جلے تو شیطان آدمی کی شکل میں لوگوں کے پاس آیا اور کہنے لگا:

چونکہ ابراہیمؑ آگ کا احترام کرتے تھے اس لیے اس نے انھیں نہیں جلایا لہٰذا تم لوگ بھی اس سے امان میں رہنا چاہتے ہو تو آگ کا احترام کرو، شیطان کے اسی وسوسہ سے آتش پرستی کا رواج ہوا اور مذکورہ بالا روایت کہ جس میں بتایا گیا ہے کہ قابیل نے آتش پرستی ایجاد کی ہے تو شاید اسی نے ایجاد کی ہو لیکن ایک زمانہ کے بعد وہ ذہنوں سے محو ہوگئی اور حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ میں دوبارہ اس نے رواج پیدا کیا ہو۔[1]

۱۳۱۔ بُڑھیا اور شیطان: (فتنہ پروری اور چغل خوری)

ایک دن ایک بُڑھیا اور شیطان کی ملاقات ہوگئی۔ بُڑھیا نے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں شیطان ہوں۔ ایک دوسرے سے تعارف کے بعد بُڑھیا نے کہا یہ بتاؤ سماج اور معاشرہ کے لیے تم زیادہ نقصان دہ ہو یا میرا فتنہ؟ طے نہ ہونے کی صورت میں قرار پایا کہ ہر روز سورج غروب ہونے کے وقت دونوں

۱۔ علل الشرائع جلد ۱ ص ۱۳ باب ۲

اکٹھا ہوں گے اور اپنی اپنی کارگردگی بیان کریں گے تاکہ فیصلہ ہو سکے کہ دونوں میں زیادہ خطرناک کون ہے؟ اس قول و قرار کے بعد دونوں اپنے اپنے راستے چلے گئے۔

اس دن ایک جگہ شادی کی تقریب تھی بڑھیا نے اپنے ہاتھوں میں رنگ لگایا اور دولہن کے پاس آئی اور اسے بڑی محبت سے گلے لگایا اس کے گلے میں بانہیں ڈالیں اور بہت زیادہ اس سے اظہار محبت کیا اور کہا افسوس ہے تجھ خوبصورت دولہن پر جو ایسے شوہر کے پلّے باندھی گئی ہے۔ اس کے بعد وہ دولہا کے پاس آئی اور کہا کہ تم یہاں بیٹھے ہو اور تمہاری بیوی اپنے رنگ ریز عاشق کے ساتھ رنگ رلیاں منا رہی ہے میں ابھی اپنی ان آنکھوں سے دیکھ کر آ رہی ہوں کہ وہ تمہاری بیوی کے گلے میں بانہیں ڈالے ہوئے تھا۔

دولہا بے چارہ بھاگ کر دولہن کے پاس آیا تو اس نے دیکھا کہ واقعی دولہن کی گردن اور اس کے کپڑوں پر رنگ لگا ہوا ہے اسے بڑی غیرت آئی اور اس نے فوراً دولہن کو مار ڈالا۔ بڑھیا اس کامیابی کے بعد دولہن کے گھر والوں کے پاس گئی اور انھیں دولہا کے ہاتھوں دولہن کے مارے جانے کی خبر دی کہ یہاں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہو تمہاری بیٹی قتل کر دی گئی۔ دولہن والوں کو غصہ آیا اور انھوں نے دولہا کو ٹھکانے لگا دیا پھر وہ بُڑھیا دولہا کے رشتہ داروں کے پاس آئی اور کہا: تم لوگوں کو کچھ خبر بھی ہے تمہارے لڑکے کو اس کے سسرال والوں نے مار ڈالا۔ اس خبر سے دولہا دولہن کے خاندان والے ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے اور قتل و خون کا بازار گرم ہوگیا۔

اس واقعہ کے بعد بڑھیا نے غروب آفتاب کے وقت دیکھا کہ شیطان ایک دروازہ کے پیچھے ایک نامحرم زن و مرد کو فریب دے کر حرام کاری پر آمادہ کر رہا ہے۔

بڑھیا نے اس سے پوچھا صبح سے اب تک کیا کیا؟ اس نے کہا ابھی تک تو کچھ بھی نہیں کر پایا۔ بڑھیا نے کہا لعنت ہو تجھ پر صبح سے اب تک میں نے کتنے آشوب کتنے فتنے اور کتنی خوں ریزی برپا کر دی اور تم نے ابھی تک کوئی کام ہی انجام نہیں دیا۔

شیطان نے ڈانٹا اور کہا: جب تک یہ دونوں عورت مرد حرام کام پر آمادہ نہ ہونگے تب تک تیرے جیسی فتنہ جو، آشوب گر، چغل خور اور مکار حرام اولاد نہ پیدا ہوگی جو اتنے فتنے پیدا کرے۔[۱]

حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

'شیطان ضلالت و گمراہی کی راہیں تمہارے لیے آسان بناتا ہے اور ایک کے بعد دوسری گرہ کھول کر دین میں تمہاری پائیداری کو سست کرتا ہے تاکہ تم حقائق سے دست بردار ہو کر کافر ہو جاؤ اور وہ اجتماع و اتحاد کے برخلاف تم میں پھوٹ ڈال کر فتنہ و فساد پیدا کرتا ہے، تم اس کے وسوسوں سے بچو۔'[۲]

۱۔ راہنمائے بہشت ص ۱۹۰

۲۔ نہج البلاغہ فیض خطبہ ۱۲۰ ص ۳۷۶

۱۳۲۔ شیطان سے بھی بُرے لوگ: (چغل خور اور مکّار)

قاضی قضاعی کتاب شرح شہاب الاخبار میں نقل کرتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ: چغل خور روئے زمین پر خدا کی بدترین مخلوق ہے کیونکہ وہ اپنی کارستانیوں سے لوگوں کے درمیان ایسا آشوب پیدا کرتا ہے جو شیطان بھی نہیں کر سکتا کیونکہ شیطان صرف وسوسہ کر سکتا ہے اور بس۔[۱]

حدیث معراجیہ میں حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ سے نقل فرماتی ہیں کہ حضرتؐ نے بیان کیا:

'میں نے شب معراج اپنی امت کی بعض عورتوں کو مختلف سخت عذابوں میں گرفتار دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک عورت کہ جس کا سر سُور اور بدن گدھے کی طرح ہے اور طرح طرح کے عذاب میں مبتلا ہے وہ اس طرح کے عذاب میں اس لیے گرفتار تھی کیونکہ وہ چغل خوری کرتی تھی۔'[۲]

ایک دوسری حدیث میں رسول اکرمؐ نے فرمایا:

'میری امت کے کچھ لوگ قیامت کے دن دس گروہوں میں تقسیم ہو کر محشور ہوں گے جس کے بعض لوگ بندر کی صورت میں ہوں گے اور اس کی وجہ ان کی چغل خوری کی عادت ہے۔'[۳]

۱۔ شرح شہاب الاخبار ص ۱۷۳۔

۲۔ عیون الاخبار الرضا جلد ۲ ص ۱۰، فصل ۳۰، بحار الانوار جلد ۸ ص ۳۰۹۔

۳۔ تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰ ص ۷۲۳۲، بحار جلد ۷ ص ۸۹۔

چغل خوری اور اِدھر اُدھر کی لگانے کی عادت مکر وحیلہ کے ایسے اسباب میں سے ہیں جو لوگوں کے درمیان تفرقہ اور فتنہ پیدا کرتے ہیں اور جو لوگ' لوگوں میں فتنہ پیدا کرتے ہیں وہ ایسے شیطان صفت ہیں جو بظاہر آدمی دکھائے دیتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام دو جملوں میں فرماتے ہیں:

'المکور شیطان'

مکر کرنے والا شیطان ہے۔[1]

'المکور شیطان فی صورۃ انسان'

مکار آدمی انسان کی صورت میں شیطان ہے۔[2]

۱۳۴۔ شیطانی جال: (غرور وافتخار)

شیخ شبلی کہتے ہیں: ایک دن ابلیس میرے پاس آیا اور اس نے کہا: اے شیخ ہوشیار رہو کہیں یہ حال اور عبادت' اطاعت اور خدا سے ذکر ومناجات تمہیں مغرور نہ بنادے کیونکہ یہ غرور تمہارے لیے خیالات اور آفات کی مصیبت لائے گا جس کے نتیجہ میں تم اپنے خدا سے غافل ہو کر گمراہ ہو جاؤ گے اور ہلاکت سے دوچار ہوگے۔

شیخ علی سہل اصفہانی کہتے ہیں: اپنے نیک اعمال پر مغرور ہونے سے پرہیز کرو کیونکہ یہ غرور ایسا شیطان ہے جو تمہارے اعمال کی تباہی' نیت اور اسرار

۱۔ غرر الحکم جلد ۱ ص ۵۴ وص ۳۸۱۔

۲۔ غرر الحکم جلد ۱ ص ۵۴ وص ۳۸۱۔

باطن کے فساد کا باعث ہوگا۔[1]

کتاب فتوت نامہ سلطانی کے مؤلف کہتے ہیں: اگر تم سے ارکان فتوت پوچھے جائیں تو کہو کہ ان ارکان میں سے ایک باطنی رکن "عُجب ونخوت" کی نفی ہے یعنی آدمی چاہے جتنے اچھے اعمال انجام دے لیکن اس پر مغرور نہ ہو اور خود پسند نہ بن جائے کیونکہ ابلیس عُجب ونخوت کی وجہ سے ابدی لعنت کا شکار ہوا ہے۔[2]

شیخ جلیل القدر، عارف باللہ حاج میرزا جواد ملکی تبریزی قدس سرّہٗ کتاب اسرار الصلوٰۃ میں تحصیل علوم' مطالعہ' ذکر' نماز اور مناجات میں سستی اور کوتاہی سے متعلق فرماتے ہیں: بعض لوگوں کو شیطان داہنی طرف سے آکر بہکاتا ہے اور انھیں اس خیال سے کہ مطالعہ، نماز شب اور ذکر ومناجات سے افضل ہے اس عظیم فضیلت سے انھیں محروم کردیتا ہے اور اکثر اوقات وہ آدھی رات تک مطالعہ میں لگا رہتا ہے اور اس کی صبح کی نماز بھی قضا ہو جاتی ہے اور وہ اسی بات میں خوش رہتا ہے کہ مطالعہ، نماز پر بھی فضیلت رکھتا ہے اور یہ چیز غرور اور فریب سے زیادہ کچھ نہیں ہے کیونکہ علم کا حصول اگرچہ جسمانی عبادت پر برتری رکھتا ہے لیکن اس کے بھی شرط وشروط ہیں جنھیں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ (یعنی مطالعہ کو اسی وقت بافضیلت مانا جائے گا جب وہ اطاعت، عبادت' نماز، ذکر اور مناجات سے نہ

۱۔ تذکرۃ الاولیاء جلد ۲ ص ۱۴۲ وص ۹۳۔

۲۔ فتوت نامہ ص ۲۶ - ۲۴

صرف یہ کہ روکے نہیں بلکہ اس میں اضافہ کا سبب ہو)۔[1]

اور الٰہی نعمتوں کی نسبت غرور وافتخار اور انسان کا مغرور ہونا، پیغمبر اسلامؐ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ شیطان کے بہت سے جال ہیں منجملہ ان کے یہ ہے کہ لوگ الٰہی نعمتوں سے مغرور ہو جائیں اور اس کی عطا وکرم پر افتخار کرنے لگیں اور اس کے ذریعہ بندگان خدا پر افتخار کریں اور مغرور ہو جائیں اور نتیجہ میں شیطانی امور کی پیروی کریں۔[2]

شیطان کا ایک لقب غرور ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نفس پرستی، خود پرستی، خود ستائی اور خود فریفتگی کو چاہتا ہے جبکہ اس کا نتیجہ بدی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔[3]

۴۳۱۔ اچھے کاموں کی طرف شیطان کی دعوت: (علم بلا عمل)

ایک دن پیغمبر اسلامؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

اَلشَّیطَانُ ربما سبقکم بالعلم

شیطان علم ودانش کے ذریعہ تمہیں فریب دیتا اور تم پر سبقت لے جاتا ہے۔

اصحاب نے پوچھا: یا رسول اللہ کیونکر علم ودانش کے ذریعہ ہم پر سبقت لے جاتا ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا:

۱۔ اسرار الصلوٰۃ ص ۴۶۰۔
۲۔ نہج الفصاحۃ ص ۱۷۸۔
۳۔ مجموعہ ورام جلد ۲ ص ۲۹۶۔

شیطان تم سے کہتا ہے: جتنا ہو سکے علم حاصل کرو اور کسی کام اور عمل کی طرف متوجہ نہ ہو یہاں تک کہ تمہارا علم ودانش زیادہ ہو جائے اور تم عالم اور دانشور ہو جاؤ جس وقت تم اس منزل پر فائز ہو گئے اس وقت عمل خیر اور عبادت میں لگو۔

اس کے بعد حضرتؐ نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

اس وقت وہ بیچارا غافل اور فریب خوردہ شیطان کے اس وسوسہ میں پڑ کر پوری عمر مطالعہ تحقیق اور تحصیل علم میں گذار دیتا ہے یہاں تک کہ اس کی عمر تمام ہو جاتی ہے اور وہ دنیا سے چلا جاتا ہے اور اس کے پاس کوئی ایسا عمل جو تقرب خدا کا سبب ہو نہیں ہوتا۔[1]

اچھائیوں کے ذریعہ انسانوں کو فریب اور دھوکہ دینے کی راہوں میں سے یہ ایک راہ ہے۔

عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں علم، معلومات کی زیادتی، زیادہ مطالعہ، تحقیق اور درس پڑھنا نہیں ہے بلکہ علم ودانش کا تعلق عمل، تقویٰ اور خوف خدا سے ہے۔[2]

سعدی شیرازی کہتے ہیں: کسی سے پوچھا گیا کہ عالم بے عمل کی مثال کیا ہے۔ تو اس نے جواب دیا وہ ایسا ہی ہے جیسے بغیر شہد کے مکھی۔[3]

حضرت علیؑ نے فرمایا:

۱۔ عوارف المعارف ص ۱۹۔
۲۔ عوارف المعارف ص ۲۰۔
۳۔ گلستان سعدی۔

علم بلا عمل کشجر بلا ثمر

علم بے عمل بے ثمر درخت کے مانند ہے۔[1]

حضرت علیؑ نے فرمایا:

علم لا ینفع کدواء لا ینجع

بے فائدہ علم اس دوا کے مانند ہے جو شفا نہ دے۔[2]

شیخ شہاب الدین سہروردی کہتے ہیں: میں نے ایک بزرگ کو اپنے مرید اور شاگرد کو نصیحت کرتے ہوئے سنا: کہ اب تم اس منزل پر پہونچ گئے ہو کہ شیطان شر اور بدی (اعمال بد) کے ذریعہ تم پر قابو نہیں پا سکتا البتہ ہوشیار رہنا کہ کہیں وہ تمہیں خیرات اور نیک اعمال کے ذریعہ وسوسہ کر کے فریب نہ دے دے۔[3]

۱۳۵۔ شیطان کی شکارگاہ: (عقاید اور احکام)

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا:

شیطان ملعون مختلف راستوں خاص کر نیک کاموں اور اسلام کے صحیح عقاید اور احکام کی راہ میں تاک لگا کر بیٹھ جاتا ہے اور اسے وسوسہ کر کے گمراہ کرتا ہے اور کبھی اسلام کے راستہ سے وارد ہو کر اس کے ایمان اور عقیدہ کی راہ پر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کیا تم اسلام قبول کرنا

۱۔ غرر الحکم جلد ۴ ص ۳۵۰۔

۲۔ غرر الحکم جلد ۴ ص ۳۵۰۔

۳۔ عوارف المعارف ص ۶۰۔

چاہتے ہو اور اپنے آباء واجداد کے دین کو چھوڑ دینا چاہتے ہو۔ لہٰذا اس شخص کو اسلام لانے سے روکنے کے لیے ان جملوں سے وسوسے کرتا ہے لیکن مسلمان آدمی یا وہ شخص جو اسلام لانا چاہتا ہے وہ اس کے وسوسہ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنا کام کرتا ہے اور اس ملعون کی پیروی نہیں کرتا، جب اسلام قبول کرنے کے بعد مسلمان دین خدا کی مدد کے لیے اپنے وطن سے ہجرت کرنا چاہتا ہے تو وہ ملعون دوبارہ آتا ہے اور اسے ہجرت کے عمل سے روکتا ہے اور کہتا ہے: تم اپنے گھر اور وطن سے جا رہے ہو اپنی زمین اور آب و ہوا کو چھوڑ رہے ہو اس وقت بھی مسلمان اس ملعون کے وسوسہ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنا کام انجام دیتا ہے اور اس کی نافرمانی کرتے ہوئے اسلام کی راہ میں ہجرت کرتا ہے۔ اس کے بعد جب مسلمان مکتب اسلام کی حمایت میں دشمنوں کے مقابلہ میں کھڑا ہو جاتا ہے اور جنگ و جہاد کے لیے اپنی آمادگی ظاہر کرتا ہے تو وہ مجاہد شخص سے کہتا ہے: جنگ و جہاد میں مرنے جا رہے ہو پتہ ہے کیا ہوگا تمہاری جان بھی جائے گی اور تمہارا مال بھی تباہ ہوگا۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارے مرنے کے بعد تمہاری بیوی سے کوئی دوسرا شادی رچائے اور رشتہ دار تمہارے مال کو آپس میں بانٹ کر خرچ کر ڈالیں؟ حقیقی مجاہد ان سب باتوں کی پرواہ کیے بغیر خدا کی راہ میں جنگ و جہاد کے لیے نکل کھڑا ہوتا ہے اور جہاد کرتا ہے۔

اسکے بعد آں حضرتؐ نے فرمایا:

جو شخص شیطان کی اطاعت اور پیروی نہ کرے اور وسوسوں کے برخلاف عمل کرتے ہوئے مرجائے تو خدا پر واجب ہے کہ اسے جنت میں لے جائے۔

ابلیس کے وسوسوں کی مثال یہی خیالات ہیں جو صحیح عقاید، احکام اور نیک کاموں کے ذریعہ انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے تا کہ اسے ان راہوں کے ذریعہ گمراہ کر کے ہلاکت میں ڈال دے۔۱

صدر المتالہین شیرازی کتاب مفاتیح الغیب میں فرماتے ہیں:

یہ جان لو کہ شیطان کی حقیقت نفسانی جوہر پر مشتمل ہے جو شر اور بدی انجام دیتا ہے اس کا کام ہی اشتباہ اور شک و تردّد میں ڈالنا اور عقاید اور مذہبی اقدار میں شبہ پیدا کرنا ہے اور اسی طرح وہ گناہ اور ناروا امور کی طرف دعوت دیتا ہے۔ لہٰذا شیطان کے امور کا منشاء اور اس کی حقیقت وسوسہ، فریب اور دھوکہ بازی ہے جس کی اصلیت کچھ اور ہی ہوتی ہے۔۲

۱۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۱۵۴، بحار انوار جلد ۶۷، ص ۴۲، تجہ البیضاء جلد ۵ ص ۵۲، مفاتیح الغیب ص ۳۸۵۔

۲۔ مفاتیح الغیب ملاّ صدرا و ترجمہ خواجوی ۴۰۲۔

۱۳۶۔ آئینۂ جمال انسان اور شیطان: (شیطان سے بدتر)

حقیقتاً مرد وہ ہے جو اپنے اطراف کے شیاطین پر غالب آئے اور اس سے ناراض ہو اور اپنی ناراضگی میں کوشش کرے نہ کہ صرف شیطان پر لعنت بھیجے میں۔

ابلیس نے کہا: میرے چہرہ کو آئینہ بنایا اور آدمی کے سامنے رکھ دیا اور آدمی کے چہرہ کو آئینہ بنا کر ہمارے سامنے رکھ دیا۔ اب اے انسان ہم اپنے کو تجھ میں دیکھتے ہیں اور روتے ہیں اور تو اپنے کو مجھ میں دیکھتا ہے اور خوش ہوتا ہے۔۱

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

الانس علیٰ ثلاثۃ اجزاء و جزئھم و جوہ الأدمیّین وقلوبھم قلوب الشّیاطین

انسان تین گروہ ہیں ایک گروہ بظاہر صورت میں انسانوں جیسا ہے لیکن ان کا باطن شیاطین کا ہے۔۲

۱۳۷۔ شیطان سے دین کی حفاظت: (مخلوقات سے دوری)

ابراہیم ادہم اور شفیق بلخی ایک جگہ ساتھ تھے۔ شفیق نے ابراہیم سے پوچھا: تم لوگوں سے اتنا دور کیوں بھاگتے ہو؟ ابراہیم نے کہا اپنے دین کو بچانے کے لیے

۱۔ تذکرۃ الاولیاء جلد ۲ ص ۲۲۶۔

۲۔ خصال جلد ۱ ص ۱۵۴، باب ثلاثہ حدیث ۱۹۲۔

لوگوں سے دور اس شہر سے اس شہر اور اس پہاڑ سے اس پہاڑ بھاگتا پھرتا ہوں جو شخص بھی مجھے اس طرح دیکھتا ہے سمجھتا ہے کہ میں وسواسی اور پاگل ہوں۔ جبکہ ایسا نہیں ہے میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اپنا دین ایمان ابلیس سے بچالوں اور ایمان واعتقاد کی سلامتی کے ساتھ اس دنیا سے اٹھوں۔ [۱]

۱۳۸۔ چار دریا: (عزلت اور گوشہ نشینی)

کہا جاتا ہے کہ بندہ اور حق کے درمیان چار دریا ہیں اور جب تک بندہ اسے کشتئ نجات کے ساتھ طے نہ کرے حق تک نہیں پہونچ سکتا۔

ایک دریا ''دنیا'' ہے جس کی کشتی زہد ہے۔

دوسرا دریا ''ہوا'' ہے جس کی کشتی مخالفت ہے۔

تیسرا دریا ''آدمی'' ہے جس کی کشتی دوری ہے۔

چوتھا دریا ''ابلیس'' ہے جس کی کشتی اس کی عداوت اور بغض ہے۔ [۲]

ایک شخص نے ایک شیخ سے پوچھا کہ: تم اللہ کی مخلوق سے کیوں بھاگتے اور تنہا رہتے ہو؟ تھوڑا چلو پھرو اور دنیا کی سیر کرو کیونکہ اگر پانی ایک جگہ ٹھہر جاتا ہے تو سڑ جاتا ہے۔

شیخ نے اسے جواب دیا کہ دریا بن جاؤ تا کہ سڑنے نہ پاؤ۔ [۳]

۱۔ تذکرۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۹۶۔

۲۔ تذکرۃ الاولیاء جلد ۲ ص ۲۱۔

۳۔ تذکرۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۱۴۱۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

العارف شخصه مع الخلق و قلبه مع الله تعالیٰ.

''عارف وہ شخص ہے جس کا جسم لوگوں کے ہمراہ اور دل خدا کے ساتھ ہوتا ہے۔'' [۱]

۱۳۹۔ شیطان کا فرار: (خدا کے لیے ناراض ہونا)

ایک دن ایک آدمی جنید کے پاس آیا اس وقت شیطان کو وہاں سے اس نے بھاگتے ہوئے دیکھا جب وہ جنید کے پاس پہونچا تو پتہ چلا کہ وہ ایک شخص پر معترض اور سخت ناراض ہے۔

اس شیخ نے جنید سے کہا: میں نے سنا تھا کہ ابلیس انسان پر زیادہ تر غصہ کے وقت قابو پاتا ہے لیکن تم غصہ میں ہو اور میں نے شیطان کو تمہارے پاس سے بھاگتے ہوئے دیکھا ہے، جنید نے جواب دیا: اے شخص کیا تو نے نہیں سنا اور نہیں جانتا کہ میں اپنی ذات کے لیے غضب ناک نہیں ہو رہا ہوں بلکہ رضائے خدا کے لیے غضب ناک ہو رہا ہوں، جس شخص کا خشم و غضب خدا کے لیے ہوگا تو وہ شیطان اس سے اسی طرح بھاگے گا جس طرح تم نے ابھی اسے میرے پاس سے بھاگتے ہوئے دیکھا ہے۔ [۲]

۱۔ مصباح الشریعۃ باب معرفت۔

۲۔ تذکرۃ الاولیاء جلد ۲ ص ۱۳۔

۱۴۰۔ حضرت یحییٰ کی شیطان سے گفتگو: (شیطان کے جال)

حضرت آدمؑ ابوالبشر کے زمانہ سے حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے زمانہ تک شیطان انبیاءؑ کے پاس آیا کرتا تھا اور ان سے باتیں کیا کرتا تھا اور تمام انبیاء میں سب سے زیادہ وہ حضرت یحییٰؑ سے مانوس تھا اور ان سے ملتا رہتا تھا۔ ایک دن جب شیطان حضرت یحییٰؑ سے ملاقات کے لیے آیا تو آپ نے اس سے کہا: اے ابومرّہ! مجھے تم سے کچھ کام ہے۔ شیطان نے کہا: آپ اس سے کہیں زیادہ بزرگ و برتر ہیں کہ آپؑ کو مجھ سے کام پڑے فرمایئے ضرور وہ کام انجام دوں گا، آپؑ نے فرمایا میں چاہتا ہوں جن چیزوں سے تم اولاد آدمؑ کا شکار کرتے ہو وہ مجھے دکھاؤ، شیطان مان گیا اور اس نے کل کا وعدہ کیا۔

دوسرے دن صبح کو جب حضرت یحییٰؑ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے ایک شخص مخصوص حالت میں طرح طرح آلات و اوزار لیے ہوئے ظاہر ہوا، اس کی شکل بندر جیسی تھی، بدن سور کی طرح تھا آنکھوں کی لمبائی منہ کی لمبائی کے برابر تھی۔ اس کے ٹھڈی اور داڑھی نہیں تھی، اس کے چار ہاتھ تھے جن میں سے دو سینہ میں لگے تھے اور دو شانوں سے لٹکے ہوئے تھے، اس کی ایڑی آگے اور پنجے پیچھے تھے اس نے جبہ پہن رکھا تھا اس کے اوپر ایک کمر بند باندھے ہوئے تھا اس کمر بند پر رنگ برنگی ڈوریاں تھیں، ہاتھ میں ایک بڑی گھنٹی تھی، خود جیسی ٹوپی سر پر رکھے ہوئے تھا اور اس ٹوپی میں ایک لچھا لٹکا ہوا تھا۔

حضرتؑ نے جب شیطان کو اس شکل میں دیکھا تو تعجب سے پوچھا: یہ چیز جو

کمر میں باندھ رکھی ہے یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ بت پرستی، آفتاب پرستی، اور آتش پرستی ہے جو میں نے ترتیب دی ہے اور اسے لوگوں کے لیے سجایا بنایا ہے۔

پوچھا: یہ رنگ بہ رنگی ڈوریاں کیسی ہیں؟ اس نے جواب دیا: یہ عورتوں کی مکاری ہے جس کی رنگینیاں لوگوں کے دلوں کو لبھاتی ہیں، پوچھا: ہاتھ میں یہ گھنٹی کیسی ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ تمام لذتوں کا مجموعہ ہے جس میں ستار طنبورہ، طبلہ اور بانسری وغیرہ کی آواز ہے کہ جب کوئی جماعت شراب پیتی ہے تو میں ان کی لذت کو دوبالا کرنے کے لیے اس گھنٹی کو بجانا شروع کر دیتا ہوں تاکہ وہ اس میں محو ہو جائیں تو شدت وشوق کی زیادتی کی وجہ سے وہ اپنی جگہ سے اٹھ جاتے ہیں اور ناچنے گانے اور تھرکنے لگتے ہیں۔

حضرتؑ نے پوچھا: کون سی چیز ہر چیز سے زیادہ تمہارے لیے لذت آور اور سرور انگیز ہے؟ اس نے جواب دیا: عورتیں! کیونکہ یہ میرے جال ہیں جب نیک اور صالح لوگ مجھ پر لعنت بھیجتے ہیں تو میں عورتوں کے پاس جا کر دم لیتا ہوں اور ان کے ذریعہ سے کام لیتا ہوں۔

جناب یحییٰؑ نے پوچھا: یہ خود والی ٹوپی تم نے کیوں پہن رکھی ہے؟

اس نے کہا: اسی ٹوپی کے ذریعہ میں نیک بندوں کی لعنت سے خود کو بچاتا ہوں، پوچھا: یہ کانٹا اس پر کیوں لگا رکھا ہے؟ کہا: اس کے ذریعہ نیک بندوں کے دلوں کو منقلب کرتا ہوں اور انھیں راہ راست سے روکتے ہوئے اپنی طرف کھینچتا ہوں، پوچھا: کبھی مجھ پر بھی تمہارا داؤں چلا ہے اور کسی راستہ سے مجھ پر غلبہ پایا ہے؟

کہا: نہیں، لیکن آپ میں ایک عادت مجھے بہت اچھی لگی ہے۔

آپ نے پوچھا: وہ کون سی عادت ہے؟ شیطان نے کہا: جب آپ کھانا کھاتے ہیں تو تھوڑا سا سیر ہو کر کھاتے ہیں یعنی زیادہ بھوک رکھ کر نہیں کھاتے جس کی وجہ سے آپ میں بھاری پن پیدا ہو جاتا ہے اور عبادت میں ایک طرح کی سُستی پیدا ہوتی ہے اور اسی حالت میں آپ مناجات وغیرہ کرتے ہیں اس میں جیسا چاہیے ویسا خضوع وخشوع نہیں رہتا اسی وجہ سے میں زیادہ خوش ہوتا ہوں حضرت یحییٰؑ نے جب یہ بات سنی تو فرمایا: میں اپنے خدا سے اسی گھڑی عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی بھر پیٹ کھانا نہیں کھاؤں گا۔

شیطان نے بھی کہا کہ: میں خدا سے عہد کرتا ہوں آئندہ کبھی خدا کے کسی بندہ کو نصیحت نہیں کروں گا، یہ باتیں کرنے کے بعد شیطان چلا گیا اور پھر کبھی جناب یحییٰؑ کے پاس نہیں آیا۔[1]

۱۴۱۔ شیطان کی شکل وصورت: (شیطان کا حلیہ)

شیطان کی شکل وشمائل کے بارہ میں بہت سی باتیں نقل ہوئی ہیں آیات و روایات کے علاوہ اسلامی انسائیکلو پیڈیا میں نقل ہوا ہے کہ:

ابلیس کے زمین پر اترنے کے وقت عجیب وغریب حلیہ بیان ہوا ہے کہا جاتا ہے اس کے ایک آنکھ تھی ایک پگڑی اس کے سر پر تھی جس کا سرا ٹھڈی تک بھی نہیں پہونچتا تھا، پیر میں ایک چپل تھی۔

۱۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۲۵ – ۲۲۳، حیاۃ القلوب جلد ۱ ص ۳۸۲۔

ابلیس کبھی کبھی انسان کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور لوگوں سے گفتگو کرتا ہے اور وہ آدمیوں کی طرح اپنے کام کرتا ہے۔ اس کی آل اولاد بھی ہے جو اس کے کام میں اس کی مدد کرتی ہے۔ اگر وہ چاہے تو کبھی کتے اور سور جیسے جانور اور کبھی کسی اور ڈراؤنی شکل میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کا میدان آدمی کی شرست اور طبیعت ہے انسانی دل اور نفس اس کی حکومت کا پایہ ہے، وہ انسان کے اندر اس کے خون کی طرح گردش کرتا ہے وہ آدمی اور اس کے اعضاء و جوارح پر غالب آ جاتا ہے۔

ابلیس کبھی ڈراؤنی شکل اور کبھی آدمی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور کبھی دکھائی دیئے بغیر اپنا کام کر جاتا ہے اور کبھی انسان کے باطن میں مستقر ہو کر اسے شر اور گناہ کی طرف مائل کرتا ہے۔

دیو اجالے اور نور سے بھاگتے اور اکثر تاریکی اور رات میں ظاہر ہوتے ہیں اور جہاں فرشتے ہوں وہاں نہیں آتے۔[1]

۱۴۲۔ حضرت عیسیٰؑ اور شیطان کی گفتگو: (غرور اور مدح وثناء)

ایک دن ابلیس بیت المقدس میں "رفیق" نامی پہاڑ پر حضرت عیسیٰؑ کے پاس آیا اور ان میں غرور، خود پسندی وغیرہ کے جذبات ابھارنے کے لیے کہنے لگا: اے عیسیٰؑ تم کو تمہاری عظیم ربوبیت نے بغیر باپ کے پیدا کیا ہے؟ عیسیٰ نے جواب دیا: عظمت اس ذات سے مخصوص ہے جس نے مجھے اسی طرح پیدا کیا ہے

۱۔ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی جلد ۲ ص ۵۹۸۔

جس طرح آدمؑ وحوّا کو پیدا کیا ہے۔

ابلیس نے پوچھا تم ہی ہو جس نے اپنی عظمت سے گہوارہ میں گفتگو کی ہے؟

عیسیٰؑ نے جواب دیا: عظمت اس سے مخصوص ہے جس نے بچپنے میں مجھے سخن سکھایا اور اگر وہ چاہتا تو مجھے گونگا بناتا۔

ابلیس نے پوچھا: تم ہی ہو جس نے اپنی ربوبیت سے گیلی مٹی سے پرندہ بنا کر اڑایا۔

عیسیٰؑ نے فرمایا: بزرگی وعظمت اس کے لیے جس نے مجھے پیدا کیا اور ان سب چیزوں کو پیدا کیا جسے میرے اختیار میں دیا ہے۔

ابلیس نے کہا: تم ہی ہو جو بیماروں کو شفا دیتے ہو؟

عیسیٰؑ نے جواب دیا: وہ خدا ہے جس کے اذن واجازت سے میں لوگوں کو اچھا کرتا ہوں اور وہ چاہے تو خود مجھ کو بیمار کردے۔

ابلیس نے کہا: تم ہو جو مُردوں کو جلاتے ہو؟

عیسیٰؑ نے جواب دیا: وہ خدا ہے جس کی اجازت سے میں مُردوں کو زندہ کرتا ہوں اور جسے زندہ کرتا ہوں اسے وہ آخر کار موت دے گا اور صرف یہی نہیں ایک دن وہ مجھے بھی موت کی منزل سے گذارے گا۔

ابلیس نے کہا: آپ ہی ہیں جو اپنی بزرگی سے پانی پر چلتے ہیں اور نہ آپ کا پیر تر ہوتا ہے اور نہ ڈوبتے ہی ہیں۔

عیسیٰؑ نے کہا: یہ اس خدا کا کرم ہے جس نے پانی اور دریا کو میرے اختیار

میں دے دیا اگر وہ چاہتا تو مجھے غرق بھی کرسکتا تھا۔

ابلیس نے کہا: تم ہی ہو کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس سے چھوٹے اور تم ہر چیز سے بالاتر ہوگے اور امور کی تدبیر اور رزق کی تقسیم کروگے؟

عیسیٰؑ بن مریمؑ نے جب ابلیس کے سراپا فریب یہ جملے سنے تو فوراً جواب دیا: خداوند عالم منزّہ ہے اور اس کے کلمات کی کشش اس کے عرش کے وزن سے زیادہ ہے اور تمام چیزیں اس کی مرضی ومشیت کے مطابق ہیں۔

ابلیس ان باتوں کو سننے کے بعد پیچھے کی طرف چلنے لگا اور اس نے ایک نعرہ مارا اور پہاڑ سے نیچے گر پڑا۔[1]

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایّاك والاعجاب وحبّ الاطراء فانّ ذالك من اوثق فرص الشیطان۔"

تمہیں خود پسندی اور خود پرستی اور اپنی تعریف وتمجید کی خواہش سے دور رہنا چاہئے کیونکہ یہ جذبہ شیطان کے فریب اور گمراہ کرنے کے عمل کا موقع فراہم کرتا ہے۔[2]

۱۔ امالی شیخ صدوق مجلس ۷۳، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۳۹۔

۲۔ غرر الحکم جلد ۲ ص ۲۹۸۔

۱۴۳۔ شیطانی افکار: (وجود خدا)

شیطان کے حیلے، فریب اور اس کے جال بہت ہیں کبھی وہ انسان کے ذہن فکر اور انسان کے دماغ میں وسوسہ کرتا اور آدمی سے کہتا ہے:

تمہیں کس نے پیدا کیا ہے؟

تم جواب دیتے ہو کہ: ہمیں خدا نے پیدا کیا ہے۔

وہ کہتا ہے: اچھا پھر خدا کو کس نے پیدا کیا؟

شیطان ملعون ذہن میں اس طرح کے سوالات پیدا کر کے اسے انحراف اور گمراہی کی طرف ہنکاتا ہے پس اگر تمہارے ذہن میں اس قسم کے سوالات آئیں تو ان سے چھٹکارہ کے لیے کہو کہ میں خدا اور اس کے پیغمبر پر ایمان رکھتا ہوں۔

نتیجتاً اس بات کے ذریعہ کہ خدا اور اس کی برحق حجت کا اقرار کرتے ہوئے اس پر تکیہ کرتا ہے انحراف، عقل کی گمراہی اور فکر و اندیشہ کی کجی سے امان پاتا اور آزاد ہو جاتا ہے۔[1]

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: ہر کسی کے ساتھ بہت زیادہ گھلنا ملنا آمد و رفت و آمد جائز نہیں ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے:

"اور جب تم دیکھو کہ لوگ ہماری نشانیوں کے بارہ میں بے ربط بحث

۱۔ نہج الفصاحہ ص ۷۱۲ ح ۳۶۹۳ و نہج الفصاحہ ح ۷۶۳ ص ۵۲۳۔

کر رہے ہیں تو ان سے کنارہ کش ہو جاؤ یہاں تک کہ وہ دوسری بات میں مصروف ہو جائیں اور اگر شیطان غافل کر دے تو یاد آنے کے بعد پھر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھنا۔"

(انعام/ ۶۸)

اور یہ مناسب نہیں ہے کہ جو دل میں ہے اسے زبان پر لے آؤ کیونکہ ارشاد ہوتا ہے:

"جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے اس کے پیچھے مت جانا۔"

(اسراء/ ۳۶)

اور ہر چیز کو سننا بھی ٹھیک نہیں ہے کیونکہ بقول قرآن:

"روز قیامت سماعت بصارت اور قوت قلب سب کے بارہ میں سوال کیا جائے گا۔"[1]

(اسراء/ ۳۶)

۱۴۴۔ شیطانی فکر: (خدا کا خالق)

ایک دن ایک شخص رسول خداؐ کی پاس آیا اور اس نے عرض کیا: اے خدا کے رسولؐ میں منافق ہو گیا (کیونکہ میرے دل میں یہ شک پیدا ہو گیا ہے کہ خدا کو کس نے پیدا کیا ہے)۔[2]

۱۔ علل الشرائع جلد ۲ ص ۳۳۲، باب ۳۸۵۔

۲۔ قارئین کرام مزید معلومات کے لیے اصول کافی باب شک سے رجوع کریں۔

حضرتؑ نے فرمایا: خدا کی قسم تم منافق نہیں ہوئے کیونکہ اگر منافق ہو جاتے تو میرے پاس نہ آتے اور مجھ سے نہ بتاتے کہ کس چیز نے تمہیں شک میں ڈال دیا ہے میرا گمان ہے کہ وہ دشمن تمہارے فکر وخیال میں وارد ہوا اور اس نے تم سے کہا کہ تمہیں کس نے پیدا کیا ہے۔ تم نے جواب دیا کہ: خدا نے۔ تو اس نے کہا کہ پھر خدا کو کس نے پیدا کیا ہے؟ اس شخص نے کہا اس خدا کی قسم جس نے آپؑ کو برحق نبی مبعوث کیا ہے یہی ہوا ہے۔

حضرتؑ نے فرمایا: بیشک شیطان تمہاری بدعملی (اور نیک کام انجام نہ دینے) کی وجہ سے تمہارے قریب آتا ہے لیکن تم پر قابو نہیں پاتا ہے تو پھر فکر وخیال کی ان راہوں سے تمہیں فریب دینے اور راہ راست سے بھٹکانے کے لیے وارد ہوتا ہے، لہٰذا جب بھی تم میں سے کسی کے ذہن وعقل میں اس قسم کے خیالات آئیں تو وہ خدا کو وحدانیت کے ساتھ یاد کرے (تا کہ شیطانی خیالات اس سے دور ہو جائیں)۔[1]

جمیل بن درّاج کہتے ہیں: میں نے امام صادق علیہ السّلام سے عرض کیا: کبھی کبھی میرے دل میں ایک عظیم چیز آتی ہے (اور ذہن میں ایک موضوع آجاتا ہے۔)

حضرتؑ نے فرمایا:

جب تمہیں ایسے مسئلہ سے سامنا ہو تو "لا الٰہ الاّ اللہ" کہہ لیا کرو۔

جمیل کا کہنا ہے اس کے بعد جب بھی میرے ذہن میں اس طرح کا کوئی

۱۔ اصول کافی باب وسوسہ وحدیث نفس۔

خیال آتا تو میں "لا الٰہ الاّ اللہ" کہہ لیا کرتا تھا تو اسی وقت وہ بات میرے ذہن سے نکل جایا کرتی۔[1]

۱۴۵۔ رحمانی اور شیطانی فکر: (حق وباطل-اچھائی اور برائی)

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں: شیطان' آدمی سے ایک طرح کا رشتہ رکھتا ہے اور خدا کا بھی انسان سے رابطہ پایا جاتا ہے۔ شیطان کی قربت' بدی' برائی اور حق کا انکار اور تکذیب ہے اور خدا کی قربت خوبی، نیکی اور حق کی گواہی اور تصدیق ہے۔

جو شخص اپنے اندر یہ کیفیت محسوس کرے تو جان لے کہ یہ خداوند عالم کی جانب سے ہے لہٰذا اس کا شکریہ ادا کرے اور جو شخص دوسرے قسم کے حالات اپنے میں دیکھے وہ شیطان سے خدا کی پناہ طلب کرے۔[2]

ایک دوسرے جملہ میں رسول خداؐ کا ارشاد ہے:

"آدمی کے دل میں دو طرح کی فکریں ہیں ایک ملک کی طرف سے ہے جو خیر اور حق کی تصدیق کا وعدہ کرتی ہے اور ایک فکر شیطان کی طرف سے ہے، جو حق کی تکذیب اور بدی کی طرف بلاتی ہے۔"[3]

۱۔ اصول کافی باب وسوسہ وحدیث نفس

۲۔ عوارف المعارف ص ۱۷۶، نہج الفصاحۃ ص ۱۷۸ وص ۳۷۷ ح ۸۸۶۔

۳۔ جامع السعادات جلد ۱ ص ۱۷۸، محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۴۸، مفاتیح الغیب ملّا صدرا ترجمہ خواجوی ص ۳۵۶۔

۱۴۶۔ خنّاس ابلیس کا بیٹا: (شیطانی دل)

شیخ عطار نے آدمی کے اوپر شیطان کی کامیابی اور اس راہ میں اس کی جان توڑ کوششوں کا اپنی اس مثال اور دلچسپ داستان کے ذریعہ تذکرہ کیا ہے۔ جو فکر، گفتار، کردار اور آدمی کے عقل و دل میں شیطانی وسوسہ کے القاء کی حکایت کرتی ہے۔

جب آدمؑ و حوّا جنّت سے نکالے جانے کے بعد مل گئے اور ان کی توبہ قبول ہوگئی تو ایک دن جب حضرت آدمؑ کسی کام سے گئے ہوئے تھے تو ابلیس اپنے بیٹے خنّاس کو لیے ہوئے حوّا کے پاس آیا اور اس نے کہا: مجھے ایک ضروری کام پیش آ گیا ہے۔ اگر ہو سکے تو میرے بچّہ کو اپنے پاس رکھ لو۔ حضرت حوّا مان گئیں اور ابلیس اپنے لڑکے کو ان کے حوالہ کر کے چلا گیا۔ جب حضرت آدمؑ واپس آئے تو انھوں نے پوچھا: یہ کون ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ ابلیس کا بیٹا ہے اسے ضروری کام پیش آ گیا تھا لہٰذا اس نے میرے سپرد کر دیا، حضرت آدمؑ نے حوّا کی سرزنش کی کہ تم نے یہ ذمہ داری کیوں قبول کی۔ آدمؑ کو بہت غصہ آیا اور انھوں نے بچّہ کو مار ڈالا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک درخت کی ٹہنیوں پر لٹکا دیے جب ابلیس نے آ کر اپنا بچّہ طلب کیا تو حوّا نے بتایا کہ آدمؑ نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے درخت پر لٹکا دیا ہے۔

ابلیس نے اپنے لڑکے کو آواز دی، لاش کے ٹکڑے جمع ہو کر وہ لڑکا زندہ ہو گیا اور ابلیس کے پاس آ گیا۔

دوسری دفعہ پھر وہ اپنے لڑکے کو لے کر آیا اور اہم کام کا حوالہ دیا اور حوّا سے اس لڑکے کو رکھ لینے کی درخواست کی، جناب حوّا نے انکار کر دیا لیکن ابلیس نے رونا دھونا شروع کر دیا جس کی وجہ سے انھیں رحم آ گیا اور مجبوراً اس لڑکے کو اپنے پاس رکھ لیا۔ ابلیس چلا گیا، آدمؑ آئے اور انھوں نے خنّاس کو دیکھ کر پوچھا یہ کون ہے، جناب حوّا نے پوری داستان دُہرا دی، حضرت آدمؑ ناراض ہوئے اور فرمایا: پتہ نہیں کیا راز ہے ہے تم میری باتوں کو نہیں سنتیں اور دشمن خدا کی باتوں کو مان لیتی ہو۔ دوبارہ حضرت آدمؑ نے خنّاس کو قتل کیا اور اس کے بدن کو جلا کر آدھی راکھ دریا میں ڈال دی اور آدھی راکھ ہوا میں اڑا دی۔

جب ابلیس نے آ کر پھر اپنے لڑکے کو حوّا سے طلب کیا تو انھوں نے خنّاس کے قتل کا واقعہ بتا دیا۔ دوبارہ ابلیس نے اپنے لڑکے کو آواز دی اس کی راکھ کے اجزاء جمع ہو کر مل گئے اور اس کا لڑکا زندہ ہو کر اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

ایک مرتبہ پھر ابلیس اپنے لڑکے کو لے کر حوّا کے پاس آیا، انھوں نے صاف انکار کر دیا اور کہا اب آدمؑ آ کر مجھے مار ڈالیں گے لیکن اس نے اتنا زیادہ گریہ و زاری کیا کہ حوّا کو رحم آ گیا اور انھوں نے اس کی التماس قبول کر لی۔ جب آدمؑ آئے اور انھوں نے ان دونوں کو پھر ساتھ میں دیکھا تو بڑا غصہ آیا اور انھوں نے کہا: سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر اس میں کیا راز ہے کہ تم اس مردود کی بات مان لیتی ہو اور میری بات نہیں مانتیں، اس کے بعد انھوں نے اسے دو ٹکڑے کر دیا اور آدھا خود کھا لیا اور آدھا حوّا کو کھانے کے لیے دیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ آخری مرتبہ ابلیس، خنّاس کو گوسفند کی شکل میں لایا تھا اور

حوا کے سپرد کیا تھا اور آدمؑ نے جب گوسفند دیکھا تو اسے ذبح کر کے دونوں نے کھایا۔اس کے بعد جب ابلیس آیا اور اس نے اپنا لڑکا (گوسفند) مانگا تو حوا نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھانے کا واقعہ بتا دیا۔ابلیس نے جب یہ سنا تو بہت خوش ہوا اور اس نے کہا میرا یہی مقصد تھا جو پورا ہو گیا میں چاہتا تھا کہ کسی بھی صورت سے آدمؑ کے اندر راستہ بناؤں اور اپنے لیے وہاں ٹھکانا قرار دوں اب ان کا سینہ میری جایگاہ ہے میں اپنے مقصد کو پہونچ گیا۔[۱]

الخنّاس الّذی یوسوس فی صدور النّاس من الجنّة والنّاس۔[۲]

"خنّاس (وہ شیطان ملعون) لوگوں کے دلوں میں وسوسہ اور برے خیال پیدا کرتا ہے خواہ وہ شیطان جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔"

کان بعضهم یقول: انّ الشّیاطین لیجتمعون علی القلب کما یجتمع الذّباب علی القرحة فان لم یذبّ وقع الفساد۔

'ایک بزرگ کا کہنا ہے: شیاطین آدمی کے دل پر اس طرح ہجوم کرتے ہیں جیسے زخموں پر مکھیاں ازدہام کرتی ہیں پس اگر انھیں

۱۔ تذکرۃ الاولیاء جلد ۲ ص ۸۲۔

۲۔ النّاس/٦-۴۔

بھگایا نہ جائے تو فساد کا سبب بنیں گی۔[۱]

ابو بصیر کہتے ہیں کہ امام صادق علیہ السّلام سے خنّاس کے بارہ میں پوچھا تو حضرتؑ نے فرمایا:

ابلیس انسان کے قلب پر چھا جاتا ہے اور جب وہ شخص خدا کو یاد کرتا ہے یا زبان سے ذکر خدا کرتا ہے تو وہ پیچھے بھاگتا ہے اور چھپ جاتا ہے اسی وجہ سے اسے خنّاس کہا جاتا ہے۔

۱۴۷۔ شیطانی اور رحمانی قلب: (ہدایت اور گمراہی)

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں: کوئی ایسا دل نہیں ہے جس کے دو کان نہ ہوں جس میں سے ایک پر فرشتہ معیّن ہے جو راہ راست کی ہدایت کرتا ہے اور دوسرے پر فتنہ انگیز شیطان مسلّط ہوتا ہے جو اس شخص کو خدا کی اطاعت و فرماں برداری سے دور کرتا ہے۔ وہ فرشتہ خیر و خوبی اور نیکیوں کا حکم دیتا ہے اور شیطان رکاوٹ ڈالتا ہے دوسری طرف شیطان برائی اور محرّمات کے انجام دینے کا حکم دیتا ہے لیکن فرشتہ اسے اس چیز سے روکتا ہے۔[۲]

ایک دوسری حدیث میں امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

آدمی کے دل کے دو کان ہوتے ہیں جب بندہ گناہ کا ارادہ کرتا ہے تو روح

۱۔ مجموعہ ورام جلد ۱ ص ۷۲۔

۲۔ اصول کافی جلد ۳ ص ۳٦٦، میزان الحکمت جلد ۸ ص ۲۲۵، بحار الانوار جلد ٦٠ ص ۲۰۵۔

ایمان (فرشتہ، عقل، یا ایمانی قوت) اسے منع کرتی ہے اور شیطان اسے کرنے کے لیے کہتا ہے اور جس گھڑی نفس کا دیو اس پر غالب آ جاتا ہے اور وہ گناہ میں مصروف ہو جاتا ہے تو روح ایمان اس سے دور ہو جاتی ہے۔

فرشتہ اور شیطان کی یہ نزدیکی اور دوری خوبیوں، اچھائیوں منکرات اور محرمات کے سلسلہ میں آدمی کے دل کے شیطانی اور رحمانی کانوں سے تعلق رکھتی ہے آدمی کو الٰہی اوامر ونواہی کی آواز پر متوجہ رہنا چاہیئے تا کہ وہ گناہ میں آلودہ ہونے سے محفوظ رہے اور ابلیس ملعون کے شر سے امان میں رہے۔ ۱؎

ایک حدیث میں امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

کوئی مومن ایسا نہیں ہے جس کے دل میں دو کان نہ ہوں۔ ایک میں وسواس خناس پھونکتا ہے اور دوسرے میں رحمانی فرشتہ پھونکتا ہے اور خداوند عالم بھی مومن کو اس فرشتہ کے ذریعہ مدد پہونچاتا ہے اسی مطلب کی طرف خداوند عالم نے سورۂ مجادلہ آیت ۲۲ میں اشارہ فرمایا ہے:

و ایدھم بروح منہ۔

"اور ان کی اپنی خاص روح کے ذریعہ تائید کی۔ ۲؎

ایک اور روایت میں امام صادق علیہ السّلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا:

"آدمی کے دل میں دو کان ہوتے ہیں ایک روح ایمان ہے جو اسے خوبیوں کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور ایک شیطان ہے جو اسے

۱۔ کافی جلد ۳ ص ۲۶۸، میزان الحکمت جلد ۸ ص ۲۲۵، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۰۶۔

۲۔ کافی جلد ۳ ص ۲۶۸، میزان الحکمت جلد ۸ ص ۲۲۵، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۰۶۔

برائیوں کی طرف دعوت دیتا ہے پس ان میں سے جو اپنے ساتھی کی مدد کرتا ہے تو اسے دوسرے پر قابو اور کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ ۱؎

۱۴۸۔ شیطان میدان حشر میں: (شفاعت)

پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حدیث شفاعت میں فرماتے ہیں:

"قیامت کے دن عیسیٰؑ بن مریم میدان حشر میں میری طرف اشارہ کرینگے اور اپنے اصحاب سے مجھے پہچنوا کر کہیں گے: یہ وہی پیغمبرؐ ہیں جن کی میں نے تمہیں بشارت دی تھی اس وقت مجھ سے کہیں گے اے خاتم النبیینؐ اٹھیے اور اپنی امت کی شفاعت کیجیے۔ اس وقت شفاعت کرنے کے لیے اپنی جگہ سے اٹھوں گا اس گھڑی میری نشست گاہ سے ایسی خوشبو اٹھے گی جیسی میں نے کبھی نہیں سونگھی تھی۔"

اس کے بعد میں شفاعت کروں گا اور خداوند عالم میری شفاعت کو قبول کرے گا اور مجھے ایسا نور عطا فرمائے گا جو مجھے سر سے پیر تک اپنے احاطہ میں اس طرح لے لے گا۔ کہ تمام اہل محشر اسے دیکھیں گے، اس وقت کافر اور گناہ گار میرے نور کو دیکھیں گے تو سمجھ جائیں گے کہ میری شفاعت ان کے شامل حال ہونے والی نہیں ہے۔ اسی لیے ناامید ہو کر ابلیس کے پاس جائیں گے اور اس سے کہیں گے: ایمان والوں کے لیے ایک شافع آیا اور اس نے ان کی شفاعت کر دی لیکن ہمارے پاس تو تمہارے علاوہ کوئی نہیں ہے تم بھی اٹھو اور ہماری

۱۔ میزان الحکمت جلد ۸ ص ۲۲۵۔

شفاعت کرو۔

ابلیس اپنی جگہ سے اٹھے گا تو اس کی نشستگاہ سے ایسی بدبو اٹھے گی کہ اس وقت تک کسی نے بھی ایسی بدبو نہ سونگھی ہوگی اس وقت وہ اپنے پیروکاروں، مشرکین، کافرین اور گنہ گاروں سے کہے گا:

یا معاشر الکفار انّ اللہ وعدکم وعد الحقّ۔

"اے جماعت کفّار! اللہ نے تم سے بالکل برحق وعدہ کیا تھا (اور میں نے بھی ایک وعدہ کیا تھا پھر میں نے اپنے وعدہ کی مخالفت کی......)"

اس وقت وہ سب آتش جہنّم کا لقمہ بن کر دردناک عذاب میں معذّب ہوں گے۔ [۱]

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں۔

دعاکم ربّکم سبحانہ فنفرتم و ولّیتم و دعاکم الشّیطان فاستجبتم و اقبلتم۔

"پاک و منزّہ پروردگار نے تمہیں (سچائی اور اچھائی کی طرف بلایا اور دعوت دی لیکن تم نے اس کی طرف پشت کردی اور بھاگ نکلے اور شیطان نے تمہیں (برائی) کی طرف پکارا تو تم اس کی طرف متوجہ ہوگئے اور اس کی دعوت قبول کرلی۔" [۲]

۱۔ تفسیر منہج الصادقین جلد ۵ ص ۱۳۳، تفسیر اثنی عشری جلد ۷ ص ۴۲، سورہ ابراہیم آیت ۲۲۔

۲۔ غرر الحکم جلد ۴ ص ۲۵۔

۱۴۹۔ شیطان اور مربّی گری: (رہبر کے بغیر معاشرہ)

کوئی انسان بغیر استاد، مربّی، معلّم اور راہنما کے اپنی منزل مقصود اور انسانی بلند و بالا نیز اخلاقی اور الٰہی اہداف کو نہیں پاسکتا۔

کیونکہ جو شخص مرشد اور راہنما کے بغیر ہوگا وہ بلاشبہ شیطانی وسوسوں کا شکار ہو کر صراط مستقیم سے بھٹک جائے گا اور آخرکار دنیا و آخرت کی ہلاکت و بدبختی میں گرفتار ہوگا۔

امام زین العابدین علیہ السّلام فرماتے ہیں:

ھلک من لیس لہ حکیم یرشدہ۔

"وہ شخص ہلاک ہوجائے گا جس کا کوئی رہنما نہ ہو۔" [۱]

مذکورہ بالا موضوع کے متعلّق شیخ شہاب الدّین سہروردی کہتے ہیں:

من لم یکن لہ شیخ فشیخہ الشّیطان

"جس شخص کا کوئی مرشد نہ ہو اس کا مرشد شیطان ہوتا ہے۔" [۲]

من لم یکن لہ استاد فامامہ الشّیطان۔

"جس کا کوئی استاد نہ ہو اس کا مربّی، معلّم، امام، پیشوا اور راہنما شیطان ہے۔" [۳]

۱۔ بحار الانوار جلد ۷۵ ص ۱۵۹، کشف الغمہ جلد ۲ ص ۳۱۳، منتہی الآمال، مواعظ آن حضرت

۲۔ عوارف المعارف صفحہ ۱

۳۔ عوارف المعارف صفحہ ۴۰

استاد ابوالقاسم قشیری اپنے استاد ابوعلی وقاق سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا:

جو درخت خودرو ہوتا ہے اور اسے کسی نے نہ لگایا ہو تو اس میں ٹہنی اور پتے تو ہوتے ہیں لیکن پھل نہیں ہوتے۔

لہذا وہ انسان جس کا کوئی مرشد استاد اور رہنما نہیں ہوتا وہ ایک ایسے درخت کی مانند ہے جو بے ثمر ہو۔[1]

۱۵۰۔شیطان کی راہیں: (صراط مستقیم)

چونکہ باطل کے راستے بہت زیادہ اور حق کا راستہ ایک ہے اور آدمی کے دل کے بہت سے دروازے شیطان کے لیے کھلے ہیں لیکن ملائکہ کے لیے ایک ہی دروازہ ہے لہٰذا پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب کے لیے اپنے عصا سے زمین پر ایک خط کھینچا اور فرمایا: یہ خدا کا سیدھا راستہ ہے۔

اس کے بعد اس سیدھے خط کے دونوں طرف بہت سے خط کھینچے اور فرمایا:

یہ راستے باطل کے ہیں جن میں سے ہر ایک پر شیطان بیٹھا ہوا ہے اور آدمی کو اپنی طرف بلاتا ہے اس وقت یہ آیت پڑھی:

وَ اِنَّ هذَا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتّبعو السّبل فتفرّق بکم عن سبیله.

۱۔ رسالہ قشیریہ ص ۵۰۸

یہ میرا راستہ صراط مستقیم ہے اس کی پیروی کرو اور دوسرے راستوں پر نہ جاؤ کیونکہ وہ تمہیں خدا کے سیدھے راستہ سے جدا اور پراگندہ کردیتے ہیں۔

(انعام/۱۵۳)

شیطان کی راہ اضطراب، بے چینی اور ناامنی سے پُر ہے اس کے برعکس خدا کا راستہ بے خطر ہے۔

قال رسول اللهؐ: يَا اَيُّها النَّاس انّما هوالله والشّيطان والحقّ والباطل والهُدیٰ والضّلالة والرّشد والغیّ والعاجلة والعاقبة والحسنات والسّیئات فما كان میں حسنات فللّه وما كان من سئیات فللشّیطان لعنة الله.

پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے لوگو! بے شک خدا اور شیطان ہے حق اور باطل کا وجود ہے ہدایت وگمراہی، رہ راست اور کجی وناامیدی دنیا وآخرت، حسنات و سعیات وغیرہ ہے پس جو نیکی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے اور جو گناہ وبدی ہے وہ شیطان ملعون کی طرف سے ہے۔[1]

۱۔ اصول کافی جلد ۳ ص ۲۵، وسائل الشیعہ جلد ۱ ص ۴۹۔

۱۵۱۔شیطان کے سپاہی: (بُرادوست)

مفسّرین کہتے ہیں: ہر سوار یا پیادہ جو گناہ اور اس کی معصیت میں سعی و کوشش کرتا ہے اور لوگوں کو گناہ کا شوق دلاتا اور اس کی طرف دعوت دیتا ہے وہ شیطان کے لشکر سے تعلق رکھتا ہے۔

رسول خداؐ نے فرمایا:

’’ابلیس کے پاس جنّات اور انسان میں سے سوار اور پیادوں کا لشکر ہے اور جو سوار یا پیادہ خدا سے کارزار کرتا ہے (اور گناہ کے میدان میں تاخت وتاز کرتا ہے) شیطان کا سپاہی ہے۔‘‘ ۱؎

ایک دوسرے جملہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

’’جو شخص کسی آدمی کو گناہ پر آمادہ کرتا ہے وہ شیطان کے سپاہیوں میں سے ہے۔‘‘ ۲؎

اس موضوع کو مکمل کرتے ہوئے یہ کہنا ضروری ہے کہ لوگوں کو گنہ گاروں سے ہوشیار رہنا چاہیے اور انھیں چاہیے کہ برے دوستوں سے دوری اختیار کرے۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’جو شخص تمہیں خدا کی یاد سے غافل بنادے اور خدا کی اطاعت سے

۱ و ۲۔ تفسیر منہج الصادقین جلد ۵ ص ۲۹۶، تفسیر اثنا عشری جلد ۷ ص ۴۰۸، تفسیر جامع جلد ۴ ص ۱۳۶۔

دور کردے اس سے دوری اختیار کرو کیونکہ وہ بُرادوست شیطان کے مددگاروں میں سے ہے۔‘‘ ۱؎

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

مجالسة اهل الهوىٰ منساة للايمان و محضرة للشّيطان.

نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والوں اور گنہ گاروں کی صحبت، غفلت، فراموشی اور ایمان کے تباہ ہوجانے اور شیطان کی دوستی ورفاقت کے ہم پلّہ ہے۔ یقیناً بُروں کی صحبت ہم نشینوں میں اثر پیدا کرتی ہے اسی لیے پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا:

المرء علىٰ دين خليله و قرينه.

’’ہر شخص اپنے دوست، ہم نشین اور ساتھی کے دین پر ہوتا ہے۔‘‘ ۲؎

کہا جاتا ہے شیطان اور شیاطین دو طرح کے ہوتے ہیں:

۱۔ شیطان اور شیاطین جن

۲۔ شیطان اور شیاطین انس۔

شیطان حقیقی اور انسان نما شیطان

استاد محمد تقی جعفریؒ فرماتے ہیں:

۱۔ اصول کافی جلد ۴ ص ۸۳ و ص ۴۵۶۔

۲۔ نہج البلاغہ فیض خطبہ ۸۵، میزان الحکمت جلد ۵ ص ۹۳۔

شیطان وشیاطین طبیعی اور فیزیکی علامتوں کے مالک نہیں ہیں اور بیرونی نفس امّارہ کی طرح لوگوں کے لیے ان کے انحرافات کو سجانے اور انھیں فریب دینے میں مشغول ہیں یہ شیاطین جن ہیں۔ دوسرے شیاطین پائے جاتے ہیں۔ جو شیاطین انس ہیں اور ان کی خباثت، فریب کاری، دھوکہ بازی اگر شیاطین جن سے زیادہ نہیں ہے تو کم بھی نہیں ہے انسانی شیاطین کا اضافی خطرہ جن شیاطین کے مقابلہ میں یہ ہے کہ وہ انسان کے ہم نوع ہیں اور انسانی قیافہ کی بنیاد پر دوسرے انسانوں کی گمراہی اور فساد کا زیادہ امکان پایا جاتا ہے۔[1]

۱۵۲۔ ابلیس کا سوار اور پیادہ نظام: (گناہ ومعصیت)

صدر المتألہین شیرازیؒ فرماتے ہیں:

طاغوت کا خاندان، سرکش اور نافرمان، شیطان کے دوست گنہ گار اور خطا کار وہ لوگ ہیں جو خدا کی یاد اور اس کے ملکوت جو ثواب اور سعادت وخوش بختی کا سرچشمہ ہے اس سے روگرداں ہیں اور ان کی پوری توجہ دنیا، خواہشات، لذات اور شہوات جو گناہ، فساد اور بدبختی کی جڑ ہے اس کی طرف ہے۔[2]

لہٰذا جو لوگ گناہ ومعصیت کی طرف مہار تڑوا کر بھاگتے ہیں انھیں شیطان کا سوار نظام کہتے ہیں اور جو لوگ خود کو بتدریج ذرہ ذرہ گناہ میں آلودہ کرتے ہیں تو انھیں ''شیطان کا پیادہ نظام'' کہتے ہیں۔

۱۔ تفسیر نہج البلاغۃ جلد ۵ ص ۱۷۔
۲۔ مفاتیح الغیب، ترجمہ خواجوی ص ۴۰۳۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اذا اخذالقوم فی معصیۃاللہ عزّوجل فان کانوا رکبانا کانوا من خیل ابلیس و ان کانوا رجالۃ کانوا من رجّالتہ۔

''جب لوگ خدا کی معصیت ونافرمانی کی طرف سوار چلیں (یعنی گناہ ونافرمانی کے معاملہ میں تندروی کریں) تو شیطان کے سوار ہیں اور اگر پیادہ چلیں (یعنی گناہ کی طرف دھیرے دھیرے حرکت کریں تو وہ ابلیسی نظام کے پیادہ ہیں۔''[1]

۱۵۳۔ شیطان کی جگہیں: (مکان اور بری جگہ)

بُرے دوستوں کے ساتھ نشست وبرخاست اور رفت وآمد ایک اور موضوع کے ساتھ مربوط ہے اور وہ فسق وفجور، فحشاء اور فساد میں آلودہ مقامات پر جاتا اور ان کے پروگراموں میں شریک ہوتا ہے جو بذاتِ خود گناہ آبروریزی کا سبب بنتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

مواقف الشّنان تسخط الرّحمٰن و ترضی الشّیطان و تشین الانسان۔

۱۔ بحار الانوار جلد ۷۰ ص ۳۵۷۔

نامناسب مکان ومحل پر توقف اور ان کے غیر مجاز پروگراموں میں شرکت خداوند عالم کو غضبناک کرتی ہے اور شیطان کو راضی اور خوشحال اور انسان کو معیوب اور بدنام کرتی ہے۔ ۱؎

۱۵۴۔ بت پرستی: (جہالت)

امام صادق علیہ السّلام آیۂ کریمہ

وقالوا لا تذرنّ الٰھتکم و لا تذرنّ ودّا ولا سواعا و لا یغوث و یعوق ونسرا۔ ۲؎

کے ذیل میں فرماتے ہیں:

حضرت نوحؑ کے زمانہ میں کچھ بندے خداوند عالم کی عبادت کرتے تھے جب وہ دنیا سے اٹھ گئے تو ان کا طائفہ اور قبیلہ غمگین اور افسردہ خاطر ہو گیا اور اس نے رونا دھونا شروع کیا، شیطان جو انسان کی سعادت، ایمان اور عبادت کا اوّل درجہ کا دشمن ہے اس نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے ان کے پاس آ کر کہا:

تم اتنا زیادہ گریہ وزاری نہ کرو اور اپنے آپ کو زحمت اور مشقت میں نہ ڈالو میں تمہارے لیے ان کی صورت کے بت بنائے دیتا ہوں تاکہ ان سے مانوس رہو اور صبر وضبط کے ساتھ عبادت میں لگ جاؤ۔ اُن جاہلوں نے ابلیس کی یہ

۱۔ غرر الحکم جلد ۶ ص ۱۴۰۔

۲۔ اور لوگوں سے کہا کہ خبردار اپنے خداؤں کو مت چھوڑ دینا اور سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو نظر انداز نہ کر دینا۔

بات مان لی شیطان نے ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر نامی بت بنائے اور جاہل لوگ عبادت کے وقت شیطان کے حکم کے مطابق اپنے سامنے بتوں کو رکھ لیتے تھے۔

اور جب سردی، بارش اور برف باری وغیرہ کا زمانہ آتا تو سردی سے بچنے کے لیے اپنے گھروں کے اندر آ جاتے تھے اور بتوں کو بھی اپنے ساتھ کمروں میں لے آتے تھے اور پوری زندگی یہی کرتے تھے اُن کے مرنے کے بعد ان کی اولاد کہتی تھی چونکہ ہمارے آباء و اجداد ان بتوں کی پرستش کرتے تھے لہٰذا ہم بھی اپنے اجداد کی پیروی کرتے ہوئے ان بتوں کی عبادت کریں گے اور اس طرح دھیرے دھیرے بت پرستی رائج ہو گئی اور اس آیہ شریفہ میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ ۱؎

اس کے علاوہ کہا جاتا ہے: حضرت نوحؑ کے زمانہ میں جب طوفان آیا اور تمام بت کیچڑ مٹی میں گڑ گئے تو جاہلیت کے زمانہ میں شیطان نے عرب کے مشرکین کے لیے انہیں ڈھونڈ نکالا۔ ۲؎

۱۵۵۔ یغوث نامی شیطان: (بت شکنی)

ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا:

"اے علیؑ یہ تلوار لو اور ان دونوں پہاڑوں کے بیچ میں جاؤ اور وہاں

۱۔ علل الشرائع جلد ۱ ص ۱۳۔

۲۔ تفسیر علی ابن ابراہیم قمیؒ جلد ۲ ص ۳۷۷، تفسیر جامع جلد ۷ ص ۲۵۲۔

"جسے دیکھو خوف خطر کے بغیر اسے قتل کر ڈالو۔"

علی علیہ السلام نے آپ کی تلوار لی اور ان دونوں پہاڑوں کے درمیان گئے تو ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کی آنکھیں بجلی کی طرح چمک رہی تھیں اور سرخ تانبہ کی طرح روشن تھیں، اس کے دانت بنیے کی طرح تھے اور اس کے بدن کے بال زمین پر خط دیتے تھے، حضرت اس کے قریب گئے اور اس پر وار کیا لیکن کوئی اثر نہیں ہوا پھر آپ نے دوبارہ اس پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ بیچ سے دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا۔

حضرت علیؑ خدمت پیغمبر اسلامؐ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

"یارسول اللہؐ میں نے اسے مار ڈالا"

حضرتؐ نے تین مرتبہ اللہ اکبر کہا اور فرمایا:

"یہ یغوث تھا اب اس کے بعد وہ کسی بت میں نہیں سمائے گا جو اس کی عبادت کی جائے۔"

بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں بعض شیاطین بتوں اور پوجی جانے والی چیزوں میں داخل ہو جاتے تھے اور لوگوں سے باتیں کرتے تھے جس کی وجہ سے وہ لوگ گمراہی کا شکار ہو جاتے تھے، اور یہ فخر صرف علیؑ کے لیے مخصوص ہے کہ وہ شیطان آپؐ کے مبارک ہاتھوں سے قتل ہوا۔[1]

۱۔ مناقب اہل بیتؑ سید جلیل نجفی یزدی جلد ۱ ص ۱۰۲۔

۱۵۶۔ درخت پرستی: (نادانی)

قبیلۂ بنی تمیم کے اشراف میں سے "عمروؒ" نامی ایک شخص خدمت حضرت امیر المومنینؑ میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: اے امیر المومنینؑ! یہ بتائیے کہ یہ "اصحاب رس" کون لوگ تھے؟

حضرتؑ نے فرمایا:

"اصحاب رس" وہ قوم تھی جو درخت صنوبر جسے "شاہ درخت" بھی کہا جاتا ہے اس کی پرستش کرتے تھے۔ اس درخت کو "یافث بن نوحؑ" نے روشاب (یا روشن آب) نامی چشمہ کے کنارہ لگایا تھا۔ یہ چشمہ طوفان نوح کے بعد زمین سے پھوٹا تھا اور ان لوگوں کو اصحاب رس اس لیے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے زمانہ کے پیغمبر کو زندہ در گور کر کے قتل کر دیا تھا، ان لوگوں کا زمانہ حضرت سلیمان بن داؤدؑ کے بعد کا ہے۔ ان کے بارہ شہر تھے جو بلاد مشرق میں "رس" نامی دریا کے کنارے آباد کیے گئے تھے اور یہ اس زمانہ کا سب سے بڑا دریا تھا، اور آبادی، آب و ہوا زرخیزی وغیرہ کے اعتبار سے یہ بے مثال شہر تھے۔ ان بارہ شہروں کے نام اس طرح تھے۔ ۱۔ فروردین، ۲۔ اردیبہشت، ۳۔ خرداد، ۴۔ تیر، ۵۔ مرداد، ۶۔ شہریور، ۷۔ مہر، ۸۔ آبان، ۹۔ آذر، ۱۰۔ دی، ۱۱۔ بہمن، ۱۲۔ اسفندار۔ بارہواں شہر دوسرے تمام شہروں کی نسبت زیادہ بڑا تھا اور بقیہ شہروں کے مجموعہ

کے لیے دار السلطنت تھا اور ان لوگوں کا بادشاہ بھی اسی شہر میں قیام پذیر تھا جس کا نام ترکوذ بن غابور بن یارش بن سازدہ بن نمرود بن کنعان تھا (جو حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ کے فرعون کی اولاد میں سے تھا۔)

آب رس کا چشمہ اور صنوبر کا اصلی درخت اسی شہر میں تھا بقیہ دوسرے شہروں میں اسی درخت کے بیج یا شاخ سے درخت تیار کیے گئے تھے جن درختوں کی پرستش ہوتی تھی وہ پرانے اور بڑے تھے۔

سال کے بارہ مہینوں میں سے ہر مہینہ ایک شہر کی عید کا دن ہوا کرتا تھا، لوگ درخت صنوبر جو اس شہر میں ہوتا اس کے گرد جمع ہوتے اور اس پر طرح طرح کے نقش ونگار والے ریشمی پردے آویزاں کرتے اس کے بعد قربانی کے جانور لا کر اس درخت کے لیے قربانی کے عنوان سے انہیں وہاں جلا دیتے اور جانوروں کے جلنے سے دھواں اٹھتا اور ان کے اور آسمان کے درمیان یہ دھواں حائل ہو جاتا تو سب کے سب سجدہ میں گر پڑتے، گڑگڑاتے ور روتے اور اپنے لیے خوشنودی اور راضی ہونے نیز گناہوں سے درگذر کرنے کی درخواست کرتے۔

ایسے موقع پر انسانی سعادت اور اس کے دین و دنیا کا دشمن شیطان انہیں مزید گمراہ کرنے کے لیے اور اس لیے کہ کہیں وہ خدا شناسی کی طرف متوجہ نہ ہو جائیں درخت پر آتا تھا اور اسے ہلاتا تھا اور تنے سے بچے کی آواز میں ان سے کہتا تھا اے میرے بندو! میں تم سے بہت زیادہ خوش ہوں، تم بھی خوش وخرم رہو تمہاری آنکھیں ٹھنڈی اور روشن رہیں، جب لوگ یہ آواز سنتے تو فریب کھا

جاتے اور سجدہ میں گر پڑتے، پھر سجدہ سے اٹھنے کے بعد شراب پیتے، تالیاں، دف اور طرح طرح کے ساز بجاتے اور چوبیس گھنٹوں تک اس درخت کے نیچے لہو ولعب میں مشغول رہتے اس کے بعد اپنے اپنے گھروں کو واپس جاتے۔

ہر مہینہ جو عید منائی جاتی اس کے بارہ میں کہا جاتا تھا کہ یہ فلاں شہر کی عید ہے اور جب بڑے شہر اسفندار کی عید کا وقت آتا تو دوسرے شہروں کے تمام چھوٹے بڑے مرد وعورت سب کے سب دار السلطنت کی طرف روانہ ہو جاتے صنوبر کے اصلی درخت اور چشمہ کے پاس حاضر ہوتے اور طرح طرح کی تصویروں سے سجے ریشمی خیمے اس درخت کے قریب لگاتے اور ان سے باہر درخت کے لیے سجدہ کرتے اور قربانی پیش کرتے۔

اس موقع پر شیطان ملعون آتا اور اس درخت کو ہلاتا اس کے درمیان سے بلند آواز سے قوم سے خطاب کرتا، انہیں امیدیں دلاتا اور ان سے لمبے چوڑے وعدے کرتا اور خوش وخرم اور خوش حال زندگی کی انھیں بشارت دیتا اس بڑے شہر میں دوسرے شہروں کے شیاطین سے کہیں زیادہ امیدیں بندھائی جاتیں۔

اس کے بعد لوگ سجدے سے سر اٹھاتے اور سرور مستی، کھانے پینے، لہو و لعب، شراب کباب، ناچ گانے وغیرہ میں اس قدر مشغول ہو جاتے کہ زمین پر گر کر بے ہوش ہو جاتے تھے۔ چونکہ غیر خدا کی پرستش، ان کا کفر، فسق اور فجور بہت زیادہ اور طولانی ہو گیا تو خداوند عالم نے ان کے درمیان ایک نبی مبعوث فرمایا تا کہ انھیں خدا کی عبادت و پرستش کی دعوت دے، انھوں نے اس نبی کی دعوت قبول نہ کی اور وہ پیغمبر، لوگوں کو خدا کی طرف بلا بلا کر تھک گئے آخر کار ان

لوگوں کی بڑی عید کے دن انھوں نے خدا کی بارگاہ میں شکوہ اور فریاد کی اور عرض کی: پروردگار تیرے یہ بندے مجھے جھٹلانے اور تیرے امور کا انکار کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کرتے اور اس درخت کی پرستش کرتے ہیں جو نہ انھیں فائدہ پہونچا سکتا ہے اور نہ ہی نقصان۔ بددعاء کرتے ہوئے انھوں نے عرض کیا مالک جن درختوں کی یہ پرستش کرتے ہیں انھیں خشک کردے تا کہ تیری قدرت وسلطنت ان پر ظاہر ہوجائے۔

نبیؑ کی دعا قبول ہوئی اور جب صبح کو لوگ نیند سے جاگے تو تمام درختوں کو خشک پایا جسے دیکھ کر ان پر خوف وہراس طاری ہوگیا اور ایک جماعت نے کہا: یہ شخص جو آسمان وزمین کے خدا کی پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے اس نے ہمارے خداؤں پر جادو کردیا ہے تا کہ ہم لوگوں کو اپنے خدا کی طرف متوجہ کردے۔

بعض لوگوں نے کہا: چونکہ ہمارے خداؤں نے دیکھا یہ شخص درختوں کی پرستش کا مخالف ہے اور ان کی مذمت اور برائی کرتا رہتا ہے اور ہمیں ان کے خلاف دوسرے خدا کی دعوت دیتا ہے اور ہم اسے اس کام سے روک نہیں سکتے ہیں اس لیے وہ ہم سے ناراض ہوگئے ہیں اور اپنی طراوت وشادابی کو چھپالیا ہے تا کہ ہم اپنے خداؤں کی مدد کے لیے اٹھ کھڑے ہوں اور اس شخص سے انتقام لیں۔

اس چیز کو بنیاد بنا کر انھوں نے اس نبیؑ کو قتل کرنے کا ارادہ کرلیا انھوں نے سب سے بڑے درخت صنوبر کے نیچے گڑھا کھودا اور اس میں نبیؑ کو زندہ دفن کردیا کہ شاید اس سے درختوں کی خشکی دور ہوکر ان میں شادابی آجائے۔

خدا نے جب اپنے نبیؑ پر ان کا یہ ظلم دیکھا تو فرمایا:

"میرے عزت وجلال کی قسم اس قوم کو وہ عذاب دوں گا جو عالمین کی عبرت ونصیحت کا سبب ہو لہٰذا اسی دن جبکہ وہ لوگ ناچ گانے اور لہو لعب میں اپنی عیدگاہ میں مشغول تھے اور خوشیاں منارہے تھے تو اچانک سرخ رنگ کی آندھی چلنے لگی۔ وہ اتنی تیز ہوئی کہ وہ لوگ ایک دوسرے سے پوری قوت سے ٹکرا جاتے اور ان کے پیروں کے نیچے کی زمین مشتعل ہوجاتی۔ اور ایک کالا اور سیاہ بادل ان کے سر پر آگیا اور اس نے آگ برسانا شروع کردی جس سے ان کے بدن پگھلے ہوئے تانبہ کی طرح ہوگئے اور سب کے سب ہلاک ہوگئے۔"[۱]

یہ اصحاب رس جو درختوں کی پرستش کرتے تھے ان کا انجام ہے جو اپنی گمراہی وضلالت کی وجہ سے غضب پروردگار کا شکار ہوکر ہلاک ہوگئے۔

ہم خداوند عالم کے قہر وغضب اور اس کے عذاب وعقاب سے پناہ مانگتے ہیں۔

۱۔ علل الشرائع جلد ۱ ص ۵۵، بحار الانوار جلد ۱۴ ص ۱۴۸، حیوٰۃ القلوب جلد ۱ ص ۳۷۱۔

۱۵۷۔ جنگ بدر میں شیطان کی موجودگی: (اسلام سے جنگ)

ابن عباس کہتے ہیں: جنگ بدر کے وقت جب اسلامی مجاہد اپنی اپنی جگہوں پر مورچے سنبھال چکے تو پیغمبر اکرمؐ کو جھپکی لگی آپؐ کے اوپر وحی کی کیفیت طاری ہوگئی جب آپؐ اس حالت سے باہر نکلے تو مؤمنین کو بشارت دی کہ جبرئیلؑ فرشتوں کے ایک لشکر کے ساتھ میرے لشکر کے داہنی طرف، میکائیلؑ ایک لشکر کے ساتھ میرے لشکر کے بائیں طرف اور اسرافیلؑ فرشتوں کے ایک ہزار کے دستہ کے ساتھ تمہاری مدد کے لیے آمادہ ہیں اور شیطان بھی اپنے شیاطین کے لشکر سمیت قبیلہ بنی مدلج کے ایک شخص ''سراقہ بن مالک جشم'' کی شکل میں آیا ہے اور مشرکین سے کہہ رہا ہے کہ آج تم پر کوئی فتح نہیں پاسکتا کیونکہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور تمہاری مدد کو حاضر ہیں۔ دونوں لشکر کے سپاہیوں کے ایک دوسرے کے مقابلہ میں کھڑے ہونے کے بعد پیغمبر اسلامؐ نے آسمان کی طرف دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور مناجات کی:

''پروردگارا! اگر مسلمانوں کا یہ گروہ ختم ہوجائے تو پھر تیری عبادت کرنے والا دنیا میں کوئی نہ رہ جائے گا۔''

جنگ شروع ہوئی، کافروں کے لشکر نے جب مسلمانوں کے لشکر کی عظمت کا اندازہ لگایا تو عقب نشینی کرتے ہوئے فرار کا راستہ اختیار کیا، اس موقع پر شیطان کی نظر جبرئیلؑ پر پڑگئی جو میکائیلؑ اور اسرافیلؑ کے ساتھ مسلمانوں کی مدد کے لیے آئے تھے سمجھ گیا کہ کفار کی شکست یقینی ہے لہذا اس نے بھاگنا چاہا۔ حارث بن

ہشام جس نے ابلیس کو سراقہ کے روپ میں دیکھا تھا وہ اس سے لپٹ گیا ابلیس نے حارث کے سینہ پر کچھ اس طرح وار کیا کہ وہ گھوڑے سے گر پڑا، حارث نے کہا تم کہاں بھاگ رہے ہو تم نے تو کہا تھا کہ آج تم لوگوں پر کوئی فتح پا ہی نہیں سکتا کیونکہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ابلیس نے کہا:

''اِنِّی اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ اِنِّی اخاف اللہ واللہ شدید العقاب۔[1]

''میں تم سے بیزار ہوں، میں فرشتوں کے وہ لشکر دیکھ رہا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتے میں خدا کے قہر وغضب، اس کی قدرت اور عذاب و عقاب سے ڈرتا ہوں کیونکہ خدا کا عذاب بڑا سخت ہے۔''

کہا جاتا ہے اس دن فرار کرتے ہوئے شیطان سے گائے کی آوازیں سنی گئیں جو اپنی درماندگی کا نوحہ پڑھ رہی تھیں۔[2]

استاد محمد تقی جعفریؒ نے مثنوی کی تفسیر وتحلیل اور تنقید کرتے ہوئے اشارہ کیا ہے: خداوند عالم نے اس مثل کو شیطان کے بارہ میں بیان فرمایا ہے۔

''جب شیطان انسان کو اپنی حیلہ گری سے فریب دیتا ہے تو کہتا ہے: میں بلا، جفا اور مشقتوں میں تمہارا پشت پناہ ہوں اور تجھے مدد دوں گا، میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گا اور خطرات میں تم سے پہلے قدم

۱۔ سورۂ انفال/ ۴۸

۲۔ دلائل النبوۃ، جلد ۲ صفحہ ۲۵۲، مغازی تاریخ جنگ بانی پیغمبرؐ جلد ۱ صفحہ ۵۳، شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد ۱۴ صفحہ ۳۲۹۔

اٹھاؤں گا۔ میں تیر بلا چلنے کے موقع پر تمہاری سپر بنوں گا اور زندگی کے ہر نازک موڑ پر تم سے مخلصانہ رویہ رکھوں گا۔ تم پر اپنی جان نچھاور کروں گا۔ آگے بڑھو تم ہی رستم ہو، تم شیر ہو، مردانہ وار قدم آگے بڑھاؤ جب بیکس انسان شیطانی فریب میں آکر آگے بڑھتا ہے تو بدبختیوں کے گڑھے میں گر پڑتا ہے اس وقت شیطان قہقہے لگاتا ہے، اور انسان بے چارہ چیختا چلاتا اور آوازیں لگاتا ہے۔
اور شیطان سے کہتا ہے آؤ ہمیں پناہ دو کہ تم ہی سے ہماری آرزوئیں وابستہ ہیں شیطان جواب دیتا ہے جاؤ میں تم سے بیزار ہوں تم حیوان سیرت انسان ہو جو خدا کی عدالت سے نہیں ڈرا لیکن میں خدا سے ڈرتا ہوں، جاؤ تم اپنا راستہ لو اور میری جان چھوڑو، خداوند عالم نے فرمایا کہ شیطان خدا کی بارگاہ سے نکالا ہوا ہے۔ تم اس کے مکر و فریب سے کیوں کر نجات پا سکتے ہو' دھوکہ کھانے والے اور دھوکہ دینے والا دونوں روز قیامت روسیاہ اور سنگ ساری کے مستحق ہوں گے۔'' [۱]

۱۵۸۔ آتش پرستی کا دوسرا واقعہ: (گمراہی)

تمام امور میں شیطان خود اپنے کام میں مشغول ہے اور ہر معاملہ میں لوگوں کو گمراہ کرنے کا بہانہ ڈھونڈھتا ہے، حضرت ابراہیمؑ اور نمرود کے واقعہ میں جب

۱۔ تفسیر ونقد وتحلیل مثنوی جلد ۱۴ ص ۳۵۹۔

آگ حضرتؑ پر سرد پڑ گئی تو یہ خبر تمام پہونچی، شیطان بے خبر، ان پڑھ اور جاہل و نادان لوگوں کو پکڑتا تھا اور ان سے کہتا تھا: ''واقعاً ابراہیم ایک عظیم شخصیت تھے.......۔''

شیطان بھی سیکڑوں فریب کاروں کی طرح اس کلمۂ حق کو زبان پر لاتا تھا تاکہ دوسرے سیکڑوں باطل کلمات کو اس سے جوڑ دے۔ اس وقت کہتا تھا: ہاں ابراہیمؑ عظیم آدمی تھے اور آگ بھی بہت مقدس ہے اور اسے تمام خداؤں میں بزرگی حاصل ہے۔ آگ حق و باطل کو پہچانتی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ حضرت ابراہیمؑ کو نہیں جلا پاتی۔ بعض لوگ حضرت آدمؑ کے قصہ سے واقف تھے وہ جواب دیتے تھے تم شیطانی باتیں کر رہے ہو کیونکہ وہ بھی اپنی آتشین خلقت پر مغرور تھا اور اس نے کہا تھا کہ آگ خاک سے بہتر ہے اور یہ بات کہہ کر وہ گمراہ ہو گیا۔
شیطان کہتا تھا: شیطان پر لعنت ہو، شیطان خود برا ہے آگ میں کوئی خرابی نہیں تھی آدمیوں میں بھی کہ جن کا تعلق خاک سے ہے اچھے برے پائے جاتے ہیں۔ آتش روشنی اور نور ہے اور نور کا تعلق خود پروردگار سے ہے۔ یہی آگ تھی جس نے ہابیلؑ کی قربانی کو قبول کیا تھا۔ یہی آگ تھی جو ابراہیمؑ خلیل اللہ پر سرد پڑ گئی تھی۔ آخرت میں بھی گنہگاروں پر آگ کے ذریعہ عذاب کیا جائے گا کیونکہ آگ اچھے آدمی کو نہیں جلاتی' یہ سب جھوٹ نہیں ہے۔
نادان اور سادہ لوگ ان باتوں سے دھوکہ کھا جاتے اور کہتے تھے: کہ سچ بھی کوئی چیز ہے۔ شیطان کہتا تھا: کیوں نہیں جو کچھ ہے وہ یہی ہے۔ آتش خداؤں کی خدا ہے وہ خود سے ہے' میں بھی آگ کی پرستش کرتا ہوں لیکن چونکہ لوگ عقل

نہیں رکھتے اس لیے اپنے عقیدہ کو چھپاتا ہوں، میں جانتا ہوں جو شخص آگ کو سجدہ کرتا ہے آگ اسے نہیں جلاتی جس طرح اس نے براہیمؑ کو نہیں جلایا۔[1]

ان حیلوں اور بہانوں سے شیطان نے نادان لوگوں کو آتش پرستی کا سبق دیا اور ایک اور بڑی بدبختی ہوئی لعنت ہو نادانی اور بے خبری کے اوپر ہمیشہ نادان لوگ شیطان کے فریب میں آتے ہیں اور دنیا کو بلاء میں مبتلا کرتے ہیں۔

۱۵۹۔ آفتاب پرستی: (ضلالت)

انسان کی یکتا پرستی سے انحراف اور بت پرستی، آتش پرستی اور آفتاب پرستی وغیرہ کی طرف میلان کے سلسلہ میں قصہ ہائے قرآن کی کتاب میں حضرت نوحؑ کی داستان میں سے ایک دلچسپ اقتباس نقل ہوا ہے:

طوفان کے بعد جب کشتیٔ نوح ساحل پر پہونچ گئی اور زمین خشک ہوگئی اور نوحؑ اور ان کے ساتھیوں نے راحت و آرام کی زندگی شروع کی اور چونکہ اس واقعہ سے لوگوں کا خدا پر ایمان محکم ہوگیا تھا لہٰذا برسہا برس شیطان کا بازار مندا تھا اور لوگ اس کے جال فریب میں نہیں آتے تھے۔

جلدی زمین پر آدمیوں کی تعداد بڑھ گئی اور نوح علیہ السلام کی عمر بھی تمام ہونے کو آگئی اور جن لوگوں نے طوفان نوح کو دیکھا تھا وہ دنیا سے چلے گئے دھیرے دھیرے شیطان اپنی فتنہ سامانیوں کے ساتھ نمودار ہونے لگا تا کہ جھوٹ اور حیلے بہانوں کے ذریعہ دوبارہ لوگوں کو گمراہ کرے۔

۱۔ قصہ ہائے خوب برائے بچہ ہائے خوب جلد ۵ قصہ ہائے قرآن ص ۴۵۔

شیطان چند سو سال والے عمر کے بوڑھے کی صورت میں نادان لوگوں سے جا کر پوچھتا تھا: تمہیں نوح کا طوفان یاد ہے؟

وہ کہتے تھے نہیں ہم اس وقت نہیں تھے البتہ اس کی داستان سنی ہے۔

شیطان کہتا: اچھا ہوا کہ تم نہیں تھے ورنہ بہت ڈر جاتے میں اس وقت جوان تھا اور نوح کی کشتی میں سوار تھا میں بہت زیادہ ڈر گیا، نوحؑ بھی بُرے آدمی نہیں تھے طوفان سے پہلے اور اب میں بہت فرق ہے، طوفان نے ہر چیز کو بدل ڈالا۔

وہ لوگ پوچھتے وہ کیسے؟—وہ جواب دیتا کہ: چونکہ طوفان بہت سخت تھا میں نے اور نوحؑ نے کشتی بنائی اور بنانے میں دونوں شریک تھے، پھر طوفان آیا ہم اپنے دوستوں اور نوحؑ کے ساتھ اس میں سوار ہوئے دوسری کشتیاں بھی تھیں جو غرق ہوگئیں لیکن ہم لوگ زندہ رہ گئے طوفان بڑا وحشت ناک تھا، آہ بے چارے حیوانات یہ سب طوفان سے پہلے ہم آدمیوں کی طرح باتیں کرتے تھے لیکن کشتی میں ڈر سے ان کی زبانیں بند ہوگئیں۔ ان کے کشتی میں ہونے کا سبب یہی تھا کہ وہ ہماری طرح بولتے اور باتیں کرتے تھے لیکن چونکہ ان کے پاس عقل نہیں تھی لہٰذا ڈر گئے اور گونگے ہوگئے۔

وہ لوگ کہتے کہ بڑے تعجب کی بات ہے۔

شیطان نے کہا: ہم نے اس وقت نوحؑ سے کئی مرتبہ گفتگو کی کیونکہ وہ بارش کے خدا کے طرف دار تھے اور میں روشنی کے خدا کا طرف دار تھا۔

وہ لوگ کہتے: بڑی عجیب باتیں کر رہے ہو کیا کئی خدا ہیں؟

شیطان نے جواب دیا: ۴ عدد، ۶ عدد، ۸ عدد، بلکہ زیادہ میں ٹھیک سے نہیں جانتا کہ کتنے ہیں کیونکہ ہر چیز کا ایک خدا ہے۔ بارش کا خدا آسمان میں ہے اور دنیا میں اس کا نمائندہ دریا اور سمندر ہے اسی طرح روشنی کا خدا سورج ہے اور دنیا میں اس کا نمائندہ آگ ہے۔ طوفان بھی دو خداؤں کی جنگ کا نتیجہ تھا بارش کے خدا کو غصہ آیا اور اس نے طوفان بھیج دیا اور روشنی کے خدا نے ضد کی اور زمین کو سکھا دیا۔

لوگ کہتے بھائی تم تو بڑی عجیب عجیب باتیں کرتے ہو۔

شیطان جواب دیتا کہ: چونکہ تمہیں پتہ نہیں ہے میری عمر اسی لیے زیادہ ہے کہ میں دن میں سورج کی عبادت کرتا ہوں اور رات میں آگ کی پرستش کرتا ہوں۔

وہ لوگ کہتے: ایسی باتیں کیوں کرتے ہو یہ کفر ہے گناہ ہے۔ خدا صرف ایک ہی ہے۔

شیطان کہتا: تم یہ فرض کیے ہو لیکن گرمیوں میں پانی تمہیں ٹھنڈا کرتا ہے اور سردیوں میں آگ تمہیں گرماتی ہے میں نہیں سمجھتا کہ جو کچھ دیکھ رہا ہوں اسے جھوٹا کہوں تمہیں کیا پتہ خدائے یگانہ کا کیا مطلب ہوتا ہے؟

شیطان اپنی انہی فریب کاریوں کے ذریعہ ناسمجھ اور نادان لوگوں کو دھوکہ دیتا اور گمراہ کر کے انھیں آفتاب پرستی اور آتش پرستی اور پھر دوبارہ بت پرستی سے مانوس کرتا تھا۔[۱]

۱۔ قصہ ہائے خوب برائے بچہ ہائے خوب جلد ۵ قصہ ہائے قرآن ص ۲۶۔

۱۶۰۔ ماربدوش ضحاک: (شیطانی آدمی)

دونوں شانوں پر سانپ والے ضحاک کے بارہ میں نقل ہوا ہے کہ اس نے شیطانی مکر و فریب اور نیرنگ کے ذریعہ لوگوں پر کس طرح مظالم کے پہاڑ توڑے ہیں۔

جب جمشید شاہ تخت سلطنت پر بیٹھا تو شاہی کرّ و فر نے اسے شیطانی غرور میں مبتلا کر دیا اور وہ خدا کی بندگی سے روگرداں ہو کر خدائی کا دعویٰ کر بیٹھا اور اس نے لوگوں کو اپنی بندگی اور اطاعت کی طرف دعوت دینی شروع کر دی۔ لوگ اگرچہ اس کے سخت مخالف تھے لیکن اس کے بے حد و حساب ظلم و ستم کی وجہ سے اس کے اطاعت گذار اور فرماں بردار تھے۔

آخر کار ضحاک نے ایک عظیم لشکر کے ذریعہ اس پر حملہ کر دیا اور اس کی شاہی کو خاک میں ملا دیا۔

جمشید کی سلطنت کے خاتمہ اور اس کے قتل کے بعد ضحاک نے بادشاہت سنبھالی اور خود بھی دوسرے بادشاہوں کی طرح ظلم و ستم کا بازار گرم کر دیا نیک اور اچھے لوگوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا اور قیدی بنا کر اپنے مظالم کا نشانہ بنایا۔ کہا جاتا ہے کہ ابلیس ملعون کی ضحاک سے گہری دوستی تھی کہ برائیوں، ناپاکیوں اور خباثتوں کے سارے طور طریقوں کو وہی ضحاک کو سکھاتا اور اس کے خبیث نفس میں وسوسہ کرتا۔

ابلیس نے جب دیکھا ضحاک اپنے پورے وجود کے ساتھ اس کے بس میں

ہے اور اس کی خواہش اور وسوسوں کے مطابق عمل کرتا ہے تو ایک دن وہ ایک جوان کی شکل میں ضحاک کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک ماہر تجربہ کار باورچی ہوں اور مجھے اپنے پاس کھانا پکانے کے لیے رکھ لو تو میں تمہارے لیے طرح طرح کے لذیذ کھانے پکاؤں گا۔ضحاک نے اس کی باتیں سن کر کھانا پکانے کے امور کی ذمہ داری اس کے حوالہ کر دی۔

ابلیس نے بڑی مہارت سے کھانا پکانا شروع کیا اور روزانہ اسے قسم قسم کے کھانے کھلاتا، ایک دن اس نے ایک مخصوص غذا مخصوص رنگ کی تیار کی جو بہت زیادہ لذیذ تھی جسے کھا کر ضحاک کو بہت زیادہ لذّت محسوس ہوئی اس نے باورچی کی بڑی تعریف کی اور کہا واقعاً یہ ماہر باورچی ہے وہ اس سے اتنا خوش ہوا کہ کہا اس کے عوض اس سے جو چیز مانگی جائے گی وہ دے دے گا۔

ابلیس نے کہا بادشاہ، سلامت رہیں، ہر آدمی بادشاہ کی خدمت مال و مقام کو حاصل کرنے کے لیے کرتا ہے لیکن میں صرف آپ کو خوش کرنے کے لیے خدمت کرتا ہوں اور آپ کے مال متاع اور مقام و منصب پر نظر نہیں رکھتا، بس اگر بادشاہ اجازت دے دیں تو ان کے دونوں کندھوں کو بوسہ دینا چاہتا ہوں تا کہ میرے اور میری نسل کے لیے یہ چیز افتخار کا باعث بن جائے۔ضحاک نے اسے بوسہ کی اجازت دے دی۔ابلیس قریب گیا اور اس نے دونوں شانوں کا بوسہ لیا، بوسہ لیتے ہی دو سیاہ سانپ کاندھے پر نکل آئے اور ابلیس اچانک غائب ہو گیا۔

ضحاک اس واقعہ سے بہت زیادہ حیران و پریشان ہوا۔دونوں سانپوں کے

حرکت کرنے کی وجہ سے اسے بڑی اذیت ہوتی تھی وہ ان سانپوں سے نجات پانے کے لیے انھیں کٹوا دیتا تو اس کی جگہ پر نئے سانپ نکل آتے۔

تمام ڈاکٹر، حکیم، جادو سحر والے جمع ہو گئے اور جس طریقہ سے بھی اس کا علاج کیا جاتا کوئی فائدہ نہ ہوتا اور ضحاک کی اذیّت بڑھ جاتی کیونکہ سانپوں کی حرکت اور جنبش سے اس کا کھانا پینا اور سونا حرام ہو گیا تھا۔

ابلیس نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور ایک حکیم کی شکل بنا کر ضحاک کے دربار میں آیا اور اس نے کہا کہ مجھے اس مرض کا علاج معلوم ہے، اگر اجازت ہو تو بتاؤں۔ضحاک نے کہا: جلدی بتاؤ کیا علاج ہے؟

ابلیس نے کہا: اے بادشاہ یہ سانپ اب تمہارے کاندھے سے کبھی نہیں جائیں گے اب اس کا صرف ایک علاج ہے جس پر عمل کرو گے تو ان کی اذیّت و آزار سے امان میں رہو گے۔ضحاک نے کہا اگر واقعاً تمہاری بات سچ نکلی تو جو مانگو گے تمہیں دوں گا۔

شیطان نے کہا اس کا علاج یہ ہے کہ: روزانہ دو جوانوں کا بھیجہ انھیں کھلایا جائے تا کہ اسے کھا کر یہ سو جائیں اور جنبش نہ کریں اور تم کو آرام مل جائے۔ ضحاک نے فوراً حکم دیا کہ زندان سے دو جوانوں کو نکال کر ان کا بھیجہ لایا جائے۔ بھیجہ لایا گیا۔سانپوں نے اسے کھایا اور سو گئے ضحاک بھی جو کئی دنوں سے نہیں سویا تھا سو گیا، لیکن جیسے ہی ان سانپوں کو بھوک لگی انھوں نے دوبارہ حرکت شروع کر دی جس کی وجہ سے ضحاک کی آنکھ کھل گئی۔اس نے حکم دیا کہ دوسرے دو جوانوں کا سر توڑ کر بھیجہ نکالا جائے اور ان سانپوں کو کھانے کو دیا جائے۔

یہ کیفیت اسی طور پر باقی رہی یہاں تک کہ جتنے قیدی تھے وہ سب ختم ہو گئے پھر بادشاہ کے سانپوں کی غذا کے لیے شہر سے جوان گرفتار کیے جانے لگے جن کا بھیجہ نکال کر انھیں کھلایا جاتا۔ رفتہ رفتہ ضحاک کے ظلم وستم سے لوگ تنگ آ گئے ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ اور انھوں نے اس کے خلاف قیام کر کے اسے ہلاک کر دیا۔

اس قیام کو ضحاک کے خلاف "کاوہ آہنگر کے قیام" سے یاد کیا جاتا ہے اس کے بارہ میں دو طرح کی روایتیں بیان کی جاتی ہیں:

۱۔ فریدون نے ایک لوہے کے ڈنڈے کے ذریعہ کہ جس کے اوپر گائے کا سر بنا تھا اسے ضحاک کے سر پر دے مارا جو وہیں ڈھیر ہو گیا۔

۲۔ اور دوسری روایت ہے کہ اسے دماوند پہاڑ کے ایک کنویں میں قید کر کے ڈال دیا گیا اور آخر کار ان سانپوں نے ضحاک کے بھیجہ کو اپنی غذا بنالی جن کی غذا کسی وقت ہمارے ملک کے جوانوں کا بھیجہ ہوا کرتا تھا۔[1]

شاہانہ مظالم اور شاہ دوستی کے بارہ میں حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں؟

اذا استشاط السّلطان تسلّط الشّیطان۔

"جب کوئی بادشاہ سفاک ہو جاتا ہے تو شیطان اس پر مسلّط ہو جاتا ہے۔"[2]

۱۔ شاہ نامہ فردوسی، جوامع الحکایات عوفی (جعفر شعار) قسم اوّل ص ۵۹-۵۲۔

۲۔ غرر الحکم جلد ۳ ص ۱۲۱۔

دوسرے جملہ میں فرماتے ہیں:

طلب السّلطان من خداع الشّیطان۔

"بادشاہ کا طلب کرنا (اس کی خدمت اور دوستی) شیطان کا مکر وحیلہ (اور اس کا عمل) ہے۔"[1]

بیان کیا جاتا ہے کہ دو فرشتے انسان کے داہنے اور بائیں شانوں پر بیٹھے ہیں جو اس کے نیک و بد اعمال لکھتے ہیں لیکن چونکہ ضحاک نیک کام سے بالکل جدا تھا اس لیے اس کے کاندھوں پر دو فرشتوں کے بجائے سانپوں کی صورت میں دو شیطان بیٹھے تھے اور جتنی خباثت اور ناپاکی ہو سکتی ہے اس پر ضحاک کو کاربند کرتے تھے اور آخر کار اسے ہلاک کر دیا۔ اے انسان اس سے غافل نہ ہو کہ تیرے مکر وحیلہ اور نفسانی وسوسوں کی وجہ سے خدا کے دونوں فرشتے تجھے چھوڑ کر اور اپنی جگہ پر سانپوں کی صورت میں دو شیطانوں کو نہ بٹھا جائیں۔ کیونکہ اگر فرشتے چلے جائیں گے تو ان کی جگہ دیو آ جائیں گے اور ظالم ضحاک کی طرح ان کے خوفناک زہر سے ہلاک ہو جاؤ گے اور نتیجہ میں ہمیشہ کی بدبختی جھیلنا پڑے گی۔

حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

ظلم نفسه من عصى الله و اطاع الشّیطان۔

"جس نے خدا کی نافرمانی اور شیطان کی اطاعت کی اس نے اپنے

۱۔ غرر الحکم جلد ۳ ص ۲۵۸۔

نفس پر ظلم کیا۔"[1]

۱۶۱۔شیطان اور معاویہ: (شیطانی ایجنٹ)

جلال الدین محمد بلخی مثنوی میں معاویہ سے متعلق ایک داستان نقل کرتے ہیں البتہ اس کا اسلامی مدارک میں کہیں ذکر نہیں ملتا لیکن اس داستان کا اصل مقصد اختصار کے ساتھ علماء اسلام کے کلمات اور احادیث میں پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ ملتا ہے کہ: بعض اوقات عبادت کا چھوٹ جانا انسان کے پچھتاوے اور اذیت کا سبب بنتا ہے خود اس کا بہت زیادہ ثواب ہے اور یہ چیز اس عبادت سے بہتر ہے جو دکھاوے کے لیے کی جائے۔

مولوی درج ذیل داستان کو معاویہ کے بارہ میں نقل کرتے ہیں اگر چہ وہ اس پورے واقعہ میں معاویہ کی مدح وستائش نہیں کرتے لیکن بعض مطالب اس کے حوالہ سے ایسے بیان کرتے ہیں جو اس کے جاہ طلب، نسل پرست اور حق کش جذبوں سے میل نہیں کھاتا۔[2]

خاص کر اسلام مسلمانوں، خاندان پیغمبرؐ سے متعلق افراد اور امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہما السّلام کی نسبت اس کی دشمنی روز روشن کی طرح واضح اور آشکار ہے۔ ہم زیارت عاشورہ میں پڑھتے ہیں:

۱۔ غرر الحکم جلد ۴ ص ۲۵۸۔

۲۔ تفسیر ونقد وتحلیل مثنوی جلد ۵ ص ۲۰۲۔

'اَللّٰهُمَّ العن ابا سفیان ومعاوية و یزید بن معاويه علیهم منك اللّعنة ابدالأبدين.'

"خدایا ابوسفیان، معاویہ اور اس کے بیٹے یزید پر ابدی لعنت نازل فرما۔"

اصل واقعہ یہ ہے کہ ایک دن معاویہ اپنے محل کے ایک گوشہ میں سو رہا تھا وہ لوگوں کی رفت وآمد سے بہت زیادہ تھک گیا تھا اس نے محل کا دروازہ اندر سے بند کر لیا تھا کہ کوئی اس کے آرام میں خلل نہ ڈالے وہ گہری نیند میں تھا کہ کسی نے اسے جگا دیا، معاویہ کی آنکھ کھل گئی، اسے کوئی دکھائی نہ دیا تو اس نے دل میں سوچا میں نے دروازہ اندر سے بند کر لیا تھا اور کوئی باہر سے داخل بھی نہیں ہوسکتا آخر کس نے اس کے ساتھ یہ گستاخی کی ہے، وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور بیدار کرنے والے کو ڈھونڈنے لگا کہ اچانک ایک دروازہ کے پیچھے ایک شخص کو چھپتے دیکھا، معاویہ نے پوچھا تم کون ہو اور یہاں کیا کر رہے ہو؟ اس نے بتایا کہ میرا نام ابلیس ہے۔ معاویہ نے پوچھا تو نے مجھے کیوں جگایا ہے؟

شیطان نے کہا چونکہ نماز کا وقت ہے لہٰذا میں نے جگا دیا کہ وقت پر مسجد پہونچ جاؤ۔ معاویہ نے کہا تو شیطان ہے اور شیطان بندوں کی ہرگز بھلائی نہیں چاہے گا تیرا مقصد یقیناً یہ نہیں ہے کہ مجھے اطاعت الٰہی کی طرف راہنمائی کرے گا تیری مثال چور جیسی ہے جو محافظ کا بھیس بدلے ہوا اور کہے کہ: میں تمہارا محافظ ہوں میں اس محافظ نما چور کی بات پر کیوں کر اعتبار کروں، کیا چور کی سمجھ میں خیر،

اجر اور الٰہی انعام آ سکتا ہے خاص کر تیرے جیسے راہ زن کی سمجھ میں، تو میرے لیے کیونکر ہمدرد اور دل سوز ہو سکتا ہے۔ بتاؤ تم نے مجھے کیوں جگایا ہے؟ ۱

شیطان نے پوچھا کیا واقعاً تم جگانے کی وجہ جاننا چاہتے ہو؟ میں نے تمہیں اس لیے جگایا ہے کہ تم نماز جماعت کے لیے مسجد جاؤ تا کہ تمہاری نماز قضا نہ ہونے پائے کیونکہ دوسری صورت نماز کے قضا ہونے کے بعد تیرے دل سے ایک درد، حسرت اور آہ و فغاں نکلے گا جو سیکڑوں عبادتوں سے بالاتر ہے اس لیے میں نے تمہیں جگایا ہے کہ عبادت چھوٹ جانے کی پشیمانی اور پچھتاوے سے روحانیت کا دروازہ نہ کھلوالو۔

ہاں یہ میرا کام ہے میں حاسد ہوں میں اولاد آدمؑ کا دشمن ہوں میرا کام کینہ اور مکروفریب ہے۔

ایک دوسرے اعتبار سے اس داستان کے آخری حصہ سے ہم ایک اور نتیجہ نکال سکتے ہیں اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ شیطان کا ایک دوسرا ہی مقصد تھا اور وہ یہ ہے کہ: معاویہ روزانہ صبح کی نماز کے لیے اٹھ جاتا تھا اور اس کی نماز صبح قضا نہیں ہوتی تھی، یہاں تک کہ ایک رات بڑی گہری نیند میں سو رہا تھا کہ شیطان کی ایک آواز نے اسے میٹھی نیند سے جگا دیا معاویہ نے اس سے پوچھا کہ تم نے مجھے کیوں جگایا ہے؟ شیطان نے کہا تا کہ نماز جماعت کا ثواب تم سے نہ چھن جائے۔

معاویہ نے کہا تمہارا کام لوگوں کو ثواب اور سعادتمندی سے روکنے کا ہے نہ

۱۔ تفسیر ونقد وتحلیل مثنوی جلد ۲ ص ۲۱۵۔

کہ انھیں ثواب دلانے اور سعادت مند بنانے کا۔ یقیناً تمہارا مقصد نماز جماعت کا ثواب نہیں بلکہ کچھ اور رہا ہوگا بتاؤ مقصد کیا تھا؟

شیطان نے اس گھڑی صاف صاف بتادیا کہ میں نے حساب لگایا ہے کہ جب تم جماعت کی امامت کرتے ہو تو لوگوں کی نمازیں باطل اور تباہ ہو جاتی ہیں اس لیے کہ تجھ جیسے ظالم کی اقتداء میں نماز ہوتی ہے اور نماز پڑھنے والے مقتدی احمق ہیں جو تجھے امام کے طور پر قبول کرتے ہیں جس کی وجہ سے صرف ان کو جماعت کے ثواب سے ہی محروم نہ کیا جائے گا بلکہ ان کی نماز باطل ہوگی اور وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوں گے۔ اب تم ہی بتاؤ میں کیوں کر ایسی جماعت کے برگذاری کا سامان نہ کروں اس لیے کہ اگر تم پڑے سوتے رہو گے تو لوگ فرادی نماز پڑھ لیں گے اور ان میں سے بعض کی نمازیں درست ہو جائیں گی اور انھیں نماز صبح کا ثواب مل جائے گا اور میں اس بات کا مخالف ہوں میں چاہتا ہوں کہ لوگ تمہارے جیسے امام جماعت کی سرکردگی میں غفلت وگمراہی اور معنویت سے خالی طاعت وعبادت میں مشغول رہیں اور اس طرح وہ صراط مستقیم سے منحرف رہیں تمہیں صبح صبح جگانے کا یہ مقصد تھا۔ ۱

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام ایک خط میں معاویہ کو خطاب کر کے تحریر فرماتے ہیں: یقیناً تو مال حرام کی نعمتوں میں پھنسا ہوا ہے، شیطان نے تیرے دل میں اپنی جگہ بنالی ہے اور اس میں پناہ لے رکھی ہے اور خون کی طرح وہ تیری

۱۔ اسی طرح داستان کتاب منہاج السرور یا صد ودہ حکایت ص ۲۴۷ پر (مؤلف شیخ علی قرنی گلپایگانی) نقل ہوئی ہے۔

رگوں میں گردش کر رہا ہے۔ [۱]

اب معاویہ جیسا شیطان صفت کیا اس میں کسی قسم کا سوز وگداز یا عبادت کے ترک ہوجانے کا کوئی افسوس پایا جاتا ہے وہ ایسا ہی شیطان صفت ہے جس کی ناپاک نسل سے یزید جیسا خبیث پیدا ہوا جس نے اپنے شیطانی لشکر کے ذریعہ زمین کربلا کو حسینؑ اور ان کے یار ومددگار افراد کے خون سے رنگین کر کے بشری تاریخ کے چہرہ کو رسواء کر دیا۔

حرم مطہر امام حسین علیہ السلام کے اعمال میں ہم یہ جملہ پڑھتے ہیں:

و اطاعوا فی قتلہ الشّیطان ولم یراقبوا فیہ الرّحمن.

"اس ظالم قوم نے قتل امام حسینؑ کے سلسلہ میں شیطان کی اطاعت کی اور خدا کو نظر انداز کر دیا۔"

یہ بات اس ملعون، شیطان ایجنٹ کی شناخت میں زیادہ مددگار ہوتی ہے کیونکہ مولوی کا یہ واقعہ درج کرنا اس عرفانی اور روحانی نکتہ کو اجاگر کرنے کے لیے تھا کہ شیطان کا معاویہ پر کوئی قابو نہیں تھا۔

۱۶۴۔ شیطان کی دلیل: (قیاس)

حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے واقعہ میں خداوند عالم کے حکم سے حضرت خضرؑ نے کچھ کام کیے جس پر حضرت موسیٰؑ نے اعتراض کیا، اسوقت

۱۔ پیکار صفین ص ۱۵۴، نصر بن مزاحم، نہج البلاغہ نامہ ۱۰۔

حضرت خضرؑ نے اپنے انجام دادہ کاموں کی حکمت بیان کی اور واضح کیا کہ انھوں نے بچہ کو کیوں قتل کیا۔ کشتی میں سوراخ کیوں کیا اور اس دیوار کو کیوں تعمیر فرمایا: حضرت موسیٰؑ متوجہ ہو گئے کہ ان کا اعتراض بلاوجہ تھا اور کسی عمل کی ظاہری شکل و صورت پر قضاوت نہیں کی جاسکتی۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"خداوند عالم کے اوامر کو قیاس کے ذریعہ حل نہیں کیا جاسکتا جو شخص خدا کے معاملہ میں قیاس کرے گا وہ خود ہلاک ہونے کے ساتھ ساتھ کبھی کبھی دوسروں کی ہلاکت کا بھی سبب بن جائے گا۔"

سب سے پہلے جس شخص نے خدا کی نافرمانی اور اپنی انا دکھائی اور قیاس کیا وہ شیطان ملعون تھا خدا نے جب ملائکہ کو آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کیا۔۔۔ خداوند عالم نے فرمایا:

"جبکہ میں نے تجھے سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟"

شیطان نے کہا: میں ان سے بہتر ہوں کیونکہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدمؑ کو خاک سے۔

یہ پہلا اظہار کفر تھا کہ میں بہتر ہوں (مادہ خلقت کے اعتبار سے)

بعد میں قیاس کیا کہ مجھے آگ سے پیدا کیا اور آدمؑ کو مٹی سے، اسی وجہ سے خدا نے اسے اپنے جوار رحمت سے دور کیا اور لعنت کرتے ہوئے اسے "رجیم"

قرار دیا۔ اس کے بعد اپنے عزت و جلال کی قسم کھا کر کہا کہ جو شخص اپنے دین کے معاملات میں قیاس کرے گا میں اسے شیطان کے ساتھ ''جہنم کے درک اسفل'' میں روانہ کروں گا۔

لہذا شیطان کی نافرمانی اور بدبختی کو غالباً اس کی خود پسندی قرار دیا گیا اور یہ کہا گیا کہ چونکہ وہ اپنی ناری خلقت پر نازاں اور مغرور تھا لہٰذا اس نے خاک سے پیدا آدمؑ کو سجدہ نہیں کیا اور اپنے آپ کو بہتر جانتے ہوئے "انا خیر منه" کہا اور خدا کے سامنے قیاس کو دلیل بنایا۔ ۱

۱۶۳۔ ابوحنیفہ سے امام صادقؑ کا مناظرہ: (تفسیر بالرائے)

ایک دن ابوحنیفہ امام صادقؑ کے پاس آئے، حضرتؑ نے ان سے پوچھا کہ اے ابوحنیفہ میں نے سنا ہے کہ تم دین میں قیاس کرتے ہو اور خدا کے احکام کی اپنی رائے سے وضاحت کرتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہاں میں قیاس کرتا ہوں۔

حضرتؑ نے فرمایا کہ قیاس نہ کرو کیونکہ سب سے پہلے جس شخص نے قیاس کیا تھا وہ شیطان تھا جس گھڑی اس نے کہا تھا کہ "خلقتنی من نار و خلقته من طین" اس کا قیاس یہ تھا کہ مٹی سے آگ بہتر ہے، اگر وہ حضرت آدمؑ کی نورانیت اور آتش کی نورانیت کے درمیان قیاس کرتا تو مناسب ہوتا اور وہ اس وقت سمجھتا کہ ان دونوں کے درمیان فضیلت اور برتری ہے (کیونکہ آتش کا نور صرف محسوسات میں ظاہر ہوتا ہے اور پانی اور ہوا سے بجھ جاتا ہے اور سورج کے

۱۔ علل الشرائع ص ۸۰ باب ۵۴۔ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی جلد ۲ ص ۵۹۹۔

مقابلہ میں بے جان ہو جاتا ہے لیکن آدمؑ کا نور ایسا نور ہے جس کے ذریعہ ملک و ملکوت ظاہر ہوتے ہیں اور پانی اور ہوا اسے خاموش نہیں کرتی اور سورج کے سامنے وہ نابود نہیں ہوتا۔

اس کے بعد حضرتؑ نے ابوحنیفہ کو خطاب کر کے فرمایا:

''اے ابوحنیفہ خدا سے ڈرو اور اپنی رائے سے دین خدا میں قیاس نہ کرو، بیشک میں نے اپنے آباء طاہرینؑ سے سنا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: جو شخص دین میں قیاس کرے گا خداوند عالم اسے جہنم میں شیطان کا ساتھی قرار دے گا۔ کیونکہ شیطان ہی پہلا شخص ہے جس نے قیاس کرتے ہوئے کہا کہ میں آدمؑ کو سجدہ نہ کروں گا کیونکہ میں آدمؑ سے بہتر ہوں کیونکہ مجھے نورانی آتش سے اور آدمؑ کو پست اور گدلی مٹی سے پیدا کیا ہے۔'' ۱

۱۶۴۔ حضرت آدمؑ اور شیطان ملعون کی خدا سے درخواست: (وسوسہ اور توبہ)

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

''سب سے پہلے جس نے کفر کیا اور کفر و سرکشی کی بنیاد ڈالی وہ ابلیس ملعون تھا۔'' ۲

۱۔ علل الشرائع جلد ۱ باب ۸۱ ص ۱۰۸-۱۱۱۔

۲۔ بحار الانوار جلد ۳ ص ۲۴۹۔

امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا:

"جس نے سب سے پہلے قیاس کیا وہ شیطان تھا اس نے غرور کیا اور یہ غرور ہی پہلا گناہ ہے جس کے ذریعہ خدا کی نافرمانی ہوئی۔"

جس وقت خدا نے آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو شیطان نے کہا:

پروردگارا! مجھے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے معاف کر دے میں اس کے بدلہ میں تیری ایسی عبادت کروں گا کہ کسی مقرّب فرشتہ یا نبی مرسل نے نہ کی ہوگی۔

خداوند عالم نے اس کے جواب میں فرمایا:

"مجھے تیری عبادت کی ضرورت ہی نہیں ہے میں نے جس چیز کا حکم دیا تھا میں چاہتا تھا اسی کے ذریعہ میری ستائش ہو لیکن تو نے نہیں مانا اب میری بارگاہ سے نکل جا تجھ پر قیامت تک لعنت ہو۔"

شیطان نے کہا: پروردگار تو عادل ہے ظلم نہیں کرتا میری یہ چند سال کی عبادتوں کے اجر کا کیا ہوگا۔

خدا نے فرمایا:

"اپنی عبادتوں کے بدلہ میں جو دنیوی چیز تجھ کو چاہیئے بتادے"۔

شیطان نے پہلی چیز جس کی درخواست کی تھی وہ قیامت تک کی زندگی تھی، دوسری چیز جس کا اس نے مطالبہ کیا تھا وہ لوگوں پر تسلّط اور قابو تھا۔

خداوند عالم نے اس کی درخواست قبول کی۔ شیطان نے کہا: آدمیوں پر میرا قابو بالکل ایسا ہو جیسے اس کی رگوں میں خون دوڑتا ہے۔ پھر عرض کیا کہ: آدمی کی

ایک اولاد کے مقابلہ میں مجھے دو اولاد عطا فرما، اور میں آدمیوں کو دیکھوں لیکن وہ ہمیں نہ دیکھ سکیں تا کہ جس صورت میں آنا چاہوں ان کے سامنے آسکوں۔ خدا نے اس کی یہ درخواست بھی قبول کرلی۔ اس نے پھر اپنی قدرت میں اضافہ کا مطالبہ کیا۔ خدا نے فرمایا: میں نے آدمی کے سینہ کو تیری جولان گاہ قرار دیا۔ اس نے کہا پروردگار میرے لیے اتنا ہی کافی ہے اسکے بعد قسم کھا کر بغض و کینہ سے کہا:

خدایا! تیرے عزّت و جلال کی قسم تیرے خالص بندوں کے سوا میں تمام اولادِ آدمؑ کو گمراہ کروں گا۔ داہنے بائیں اور آگے پیچھے سے جا کر میں انھیں فریب دوں گا یہاں تک کہ ان کی اکثریت کو گمراہ کر کے کفر و بے دینی میں مبتلا کروں گا۔

جب خدا نے شیطان کی تمام باتوں کو مان لیا اور شیطان نے آدمیوں کو گمراہ کرنے کی قسم کھائی تو آدمؑ نے عرض کی:

خدایا! تو نے شیطان کو میری اولاد پر قابو دے دیا اور وہ ان کی رگوں میں خون کی طرح گردش کرے گا اس نے جو مانگا تو نے اسے عطا کر دیا اب مجھے اور میری اولاد کو تیری بارگاہ سے کیا ملے گا۔ خدا کا خطاب ہوا:

"تمہاری اولاد کے ایک گناہ اور نافرمانی کے بدلہ میں ایک سزا ہے لیکن ہر نیک عمل پر دس گنا اجر و ثواب عنایت کروں گا۔ آدمؑ نے عرض کیا خدایا اس سے زیادہ عنایت کر۔ خدا نے فرمایا: توبہ واستغفار کا وقت روح کے گلے تک پہونچنے اور اس کے بدن سے نکلنے کے وقت آخری سانس تک بڑھادیا۔"

حضرت آدمؑ نے کہا: پالنے والے اور اضافہ کر۔

خدا نے فرمایا:

"میں جس کو چاہوں گا اپنی بخشش اور مغفرت اس کے شامل حال کروں گا اور اس راہ میں مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں ہے۔"

آدمؑ نے کہا:

"بس یہ میرے اور میری اولاد کے لیے کافی ہے۔"

امام صادق علیہ السّلام سے پوچھا گیا:

"خدا نے شیطان کی تمام درخواستیں کیوں مان لیں؟"

حضرت نے فرمایا:

"اس کی عبادتوں کے بدلہ میں۔"

جب پوچھا گیا کہ وہ اعمال کیا تھے حضرتؑ نے فرمایا:

"آسمان پر اس نے دو رکعت نماز پڑھی تھی جو چار ہزار سال میں تمام ہوئی تھی۔"[۱]

۱۔ بحارالانوار جلد ۶۰ ص ۲۷۵-۲۷۴، تفسیر علی بن ابراہیم قمی جلد ۱ ص ۵۳-۵۲، اصول کافی جلد ۴ ص ۱۷۳ جواہر السنیّہ شیخ حر عاملی ص ۱۲۔ بعض روایتوں شیطان کی عبادت کی مدّت مختلف نقل ہوئی ہے یہاں عبادت سے مراد دن مہینہ اور سال نہیں ہے بلکہ نفس عبادت ہے جس کے مقابلہ میں خدا دنیا و آخرت کا اجر دیتا ہے۔

۱۶۵۔ ابلیس کے نکالے جانے اور ملعون ہونے کی وجہ:

(استکبار)

تفسیر کشف الاسرار میں ہے کہ بارگاہ الٰہی سے ابلیس کے نکالے جانے کے پانچ اسباب ہیں:

۱۔ اس نے اپنے گناہ کا اعتراف نہیں کیا۔

۲۔ اپنے کیے پر پشیمان نہیں ہوا۔

۳۔ خود کو اس نے ملامت نہیں کیا۔

۴۔ اس نے اپنے لیے توبہ کو ضروری نہیں سمجھا۔

۵۔ خدا کی رحمت سے مایوس ہو گیا۔

تمام مفسّرین اس بات کے قائل ہیں کہ فرشتوں کا سجدہ سجدۂ تعظیمی و تکریمی تھا سجدۂ عبادت نہیں تھا کیونکہ خدا اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دے سکتا کہ اس کے ملک میں کسی اور کا سجدہ یا پرستش کی جائے۔

اس کے علاوہ خدا کا حکم ہر چیز سے بالاتر ہے اگر خدا نے کسی سے سجدہ کا مطالبہ کر لیا تو چاہے وہ سجدۂ عبادت ہی کیوں نہ ہو اس کی اطاعت لازمی ہے۔ ابلیس کی خدا کے مقابلہ میں جرأت اور گستاخی اور اپنی اصل خلقت کے مقابلہ میں فخر و مباہات بذات خود تمام گناہوں بلکہ شرک سے بھی بالاتر گناہ ہے۔

یہیں سے ابلیس کے گناہ اور اس کے استکبار کی بڑائی اور بارگاہ خدا سے نکالے جانے اور اس کے ہمیشہ کے لیے ملعون و رجیم قرار پانے کی وجہ پتہ چل

جاتی ہے، ابلیس غرور کی وجہ سے بارگاہ الٰہی سے نکالے جانے کے بعد بھی ہوش میں نہ آیا اور اس نے توبہ نہیں کی لیکن آدمؑ نے اپنے ترک اولیٰ پر پشیمانی کا اظہار کیا اور یہی چیز ان کی نجات کا سبب بنی۔ آدمؑ کی خطا فقط ایک اولیٰ کام کو ترک کرنا تھا لیکن ابلیس کا کام نافرمانی کے ساتھ ساتھ غرور بھی تھا۔[1]

۱۲۶۔ شیطانی بہانے بازیاں: (حجّت خدا، ارادہ اور اختیار)

جو لوگ اپنے بُرے کردار کی توجیہ کرتے ہوئے بہانہ بازی سے کام لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو شیطان نے دھوکہ دے دیا اور ہم گمراہ ہوگئے اور وہ کہتے ہیں کہ ہماری کوئی خطاء نہیں ہے۔ خداوند عالم دلیل و برہان کے ذریعہ انھیں اس طرح جواب دیتا ہے کہ:

"میں نے ابلیس کو بالکل چھوڑ نہیں دیا کہ وہ لوگوں کو گمراہ کرتا پھرے، میں نے زمین کو میری طرف دعوت دینے والے میری راہ کی طرف ہدایت کرنے والے اور میرے احکام سے باخبر لوگوں سے خالی نہیں رکھا بلکہ ہر قوم وملّت کے لیے ایک ہادی و رہبر معیّن کیا ہے تاکہ ان لوگوں کے ذریعہ ان کی ہدایت کروں اور شقی و بدبخت افراد پر میری حجّت تمام ہوجائے (تاکہ پھر وہ اپنی نافرمانیوں فساد، تباہ کاری، فحشا اور گمراہی کا عذر نہ پیش کرسکیں اور اپنی بدکاریوں کا گناہ شیطان کے

۱۔ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی

سر نہ ڈالیں)۔"[1]

استاد محمد تقی جعفریؒ کہتے ہیں:

انسان کے اندر دو طرح کی متضاد آواز ہوتی ہے ایک حیوانی جبلّت، دوسرے عقل و وجدان اور انسان کے باہر دو طرح کی متضاد دعوتیں ایک شیطان دوسری انبیاء اور اولیاء اللہ سے ملتی ہیں یہ دو متضاد صدائیں اس دنیا میں عالی ترین الٰہی حکمت کو آشکار کرتی ہیں کیونکہ ان دو متضاد آوازوں کے بغیر آدمی کا اختیار جو اس کی شخصیت کو مکمل کرنے کا واحد ذریعہ ہے نہیں نکھرتا ہے۔[2]

علامہ محمد حسین حسینی طہرانیؒ دوسرے لفظوں میں بیان فرماتے ہیں کہ:

شیطان کی اصل خلقت مصلحت کی بنیاد پر تھی۔

اب شیطان خدا کے انسپکٹر کے حکم میں ہے اور عالم طبیعت کے غل وغش اور نفس امارہ کے چنگل میں پھنسے ہوؤں کو حرم خداوندی میں داخلہ سے روکتا ہے اور تفتیش کا کام بہت اچھے ڈھنگ سے انجام دیتا ہے۔ جو لوگ پاک ہیں آیۂ شریفہ کے مطابق کہ:

تیری عزّت وجلال کی قسم میں تمام بنی آدم کو بہکاؤں گا مخلصین کے علاوہ کیونکہ ان تک میری دسترسی نہیں ہے لیکن وہ لوگ جو خدا سے بھی آگے جانا چاہتے ہیں اور غرور وتکبر ان کے اندر باقاعدہ پایا جاتا ہے شیطان انھیں روکتا ہے اور حرم خداوند جو خلوص کا مورد ہے وہاں نہیں جانے دیتا۔[3]

۱۔ کلمۃ اللہ ص ۱۰۳ حدیث ۱۱۱۔

۲۔ تفسیر ونقد وتحلیل مثنوی جلد ۱۰ ص ۲۴۴۔

۳۔ معادشناسی جلد ۱۰ ص ۲۱۳ مجلس ۷۱۔

انسان کے ارادہ واختیار میں یہ شیطان کا رول ہے تاکہ وہ سعادت وبدبختی کی دوراہوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرے نہ کہ خباثت وناپاکی کے لیے عذر وبہانہ کی تلاش میں رہے۔

۱۶۷۔ جبرئیلؑ ومیکائیلؑ کی آہ وبکا: (الٰہی تدبیر)

جس وقت ابلیس کی خباثت ظاہر ہوئی اور وہ بارگاہ خداوندی سے ابدی لعنت کا طوق پہنا کر نکال دیا گیا تب سے جبرئیلؑ ومیکائیلؑ مسلسل روتے تھے۔

خداوند عالم نے ان سے پوچھا: کیوں روتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا: بار خدایا ہم تیری تدبیر سے محفوظ نہیں ہے کیونکہ شیطان اپنی تمام معلومات اور آگاہی کے باوجود بچ نہیں سکا اور ایک گناہ کی وجہ سے تیری درگاہ سے نکال باہر کیا گیا تو پھر ہم کیونکر تیری تدبیر سے محفوظ اور امان میں رہ سکتے ہیں؟ خداوند عالم نے فرمایا: حق یہی ہے کہ میرے بارے میں مطمئن نہ رہو۔[۱] کیونکہ اگر مطمئن ہو جاؤ گے اور ایک سکنڈ کے لیے غفلت برتو گے تو میری نافرمانی کے سبب اسی نتیجہ کا شکار ہوگے جس میں شیطان گرفتار ہوا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

من امن مکر الله هلك .

"جو شخص خود کو مکر وتدبیر الٰہی سے امان میں سمجھے وہ ہلاک ہوا۔"[۲]

۱۔ جامع السعادات جلد ۱ ص ۱۸۷، ۲۔ محجۃ البیضاء جلد ۴ ص ۵۰، ۳۔ کیمیائے سعادت جلد ۲ ص ۴۱۱۔

۲۔ غرر الحکم جلد ۵ ص ۲۸۲۔

۱۶۸۔ عقل مند چرواہا: (شیطان سے حفاظت)

ایک دن حضرت عیسیٰؑ نے سفر میں ایک چرواہے سے ملاقات کی جو جنگل میں بکریاں چرانے میں مشغول تھا۔ آپ نے اس سے تھوڑی دیر گفتگو کی اور فرمایا: تم نے اپنی پوری عمر چوپانی میں لگا دی اگر علم ودانش حاصل کرنے میں تھوڑی بہت محنت کی ہوتی تو کیا یہ بہتر نہ ہوتا؟

چرواہے نے کہا: اے نبیؐ خدا میں نے چھ باتیں جو تمام علوم ودانش کا خلاصہ ہیں سیکھی ہیں اور ان پر عمل کرتا ہوں اور اب اس کے علاوہ مجھے کسی علم کی ضرورت نہیں ہے۔

۱۔ جب تک خدا کا حلال کیا ہوا میسّر ہے حرام نہیں کھاتا ہوں اور حلال ہرگز کم نہیں ہوگا جو حرام کی ضرورت پڑے۔

۲۔ جب تک صداقت ہے جھوٹ نہیں بولتا ہوں اور صداقت ہرگز کم ہونے والی نہیں ہے جو جھوٹ بولنے کی ضرورت پڑے۔

۳۔ جب تک اپنے عیب دیکھتا ہوں دوسروں کے عیب میں دلچسپی نہیں لیتا ہوں اور ابھی میں اپنے ہی عیب سے خود کو پاک نہیں کر سکا جو دوسروں کے عیب میں دلچسپی لوں۔

۴۔ جب تک خدا کے خزانوں کو خالی نہ دیکھ لوں لوگوں کے خزانوں اور اموال کو پر امید نظروں سے نہیں دیکھتا اور ابھی تک خدا کے خزانے اور اس کی رزق وروزی ختم نہیں ہوئی کہ میں اپنی روزی کے لیے لوگوں

کے دروازے دروازے بھٹکوں۔

۵۔ جب تک ابلیس ملعون جو تمام شیطانوں کا سردار ہے مر نہیں جاتا اس کے وسوسوں سے غافل نہیں ہوتا اور ابھی تک شیطان نہیں مرا کہ میں اس کے مکر و فریب سے مطمئن ہو جاؤں۔

۶۔ جب تک اپنے دونوں پاؤں جنّت میں نہ رکھ لوں خدا کے عذاب و عقاب سے امان میں نہیں ہوں اور ابھی تک میں جنّت میں داخل نہیں ہوا کہ جہنّم کے عذاب سے مطمئن ہو جاؤں۔

حضرت عیسیٰؑ نے اس کی باتوں کی تصدیق کی اور فرمایا:

"تمام علوم تم میں جمع ہیں اور اوّلین و آخرین کا یہی علم ہے جو تم نے سیکھا ہے اور اس پر عمل کر رہے ہو[1]، جو شخص ان مسائل پر عمل کرے گا یقیناً وہ خوش نصیب اور کامیاب ہوگا۔"

۱۲۹۔ شیطانی منصوبہ: (عبادتوں کا غرور)

شیطان کے مکر، حیلہ اور اس کے منصوبوں میں سے ایک چیز یہ ہے کہ انسان اپنی عبادتوں، اطاعتوں اور نیک اعمال سے مطمئن، راضی اور خوش رہے اور اس

۱۔ اقتباس از درسہائے تاریخ یا داستان زندہ ہا ص ۱۴۸، داستانہائے صاحب دلان جلد ۲ ص ۲۱۵ داستان دوستان جلد ۴ ص ۶۳ منقول از جوامع الحکایات محمد عوفی جلد ا قسمت سوم۔

پر اسی طرح مغرور ہو جیسے وہ ملعون اپنی چند سالہ عبادتوں پر مغرور ہوا اور درگاہ خداوندی سے نکال دیا گیا۔

بشر بن منصور عابدوں میں سے تھا ایک دن وہ نماز میں مشغول تھا کہ اس کی نماز طولانی ہوگئی ایک شخص بڑے ذوق وشوق اور تعریفی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ بشر نے اس سے کہا اے شخص تو نے جو کچھ دیکھا ہے اس سے بہت زیادہ راضی اور خوشنود نہ ہو جانا کیونکہ ابلیس ملعون عرصۂ دراز تک دوسرے فرشتوں کے ساتھ پروردگار کی عبادت کرتا رہا جس کی وجہ سے وہ اپنی عبادتوں پر مغرور بھی ہوگیا تھا اور اس نے حکم خدا کی نافرمانی کی اور آخر کار درگاہ الٰہی سے نکالا گیا اور جو کچھ نہیں ہونا چاہئیے تھا وہ ہوا۔[1]

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

'جب شیطان تمہاری اطاعتوں عبادتوں اور اعمال کو سجا بنا کر تمہارے سامنے پیش کرے تو ہرگز اس پر مغرور اور فریفتہ نہ ہونا کیونکہ ممکن ہے وہ نیکی کے ۹۹ باب تم پر کھولے اور ۹۹ کے بعد سویں قدم پر اپنا کام کر جائے پس اس کی مخالفت اور اس سے مقابلہ کرو اور اس کے فریب دینے اور قابو پانے کی راہوں کو بند کرو۔"[2]

۱۔ اقتباس از کشکول بہائی، دفتر سوم۔

۲۔ مصباح الشریعۃ باب ۳۹۔

۱۷۰۔شیطان کا مردہ: (شیطان کا مکر)

شیطان انسان کا شکاری ہے اور ہر ممکن طریقہ سے ہزاروں مکر وحیلہ کو اپنا کر انسان کو اپنے جال میں پھنساتا اور ہلاک کرتا ہے۔ اس بناء پر جو چیز اہمیت رکھتی ہے وہ شیطان کے مکر، حیلہ اور جال کی پہچان ہے، انسان کو ہمیشہ متوجہ رہنا چاہیئے کہ وہ اس کے مکر وفریب کے جال کے حدود میں داخل نہ ہو ورنہ گرفتار ہو جائے گا۔ کیونکہ نجات کا صرف ایک راستہ ہے کہ وہ شیطان کے مکر سے غافل نہ ہو۔

خداوند عالم نے حضرت موسیٰؑ کو وحی کی:

''اے موسیٰؑ چار چیزوں کے بارہ میں میری تاکید پر اچھے طریقہ سے عمل پیرا ہو۔''

۱۔ جب تک تمہارے گناہوں کو بخش نہ دیا جائے دوسروں کا عیب تلاش نہ کرو۔

۲۔ جب تک میرے خزانے ختم نہ ہو جائیں اپنے رزق وروزی کے لیے غم زدہ اور پریشان نہ ہو۔

۳۔ جب تک میری سلطنت ختم نہ ہو میرے علاوہ کسی سے امید نہ رکھو۔

۴۔ جب تک شیطان کی لاش اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لو اس کے مکر سے مطمئن نہ رہو۔[۱]

۱۔ خصال جلد ۱ ص ۲۱۷ باب اربعہ حدیث ۴۱، جواہر السنیہ شیخ حر عاملی ص ۴۶، کلمۃ اللہ ص ۳۴۸۔

۱۷۱۔شیطان کا فریب: (توبہ میں تاخیر)

شیطان کے مکر وحیلوں میں سے ایک حیلہ یہ ہے کہ وہ شہوت پرستوں کے کان میں چرب اور نرم زبان سے کہتا ہے کہ: آج گناہ کرلو۔ کل توبہ کرلینا۔

کیا کوئی عاقل زہر کا جام جو یقینی طور پر قاتل ہے صرف اس احتمال کی بنیاد پر پینا گوارا کرلے گا کہ بعد میں تریاق سے اس کا اثر زائل کردے گا؟ ہرگز نہیں اس لیے کہ کل کی زندگی کا تعلق کل سے ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل زندہ رہے گا یا مرجائے گا۔[۱]

کیا آدمی کو توبہ کرنے کی مہلت ملے گی یا کسی حادثہ میں صرف ایک سکنڈ میں اس دنیا سے بغیر توبہ کیے ہوئے رخصت ہو جائے گا۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

'غرور الشّیطان یسوّل و یُطمع،'

''حیلۂ فریب اور شیطانی دھوکہ انسان کو گمراہ کرکے لالچ میں ڈال دیتا ہے۔''[۲]

۱۷۲۔ابلیس کی قسم: (توبہ)

جب شیطان بارگاہ پروردگار سے ملعون بنا کر نکالا گیا تو اس نے کہا:

تیری عزت وجلال کی قسم میں آدمی کے دل سے باہر نہیں آؤں گا اور اسے

۱۔ رسالۃ العلیہ ص ۳۳۱۔ ۲۔ غرر الحکم جلد ۴ ص ۳۷۸۔

گمراہ کرنے سے ایک لحظہ بھی غافل نہیں ہوؤں گا اور جب تک وہ زندہ ہے اسے گناہ کی دعوت دیتا رہوں گا۔

خداوند عالم نے اس کے جواب میں فرمایا:

مجھے میری عزّت کی قسم میں بھی اپنے توبہ کے دروازہ کو اس پر بند نہیں کروں گا اور کوئی چیز اس کی توبہ میں رکاوٹ نہیں بن پائے گی۔ اس کی توبہ کو قبول کروں گا لہٰذا خداوند عالم کسی بندہ کو ہرگز موت نہیں دیتا مگر یہ کہ وہ جان لے کہ یہ جس قدر بھی زندہ رہے گا ہرگز توبہ نہیں کرے گا۔ ۱

۱۷۳۔ شیطان کا دل: (استغفار)

ایک آدمی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ: میں گنہ گار ہوں۔

حضرتؐ نے فرمایا: خدا سے بخشش طلب کرو۔

اس نے عرض کیا: توبہ کی ہے لیکن پھر گناہوں کا مرتکب ہو گیا ہوں۔

حضرتؐ نے فرمایا: جتنا بھی گناہ کیا ہو پھر بھی استغفار کرو۔

اس نے عرض کیا: خدا کے رسول میرے گناہ بہت زیادہ ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: خدا کی بخشش تمہارے گناہوں سے زیادہ ہے ہمیشہ توبہ کرو یہاں تک کہ شیطان ملعون تم سے دور ہو جائے۔

اس بناء پر خداوند عالم فرماتا ہے:

۱۔ ارشاد القلوب جلد ۱ ص ۴۵، محجۃ البیضاء جلد ۷ ص ۲۵، کیمیائے سعادت جلد ۲ ص ۲۲۶، میزان الحکمت جلد ۷ ص ۲۴۷۔

انّ اللہ یحبّ التوابین و یحبّ المتطھّرین۔

"خداوند عالم توبہ کرنے والوں اور پاک و پاکیزہ افراد کو دوست رکھتا ہے۔ ۱"

اس سلسلہ میں پیغمبرؐ فرماتے ہیں:

والاستغفار یقطع و تینه،

"استغفار شیطان کی رگِ دل کو کاٹ دیتا ہے۔" ۲

آیۃ اللہ شہید دستغیبؒ فرماتے ہیں:

'اے لوگو! جو شیطان' انسانوں کے کھلم کھلا دشمن سے جنگ کرنا چاہتے ہو پیغمبر اسلامؐ نے ایک ایسا عمل بتایا ہے جو شیطان کے رگِ قلب کو پارہ پارہ کر دیتا ہے۔

وتین، رگِ قلب ہے' دل ایک لطیف بند اور رگ کے ذریعہ آویزاں ہے جسے استغفار پارہ کر دیتا ہے یہ استغفار ایسا اسلحہ ہے جو شیطان کو چھٹی کا دودھ یاد دلا دیتا ہے۔'

ہم میں سے کون ہے جس نے شیطان کی اطاعت نہ کی ہو؟

ہم نے شیطان کی عبادت اور فرماں برداری کے ذریعہ اپنے دل کو شیطان کے دل سے جوڑ دیا ہے لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ اسے پارہ کر دیں۔ ۳

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں:

۱۔ بقرہ/ ۲۲۲

۲۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۶۱۔

۳۔ قلب قرآن ص ۱۷۰ (تفسیر سورۂ یٰس)

ثلاثة معصومون من ابلیس و جنوده، الذاکرون الله والباکون من خشیة الله والمستغفرون بالاسحار۔[1]

تین طرح کے لوگ اور تین جماعتیں شیطان کے شر اور اس کے لشکر سے امان میں ہیں۔ خدا کا ذکر کرنے والے، خوف خدا سے رونے والے اور سحر کے ہنگام استغفار کرنے والے۔[1]

۱۷۴۔ تین طرح کے لوگوں سے شیطان کا تعلّق: (استغفار اور توبہ)

ایک دن ابلیس ملعون یحیی بن زکریؑا کے سامنے ظاہر ہوا اور آپ سے عرض کیا کیا آپ نصیحت سننا چاہتے ہیں؟

حضرتؑ نے فرمایا:

"نہیں مجھے تیری نصیحتوں کی ضرورت نہیں ہے البتہ لوگوں کا حال احوال بتا کہ وہ تیرے نزدیک کیسے ہیں؟"

شیطان نے کہا: میرے نزدیک لوگ تین طرح کے ہیں:

پہلی قسم:

وہ لوگ ہیں جو انتہائی سخت ہیں ان پر ایک ہزار ایک حیلوں کے ذریعہ قابو پاتا ہوں اور انہیں گناہ اور فتنہ میں مبتلا کرتا ہوں لیکن وہ توبہ واستغفار کر کے خدا کی پناہ حاصل کرتے ہیں اور ہماری محنت رایگان جاتی ہے۔

۱۔ میزان الحکمت جلد ۷ ص ۲۴۹، مستدرک جلد ۲ ص ۳۵۱ چاپ جدید جلد ۱۲ ص ۱۳۶۔

یہ ہمارا معمول ہے کہ بار بار انھیں فریب دیتے ہیں لیکن وہ توبہ کے ذریعہ ہم سے بھاگ کر خدا کی پناہ حاصل کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم انھیں فریب دینے سے مایوس نہیں ہوتے ہیں اور ان کے فریب میں آنے سے ہمارا مقصد بھی حاصل نہیں ہوتا کیونکہ وہ توبہ کر لیتے ہیں۔ لہٰذا ہم اس گروہ کے ہاتھوں زحمت میں مبتلا رہتے ہیں۔

دوسری قسم:

اس گروہ کی ہے جو میرے ہاتھوں میں موم کی طرح اسیر ہے وہ میرے ہاتھوں میں ایسے ہی کھلواڑ بنتے رہتے ہیں جیسے بچّوں کے ہاتھ میں گیند ہوتی ہے اس کے ساتھ جیسے چاہتے ہیں کھیلتے نچاتے اور گھماتے ہیں یہ لوگ اس قدر گناہوں اور برائیوں میں ملوث ہیں کہ انھیں بہکنے کے لیے ہماری ضرورت بھی نہیں کیونکہ جو راستہ ہم نے انھیں دکھایا وہ اس پر چل پڑے۔

تیسری قسم:

ایسے لوگوں کی ہے جو ہر قسم کے گناہ اور فتنوں سے محفوظ رہتے ہیں یعنی آپ جیسے انبیاء اولیاء اور پاک ومخلص جن پر کسی صورت سے میرا بس نہیں چلتا۔ لہٰذا اس گروہ کو بھی اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہوں اور ان سے کوئی مطلب غرض نہیں رکھتا کیونکہ ان پر محنت کرنا اپنا وقت ضایع کرنا ہے اب تک جتنا بھی ان پر کام کیا ہے کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔[1]

۱۔ محجۃ البیضاء، جلد ۵ ص ۱۷، احیاء علوم جلد ۸۳، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۶۵، خزائن ملا احمد نراقی ص ۴۳۱۔

۱۷۵۔شیطان عرفہ کے دن: (بخشش ومغفرت)

شب و روز اور چوبیس گھنٹے لطیف ومہربان خدا اپنے خطا کار بندوں کی سنتا ہے وہ جس گھڑی بھی اس کی بارگاہ میں حاضری دیں رحمان ورحیم خدا لبّیک کہتے ہوئے ان کا استقبال کرتا ہے اور اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔

لیکن پورے سال میں چند روز وشب ایسے ہیں جس میں دوسرے ایام اور ساعات کی بہ نسبت قبولیت دعا کے زیادہ امکانات پائے جاتے ہیں اور ان مواقع پر شیطان اور اس کے حامی ومددگار اسیر اور گرفتار ہوتے ہیں اور انھیں ذلّت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

رمضان المبارک کا مہینہ یہ شب ہائے قدر، عرفہ کے دن وہ ایّام ہیں جن کے شب وروز میں شیطان مغلوب رہتا ہے ان اوقات میں اس کی آہ وفغان بہت زیادہ ہوتی ہے اس لیے ان مخصوص اوقات میں خدا کے خاص بندے اپنے پوری وجود سے خدا کی طرف متوجّہ رہتے ہیں اور سب کے سب آسمان کی طرف اپنے خالی ہاتھوں کو اٹھا کر اظہار نیاز کرتے ہیں' اور اس کی بارگاہ میں مناجات وغیرہ کرتے ہیں جو شیطان کو زیر کرنے کا سبب بنتی ہے خاص کر عرفہ کے دن میدان عرفات میں حاضر ہونا جو مناسک حج کا ایک رکن بھی ہے۔

پیغمبر اسلام فرماتے ہیں:

مارنی الشّیطان فی یوم هوا صغر ولا ادحر ولا احقر ولا اغیظ منه یوم عرفه۔

''شیطان روز عرفہ سے زیادہ کسی اور دن ذلیل، خوار، حقیر اور خشم ناک نہیں رہتا۔''[۱]

اس کی یہ خواری اور ذلّت کی وجہ اس روز بندوں پر رحمت خداوندی اور گناہوں کی بخشش اور معافی ومغفرت کا بے انتہا نزول ہے۔

اس حدیث کو امام صادق علیہ السّلام پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ سلم سے نقل کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے:

انّ من الذّنوب ذنوبا لا یکفّرها الاّ الوقوف بعرفة۔

بعض ایسے گناہ ہیں جنھیں سوائے روز عرفہ اور صحرائے عرفہ میں حاضری کے کوئی اور چیز محو نہیں کرسکتی۔[۲]

ایک دوسری روایت میں امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

من لم یغفرله فی شهر رمضان لم یغفرله الی قابل الاّ یشهد عرفه۔

''ماہ مبارک رمضان میں جس شخص کی مغفرت نہ ہو وہ آئندہ سال تک بخشا نہیں جائے گا مگر یہ کہ روز عرفہ آجائے اور اس میں وہ بخشا جائے۔''[۳]

۱۔ احیاء العلوم جلد ۱ ص ۵۳۰ کتاب حج۔

۲۔ احیاء العلوم جلد ۱ ص ۵۳۰ کتاب الحج، محجۃ البیضاء جلد ۲ ص ۱۴۹۔

۳۔ فروع کافی، من لایحضرہ الفقیہ کتاب صوم، میزان الحکمت جلد ۴ ص ۱۸۰، بحار الانوار جلد ۹۳، ۳۴۲-۳۷۵۔

بعض اہل علم حضرات فرماتے ہیں:

کہ روز عرفہ آ جائے اور اس کے گناہ بخشے جانے سے مراد یہ ہے کہ وہ شخص اس سال حج کرنے مکّہ جائے اور عرفہ کے دن عرفات کے میدان میں حاضر ہو اور دعا کرے۔

لیکن بعض لوگ مجھ حقیر کی طرح خطاء کار اور گنہ گار تو ہیں لیکن حج کی سعادت حاصل کرنے کی توانائی نہیں رکھتے کہ وہ عرفات میں پہونچ کر دعاء و مناجات کر سکیں لہٰذا وہ جہاں کہیں بھی اپنے دل کو خدا کی طرف متوجہ کریں اور نماز' دعاء' مناجات اور استغفار میں مشغول ہوں، اس دن مناجات کا بہترین وسیلہ حضرت سیّد الشہداء امام حسین علیہ السّلام کی دعائے عرفہ ہے، جس کے اس دن پڑھنے کی بڑی تاکید ہوئی ہے اس کے علاوہ اور بھی مستحب اعمال ہیں جن کا مفاتیح الجنان میں تذکرہ ہوا ہے۔

۱۷۶۔ شیطان حج میں: (صحرائے عرفات)

امام محمد غزالی کتاب احیاء العلوم میں لکھتے ہیں:

ایک عالم دین جو خدا کے مقرّب بارگاہ اور مکاشفہ، عرفان اور معرفت والے تھے وہ ایک سال حج کرنے مکّہ گئے تو عرفہ کے دن شیطان معون ان کے سامنے ایک شخص کی صورت میں ظاہر ہوا میں نے اسے دیکھا کہ اس کے چہرہ کا رنگ زرد اور اڑا ہوا ہے کمر خمیدہ اور ٹوٹی ہوئی ہے بہت ہی ضعیف، رنجیدہ خاطر، افسردہ، غم

زدہ، ہائے ہائے کر رہا تھا۔

میں نے اس ملعون سے رونے کی وجہ دریافت کی۔

اس نے کہا: آج حاجی دنیوی تجارت ومنفعت سے بالکل الگ تھلگ اس صحرا میں آخرت کی طلب اور خدا کی خوشنودی و رضا حاصل کرنے کے لیے اکٹھا ہوئے ہیں مجھے ڈر لگتا ہے کہیں وہ اپنی مراد کو نہ پہونچ جائیں اور خدا ان کی حاجتوں کو پورا نہ کر دے اسی وجہ سے غم گین اور رنجیدہ خاطر ہوں۔

میں نے اس سے پوچھا: تیری افسردگی اور رنج کی کیا وجہ ہے؟

اس نے کہا: میں راہ حق اور حج میں مجاہدین کے استعمال میں آنے والے گھوڑوں کے صیحہ اور ان کی ٹاپوں کی آوازوں سے وحشت زدہ ہوں، اگر وہ غیر خدا کی راہ میں حرکت کرتے تو میرے لیے اچھا ہوتا اور وہ میرے منظور نظر ہوتے یہی وجہ ہے کہ میں غم زدہ ہوں۔

میں نے پوچھا: تیرے چہرہ کا رنگ کیوں اڑا ہوا ہے اور منھ کیوں لٹکا ہوا ہے؟

اس نے کہا کہ: چونکہ مسلمان خداوند عالم کی اطاعت وفرماں برداری میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں لیکن اگر وہ ایک دوسرے کی گناہ کرنے میں مدد کرتے تو یہ بات میرے لیے مسرّت کا باعث ہوتی اسی لیے میرے چہرہ کا رنگ اڑا ہوا ہے۔

میں نے پوچھا کہ: تمہار پیٹھ کیوں جھکی اور ٹوٹی ہوئی ہے؟

اس نے کہا: اس کی وجہ وہ افراد ہیں جو اپنے گناہوں اور خطاؤں کی معافی خدا سے چاہتے ہیں اور اپنی زندگی کے خاتمہ بالخیر کے خواہش مند ہوتے ہیں ان کی اسی خواہش سے میری پشت خمیدہ اور ٹوٹی ہوئی ہے۔

شیطان کی جب بات مکمل ہوئی تو اس نے ہائے ہائے کا ایک اور بلند آواز سے نعرہ لگایا۔[۱]

۱۷۷۔ شیطان اور ماہ رمضان المبارک: (روزہ)

عبادی مسائل میں وہ محکم اور مضبوط ترین حصار امن جس سے شیطان دور بھاگتا ہے روزہ ہے اسی وجہ سے کہا جاتا ہے شیطان کے مقابلہ میں مومن کا انتہائی کارگر اسلحہ روزہ ہے۔

ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دوستوں سے پوچھا:

''کیا تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ تمھیں ایک ایسا کام بتاؤں جس کی وجہ سے شیطان تم سے مشرق ومغرب کی مقدار کہ برابر دوری اختیار کرے؟''

لوگوں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ اے خدا کے رسول، حضرتؐ نے فرمایا:

''روزہ شیطان کے چہرہ کو سیاہ کرتا ہے، صدقہ اس کی کمر توڑ دیتا ہے، خدا کے ناطہ سے محبت و دوستی اور کار خیر اور نیک اور صالح عمل اس کی

۱۔ احیاء العلوم جلد ۱ ص ۵۳۰ کتاب حج۔

محنتوں پر پانی پھیر دیتا ہے اور استغفار اس کی قلبی رگ کو پارہ پارہ کر دیتا ہے۔''[۱]

رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

''پہلی ماہ مبارک (جیسے ہی نیا چاند طلوع ہوتا ہے)[۲] شیطان اور اس کے حوالی موالی زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑ دیے جاتے ہیں۔''[۳]

ایک دوسری روایت میں پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا:

''جب ماہ مبارک رمضان آتا ہے تو جہنم کے دروازے بند اور جنت کے دروازے کھل جاتے اور شیطان قید کر دیئے جاتے ہیں۔''[۴]

ایک اور روایت میں نقل ہوا ہے:

جب ماہ رمضان آتا ہے تو خداوند عالم جبرئیلؑ سے فرماتا ہے:

''اے جبرئیل زمین پر جا کر تمام شیاطین کو زنجیروں میں باندھ لو تا کہ وہ روزہ داروں کے روزہ کو برباد نہ کر سکیں حتی ایک آدمی کے روزہ کو بھی وہ متاثر نہ کر سکیں۔''[۵]

۱۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۶۱ - ۲۶۴، سفینۃ البحار جلد ۵ ص ۲۱۴، امالی شیخ صدوق مجلس، ۱۵ بحار الانوار جلد ۹۳ ص ۲۴۶۔

۲۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۶۱۔

۳۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۱۰۵۔

۴و۵۔ میزان الحکمت جلد ۴ ص ۱۷۹، بحار الانوار جلد ۹۳ ص ۳۴۸-۳۵۰۔

ایک اور روایت میں حضرت علی علیہ السّلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

"جب ماہ رمضان آیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی کے بعد فرمایا: اے لوگو! خداوند عالم نے جنّات اور انسان دشمنوں سے تمہاری حفاظت کی، فرمایا:"

ادعونی استجب لکم

"مجھے پکارو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔"

(غافر/۶۰)

"اس نے تم سے قبولیت کا وعدہ کیا ہے لہٰذا تمھیں متوجہ رہنا چاہیے کہ خداوند عالم نے ہر سرکش شیطان پر اپنے فرشتوں میں سے ۷۰ ستّر فرشتوں کو مامور کیا ہے (اسی وجہ سے وہ شیطان فرشتوں کے حراستی گھیرے سے آزاد نہیں ہو پاتا جب تک یہ مہینہ گذر نہیں جاتا۔"

"آگاہ رہو کہ ماہ مبارک کی پہلی رات میں آسمان کے دروازے کھلتے ہیں اور اس مہینہ میں دعا قبول ہوتی ہے۔" ۱؎

۱۷۸۔ خالق ومخلوق اور شیطان: (انسان کا دل خدا کا باغ ہے)

صدر المتالہین شیرازی کتاب مفاتیح الغیب میں لکھتے ہیں: سہل بن عبداللہ تستری کہتے ہیں:

۲۔ وسائل الشیعہ جلد ۷ ص ۲۲۰ ابواب احکام شہر رمضان باب ۱۸۔

بدترین گناہ دل کو نفسانی وسوسوں کے حوالہ کرنا اور ہوا وہوس کی طرف سے دی جانے والی دعوت کا قبول کرنا ہے یہ ایسا گناہ ہے جس سے انسان کو دوری اختیار کرنا چاہیے، اگر انسان ان وسوسوں سے دور رہے گا تو شیطان دل کے آسمان سے بھاگ جائے گا کیونکہ دل الٰہی ذکر اور یقینی علوم سے آراستہ آسمان کے مانند ہے اور جب بندۂ خدا کا دل آسمان کی طرح ہو جائے تو پھر شیطان اس سے دور بھاگتا ہے اور وسوسے، الہامات اور اس کے ڈالے ہوئے دل میں خیالات ختم ہو جاتے ہیں۔ اس وقت آدمی اپنے باطن اور حقیقت کے اندر کے آسمان پر پرواز کرتا ہے اور جتنا پرواز کرتا جاتا ہے اس کی نفسانی خباثتیں اس سے جدا اور اس کے وسوسوں کے اثرات دل کے اطراف سے دور ہوتے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ دل خالص ہوتا جاتا ہے اور اس کا سرکش نفس بھی پاک وپاکیزہ ہو جاتا ہے۔' ۱؎

لہٰذا خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:

"اے میرے بندے تیرا دل میرا باغ اور چمن ہے اور میری جنّت تیرا باغ اور چمن ہے جب تو اپنے دل میں میری معرفت کے داخل کرنے میں کنجوسی نہیں برتے گا بلکہ اس سلسلہ میں عشق وتعلّق کا اظہار کرے گا تو پھر میں تیرے بہشت میں داخل ہونے کے بارہ میں کیوں کر بخل سے کام لوں گا۔" ۲؎

۱۔ مفاتیح الغیب ملّا صدرا، ترجمہ خواجوی ص ۳۶۱ (مختصر تغییر واضافہ کے ساتھ)

۲۔ مفاتیح الغیب ملّا صدرا، ترجمہ خواجوی ص ۳۸۲ (مختصر تغییر واضافہ کے ساتھ)

جب تم اس حقیقت کو سمجھ گئے تو پھر خالق ومخلوق کے درمیان کی اس گفتگو کو بھی دل کے کانوں سے سنو کہ خدا انسانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے:

اے میرے بندے میں نے اپنی بہشت تیرے لیے قرار دی اور تو نے بھی اپنے دل کے گلستاں کو میرے لیے مخصوص کر دیا لیکن تو نے انصاف ومروّت سے کام نہیں لیا۔

کیا تجھے پتہ ہے کہ تیری بے انصافی کی وجہ کیا ہے؟

کیا تم نے میری بنائی ہوئی جنّت دیکھی ہے اور اس میں داخل ہوئے ہو۔

تم یہ جواب دو گے کہ نہیں اے میرے پروردگار!

میں تمہارے جواب میں کہوں گا: ہاں تم صحیح کہہ رہے ہو، تم میری جنّت میں داخل نہیں ہوئے ہو۔ جب تمہارے داخل ہونے کا وقت ہوا تو میں نے شیطان کو اپنی جنّت سے نکال باہر کیا اور اس سے کہا:

اخرج منها مذءوما مدحوراً۔

"اے مذموم مطرود اور ملعون نکل جا یہاں سے۔"

(اعراف/۱۸)

میں نے تو تمہارے دشمن کو تمہارے داخلہ سے پہلے نکال باہر کیا لیکن تمہارے دل میں کہ جو میرا باغ ہے اس میں میرے داخلہ کے ستر سال کے بعد بھی تم نے شیطان کو وہاں سے نہیں نکالا ہے۔

اے بندۂ خدا! اگر دل خدا کا باغ ہے تو اس میں شیطان کو کیوں جگہ دی ہے

اسے نکالتے کیوں نہیں؟ [۱]

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

القلب حرم الله فلا تسكن حرم الله غير الله۔ [۲]

"دل خدا کا گھر اور اس کا حرم ہے، اس کے حرم میں غیر خدا کو جگہ نہ دو۔"

دوسری روایت میں ہے کہ:

قلب المؤمن بيت الله۔ [۳]

"مومن کا دل خدا کا گھر ہے۔"

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں:

لو لا انّ الشّياطين يحومون علىٰ قلوب بنى آدم لنظروا الى الملكوت السّماوات والارض۔ [۴]

"اگر شیاطین آدمیوں کے دل کا احاطہ نہ کیے ہوئے ہوتے تو انسان ملکوت اور باطن سماوات وارض کو دیکھ سکتا تھا۔"

۱۔ مفاتیح الغیب ملّا صدرا، ترجمہ خواجوی ص ۳۸۳۔

۲۔ میزان الحکمت جلد ۲ ص ۲۱۳، بحار الانوار جلد ۶۷ ص ۲۵۔

۳۔ عرشیہ ملّا صدرا ص ۱۴۳۔

۴۔ بحار جلد ۶۰ ص ۲۳۲، بحار جلد ۶۷ ص ۵۹، جامع السّعادات جلد ۱ ص ۴۴، میزان الحکمت جلد ۸ ص ۲۲۴، محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۲۶ و ۱۶، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۱۹، مفاتیح الغیب ص ۳۹۸۔

۱۷۹۔ دل خدا کا گھر ہے شیطان کا آشیانہ نہیں: (خدا کا پسندیدہ دل)

سہل بن عبداللہ تستری کہتے ہیں:

ایک رات میں نے شیطان کو خواب میں دیکھا میں نے اس سے پوچھا تیرے لیے سب سے زیادہ سخت اور ناگوار چیز کیا ہے؟ اس نے کہا پروردگار عالم سے بندوں کے قلوب کا رشتہ اور اتصال۔[1]

فتوت نامہ سلطانی کے مؤلف لکھتے ہیں:

اگر پوچھا جائے کہ ''صوفی'' کے حرفوں کا کس طرف اشارہ ہے؟

تو بتادو کہ صوفی کے ہر حرف کا اشارہ ایک ایسی صفت کی طرف ہے جس سے اسے فرار ممکن نہیں ہے۔

۱۔ ''صاد''، صیانت دل یعنی دل کے گھر کو غیر دوست کے سایہ سے بھی حفاظت کی طرف اشارہ ہے۔[2]

۲۔ ''واؤ'' وقایت سرّ[3] یعنی راز کو اس طرح چھپانے کی علامت ہے کہ شیطان کا غارت گر ہاتھ اس تک نہ پہونچ سکے اور اس سے اخلاص کا درجہ مراد ہے۔

۳۔ لفظ صوفی کا حرف ''ف'' فیض لینے اور فیض پہونچانے کی طرف اشارہ

۱۔ تذکرۃ الاولیاء جلد ا ص ۲۳۲۔

۲۔ میزان الحکمت جلد ۲ ص ۲۱۳۔

۳۔ وقایت: صیانت وحفاظت۔

ہے یعنی اپنے اوپر سے فائدہ حاصل کرتا ہے اور اپنے سے نیچے والوں کو فائدہ پہونچاتا ہے۔

پس اے انسان تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ:

آدمی کا سینہ جس میں دل ہے جو انوار الٰہی کی تجلی گاہ ہے اور وہ الٰہی انوار خداوند عالم کی عظمت کے سورج سے روشن ہے شیطان کی پیروی سے وہ شیطان کے دائمی خانہ وآشیانہ میں تبدیل ہوجاتا ہے۔[1]

۱۸۰۔ ابلیس انسان کا دشمن ہے: (دوستی اور دشمنی)

ابلیس نے کہا: پروردگارا تیرے بندے تجھے دوست رکھتے ہیں اور تیری نافرمانی کرتے ہیں لیکن مجھ سے دشمنی رکھتے ہیں اور میری اطاعت کرتے ہیں!

جواب آیا کہ:

ہم نے ان کی اطاعت کو ان کی تیرے ساتھ دشمنی کے عوض بخش دیا اور چاہے وہ مکمل عشق وعلاقہ کے ساتھ میری اطاعت نہ کریں میں نے ان کا ایمان قبول کرلیا۔[2]

لیکن اس اعتبار سے کہ آدمی اس عشق وایمان سے دھوکہ نہ کھا جائے اور سقوط وتباہی کی کگار پر پہونچ کر اوندھے منھ گر نہ پڑے، کہا جاتا ہے:

اگر شیطان آدمی کا دشمن ہے تو کیوں کر آدمی اپنے دشمن کی اطاعت کرتا ہے؟

۱۔ تفسیر ونقد وتحلیل جلد ۳ ص ۱۵۷۔

۲۔ کشکول شیخ بہائی دفتر چہارم

امیر المؤمنین علیہ السلام شیطان اوراس کے سپاہیوں کے مکر وفریب کے بارہ میں کمیل ابن زیادؒ کو اپنی نصیحتوں میں فرماتے ہیں:

"اے کمیل! بغض و عداوت کا شیطان سے زیادہ کوئی سزاوار نہیں ہے۔"[1]

شیطان کی سرشت وطبیعت میں اولادِ آدم کے ساتھ کینہ توزی ہے اور وہ ان کی نابودی سے خوش ہوتا ہے، خبیث شیطان، آدمیوں کو اوندھے منہ گرانے کی اپنی خصلت سے دست بردار نہیں ہوسکتا کیوں کہ اس کے ذاتی خبث میں جو ستم و عداوت پائی جاتی ہے وہ صرف آدمی کی دشمنی چاہتی ہے اسی وجہ سے اس کی ہمیشہ یہی فریاد رہتی ہے:

میں تم میں سے ایک ایک شخص کی فکر میں سوراخ کرتا ہوں اور تمہیں ایسے کام پر آمادہ کرتا ہوں جس کا انجام دینے کا تمہارا دل نہیں چاہتا ہے۔

۱۸۱۔ لعنت بر شیطان: (عمواوغلی)

دانیال نبی کے زمانہ میں ایک شخص ان کے پاس آیا اوراس نے کہا:

اے دانیال شیطان کے ہاتھوں سے میں تمہاری پناہ چاہتا ہوں۔

دانیال نے پوچھا شیطان نے کیا کیا ہے؟

اس نے جواب دیا: ایک طرف آپ انبیاء واولیاء ہمیں دین واخلاق کا درس دیتے ہیں دوسری طرف شیطان نہیں چاہتا کہ ہم لوگ اچھا کام کریں اور برائیوں

۱۔ بحارالانوار جلد ۷۴ ص ۲۷۱۔

سے دور رہیں۔

دانیال نے پوچھا وہ کیوں کر تمہیں برائیوں سے دور نہیں ہونے دیتا؟ کیا وہ تم پر لشکر کشی کرتا اور تم سے جنگ کرتا ہے اور برائی کرنے پر تمہیں مجبور کر دیتا ہے۔

اس نے کہا: ایسا نہیں ہے لیکن وہ ہمیشہ ہمیں وسوسہ میں مبتلا رکھتا ہے اور برائیوں کو ہماری نگاہ میں اچھائی بنا کر پیش کرتا ہے۔ دن ورات دھوکہ دیتا ہے اور دیندار اور درست کردار نہیں رہنے دیتا ہے۔

دانیال نے کہا: ذرا صاف صاف بتاؤ کہ شیطان کیا کرتا ہے؟ کیا نماز کے وقت جب تم نماز پڑھنا چاہتے ہو تو شیطان تمہیں نماز نہیں پڑھنے دیتا یا جس وقت تم راہ خدا میں صدقہ دینا چاہتے ہو شیطان ہاتھ پکڑ لیتا ہے، یا گلے میں رسّی ڈال کر تمہیں جواخانہ لے جاتا ہے اور مسجد نہیں جانے دیتا یا جب تم لوگوں سے اچھی باتیں کرنا چاہتے ہو تو تمہارے منہ میں پہونچ کر تمہاری زبان سے لوگوں کو گالیاں دلواتا ہے جس وقت تم لوگوں سے معاملہ اور لین دین کرتے ہو وہ آتا ہے اور لوگوں سے زبردستی زیادہ پیسہ لے کر تمہاری جیب میں ڈال دیتا ہے کیا وہ یہ سارے کام کرتا ہے؟

اس شخص نے کہا: نہیں وہ یہ کام نہیں کرسکتا لیکن پروردگارا! کیسے بتاؤں شیطان تمام کاموں میں دخل دیتا ہے اوراس طرح گھس پیٹھ کرتا ہے کہ ایک ذرا سا ہم سر گھمائیں تو پتہ چلتا ہے کہ ہم دھوکہ کھا گئے۔ میں شیطان سے عاجز آ گیا ہوں، میرے تمام گناہوں کی ذمہ داری شیطان کی گردن پر ہے۔

دانیال نے کہا: مجھے حیرت ہے کہ تمہیں شیطان سے اتنا گلہ ہے؟ آخر یہ شیطان مجھے اتنا کیوں نہیں بہکاتا میں بھی تو تمہاری ہی طرح ایک آدمی ہوں، شاید تم خود انصاف نہیں کر رہے ہو اور اپنا گناہ شیطان کی گردن پر ڈال رہے ہو؟

اس نے کہا: نہیں میرا دل چاہتا ہے کہ میں بہت اچھا آدمی بنوں لیکن اس کو مجھ سے الٰہی بیر ہے وہ مجھے ٹھیک سے نہیں رہنے دیتا۔

دانیال نے کہا: حیرت ہے یہ بتاؤ رہتے کہاں ہو؟

اس نے کہا: یہیں آپ کے محلّہ کے نزدیک، اور شیطان کی گمراہیوں کے سبب لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ میں برا آدمی ہوں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں؟

دانیال نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟

اس نے کہا: میرا نام ''عمواوغلی'' ہے۔

دانیال نے کہا: ارے ارے تو عمواوغلی تم ہی ہو؟

اس نے کہا: کیا بات ہے کیا آپ مجھے پہلے سے جانتے ہیں؟

دانیال نے کہا: میں اب تک تم کو نہیں جانتا تھا لیکن وہ اتفاق سے کل شیطان میرے پاس آیا اسے شکایت تھی وہ کہہ رہا تھا کہ خدا ''عمواوغلی'' سے بچائے۔

اس نے کہا: شیطان کو مجھ سے شکایت تھی؟ میں نے اس کا کیا بگاڑا ہے؟

دانیال نے کہا: شیطان کہہ رہا تھا کہ میں عمواوغلی سے عاجز آگیا ہوں، مجھے بہت زیادہ ستاتا ہے، میرے حق میں ظلم کرتا ہے اس وقت اس نے مجھ سے

درخواست کی کہ عمواوغلی کو ڈھونڈھ کر تھوڑی بہت نصیحت کروں کہ وہ شیطان کو نہ ستائے۔

اس شخص نے کہا: آپ نے شیطان سے نہیں پوچھا کہ عمواوغلی نے کیا کیا ہے؟

دانیال نے کہا: میں نے پوچھا کہ بتاؤ عمواوغلی نے کیا کیا ہے؟ تو شیطان نے جواب دیا: میں شیطان ہوں خدا نے مجھے لعنت کا مستحق بنایا ہے پہلے دن سے جب میں نے خدا سے مہلت طلب کی اور اس دنیا میں زندگی بسر کرنے کا ارادہ کیا تو یہ طے ہوا کہ تمام برائیاں میرے اختیار میں ہوں گی اور تمام اچھائیاں نیک لوگوں کے ہاتھوں میں ہوں گی لیکن یہ عمواوغلی مستقل میرے کاموں میں دخل اندازی کرتا ہے اور بعد میں مجھ ہی کو برا بھلا کہتا ہے مثلاً وہ اگر نماز پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے لیکن نہیں پڑھتا۔ روزہ خود نہیں رکھتا، خود کار خیر میں حصّہ نہیں لیتا اور سیکڑوں برائیاں جن سے وہ خود کو بچا سکتا ہے نہیں بچاتا اور پھر تمام گناہوں کا بوجھ میری گردن پر ڈال دیتا ہے۔ شراب میری چیز ہے جسے جا کر وہ خود پیتا ہے۔ مکر وفریب مجھ سے مخصوص ہے لیکن عمواوغلی اپنے معاملات میں ٹوپی پہناتا پھرتا ہے۔ مسجد خدا کا اور مے خانہ اور جوا گھر میرا گھر ہے لیکن وہ مسجد جانے کے بجائے میرے گھر میں رہتا ہے؟ بدزبانی اور بداخلاقی میرا فعل ہے لیکن عمواوغلی ہمیشہ ان سے سروکار رکھتا ہے اور جب کسی معاملہ میں پھنس جاتا ہے تو مجھ پر لعنت بھیجتا ہے، معاملہ کرتا ہے لوگوں سے دھوکہ بازی کر کے پیسے جیب میں ڈالتا ہے لیکن اس کی تہمت میرے سر لگاتا ہے۔ آخر میں کب اس کا ہاتھ پکڑ کر زبردستی بری جگہ لے گیا ہوں، میں نے کب زبردستی کر کے نوالہ اس کے منہ میں ٹھونس کر

اس کا روزہ باطل کیا ہے، اے دانیال آخر میں نے عمواوغلی کا کیا بگاڑا ہے، میں نے اس پر کیا ظلم کیا ہے کہ مجھے نہیں چھوڑتا۔ آپ لوگوں کو برابر نصیحت کیا کرتے ہیں میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کو عمواوغلی کو بلا کر کہیئے کہ وہ میرا پیچھا چھوڑ دے، شیطان نے مجھ سے یہ ساری باتیں بتائیں وہ بہت ناراض تھا اور میں بھی تلاش میں تھا کہ تم سے کہوں کہ تم شیطان کے کام میں دخالت نہ کرو کیوں کہ اگر تم اس کے کام میں دخل اندازی کرو گے تو لامحالہ وہ بھی تمہارے کام میں دخل اندازی کر کے تمہیں چوپٹ کرے گا۔ تم کہتے ہو کہ شیطان نے تمہارے ساتھ کبھی زبردستی نہیں کی ہے صرف وسوسہ کیا ہے اس صورت میں تمہیں اس کے وسوسہ پر دھیان نہیں دینا چاہیئے تھا اور نیک گفتار اور نیک کردار بننے کی کوشش کرنی چاہیئے تھی اس وقت تم دانیال کی طرح ہو جاؤ گے اس وقت نہ تم شیطان کی شکایت کرو گے اور نہ شیطان تم سے گلہ کرے گا۔ جب تم خود برائی کرو گے اور شیطان پر لعنت بھیجو گے تو شیطان کو بھی تمہاری شکایت کرنے کا موقع ملے گا، تمہیں تو اتنا اچھا بن جانا چاہیئے کہ شیطان تم پر لعنت نہ کر سکے۔

عمواغلی یہ باتیں سن کر بہت شرمندہ ہوا اس نے جواب دیا کہ: آپ صحیح کہتے ہیں غلطی میری ہے میں شیطانی کاموں میں ٹانگ اڑاتا پھرتا تھا مجھے خود ہی نیک اور باکردار ہونا چاہیئے ورنہ شیطان بھی میرے گناہوں کو اپنے سر نہیں لے گا۔ لعنت بر شیطان۔[1]

۱۔ قصہ ہائے شیخ عطار از مجموعۂ قصہ ہائے خوب جلد ۶ ص ۱۱۴ منقول از منطق الطیر مقالہ ثانی وعشرون۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

لا تجعلنّ للشّيطان في عملك نصيبا ولا على نفسك سبيلا.

ہرگز اپنے عمل میں شیطان کی حصّہ داری قرار نہ دو اور اسے اپنے نفس پر مسلّط کرنے کے لیے راہ نہ دو۔[1]

۱۸۲۔ شیطان سے دوستی: (دعاؤں کے قبول نہ ہونے کی وجہ)

حضرت امیر المؤمنین علیہ السّلام نے ایک جمعہ کے فصیح و بلیغ خطبہ کے آخر میں فرمایا:

اے لوگو! سات مصیبتیں ہیں کہ ہم ان سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں:

۱۔ جس عالم میں لغزش وخطا پائی جائے۔

۲۔ وہ عابد جو عبادت سے خستہ وملول ہو۔

۳۔ وہ مؤمن جو فقیر ہو جائے۔

۴۔ وہ امین جو خیانت کا مرتکب ہو۔

۵۔ وہ توانگر جو محتاج ہو جائے۔

۶۔ وہ عزّت دار جو ذلیل ہو جائے۔

۷۔ وہ فقیر جو بیمار ہو جائے۔

اس موقع پر ایک شخص اپنے مقام سے اٹھا اور اس نے آنحضرتؐ کے خطبہ کی

۱۔ غرر الحکم جلد ۶ ص ۲۸۶۔

تعریف کرتے ہوئے خداوند عالم کے فرمان۔

"ادعونی استجب لکم۔"

"مجھے پکارو تاکہ میں تمہاری دعا کو قبول کروں۔" [1]

کے بارہ میں سوال کیا کہ پھر ہماری دعا قبول کیوں نہیں ہوتی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے دلوں نے آٹھ مقامات پر خیانت کی ہے:

۱۔ تم نے خدا کو پہچانا لیکن اس کا حق جس طرح تم پر واجب تھا اسے ادا نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ تمہاری معرفت تمہارے کسی کام نہ آئی۔

۲۔ پیغمبرؐ کے اوپر ایمان تو لے آئے لیکن بعد میں سنت اور سیرت پیغمبرؐ کی مخالفت کی اور ان کے دین و آئین کو پس پشت ڈال دیا پس تمہارے ایمان کا نتیجہ کیا ہوا؟

۳۔ کتاب خدا، قرآن جو تمہارے لیے نازل کیا گیا تم نے اسے پڑھا لیکن اس پر عمل نہیں کیا، زبان سے تم نے کہا کہ ہم دل کی گہرائیوں سے اسے قبول کرتے ہیں لیکن اس کی مخالفت کی۔

۴۔ تم نے زبان سے تو یہ کہا کہ ہم آتش دوزخ سے ڈرتے ہیں لیکن تمام حالات میں تم گناہوں اور نافرمانیوں کے ذریعہ دوزخ کی طرف جا رہے ہو تو پھر تمہارا وہ خوف کیا ہوا۔

۵۔ تم نے یہ کہا کہ ہم جنّت کا شوق رکھتے ہیں لیکن کام وہ کرتے ہو جو تمہیں

۱۔ مومن/۶۰

جنّت سے دور کردے تو پھر تمہارا جنّت کا شوق کہاں گیا۔

۶۔ خدا کی نعمتوں کو کھایا اور اسے استعمال کیا لیکن اس کا شکر ادا نہیں کیا۔

۷۔ لوگوں کے عیوب کو دیکھتے رہے لیکن اپنے عیبوں کو نظر انداز کیا، دوسروں کو ملامت کرتے ہو لیکن تم خود اس کے زیادہ مستحق ہو۔

۸۔ خداوند عالم نے تمہیں شیطان کی دشمنی کا حکم دیا اور فرمایا۔

'انّ الشّیطان لکم عدوّ فاتّخذوہ عدوّا۔'

"شیطان تمہارا سخت دشمن ہے لہٰذا تم بھی اس سے دشمنی کرو۔" [1]

لیکن تم زبان سے تو اس سے دشمنی کا اظہار کرتے ہو لیکن عمل سے دوستی ثابت کرتے ہو۔

"اب بتاؤ اس صورت میں تمہاری کون سی دعا قبول ہوگی جبکہ تم نے دعاء کی قبولیت کے سارے راستے بند کر دیئے ہیں۔ دیکھو خدا سے ڈرو، اپنے معمول کی اصلاح کرو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو تاکہ خدا تمہاری دعاؤں کو قبول کرے۔" [2]

شیخ بہائیؒ فرماتے ہیں: ان لوگوں میں سے نہ ہو جو کھلم کھلا ابلیس پر لعنت بھیجتے ہیں لیکن چھپ کر اس کی پیروی کرتے ہیں اور اسے دوست رکھتے ہیں۔ [3]

۱۔ فاطر/۶

۲۔ بحار الانوار جلد ۹۰ ص ۳۷۶۔

۳۔ کشکول بہائی دفتر اوّل۔

۱۸۳۔ جہنم میں شیطان کا مونس و ہمدم: (واجبات الٰہی کا ترک کرنا)

امام صادق علیہ السلام کے ایک لائق شاگرد مفضل بن عمر کا بیان ہے کہ: میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا: مغیرہ بن سعید (فرقۂ مغیریہ کے سربراہ) [1] سے منقول ہے کہ اس نے کہا: جس وقت کوئی بندہ اپنے خدا کو پہچان لے تو اس کے لیے یہی کافی ہے اب اسے مزید کوئی عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ خدا کی شناخت کے بعد اس سے کسی عمل کا مطالبہ نہیں ہوگا۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''خدا اس پر لعنت کرے یہ بیہودہ باتیں ہیں کیا اس کے علاوہ اور کچھ صحیح ہے کہ بندہ جتنا زیادہ خدا کی معرفت حاصل کرتا جاتا ہے اس کا مطیع وفرماں بردار ہوتا جاتا ہے، کیا ایسا نہیں ہے کہ جو شخص خدا کو نہیں پہچانتا وہ اس کی اطاعت بھی نہیں کرتا؟''

یقیناً خداوند عالم اپنے پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی کام کا حکم دیتا ہے اور وہ بھی مؤمنین کو کسی عمل کی انجام دہی کا حکم دیتے ہیں اور سب کے سب خدا کے امر کو اجراء کرنے والے ہیں جس وقت نہی عن المنکر کا حکم اس کی طرف سے آجائے تو اس کا کسی کام کا حکم دینا اور کسی کام سے روکنا دونوں چیزیں مؤمن

۱۔ فرقۂ مغیریہ، مغیرہ بن سعید العجلی جو محمد بن عبداللہ بن حسن بن علی کی مہدویت کے قائل تھے کے پیروکاروں کو کہا جاتا ہے، تشبیہ کا اعتقاد رکھتے تھے اور حروف تہجی سے خدا کے اعضاء کو تشبیہ دیتے تھے۔

کے لیے مساوی ہیں یعنی پیغمبر اسلامؐ اور مؤمنین سب کے سب خدا کے مطیع و فرماں بردار اور اس کے حکم پر عمل کرنے والے ہیں چاہے وہ امر خدا ہو چاہے وہ نہی پروردگار ہو اور صرف خدا کو پہچاننا کافی نہیں ہے۔

مفضل بن عمر کہتے ہیں: اس کے بعد امامؑ نے فرمایا:

خداوند عالم کسی بندہ پر نگاہ نہیں ڈالتا اور اسے پاک نہیں بناتا جب وہ اللہ کے کسی واجب کردہ عمل کو ترک کردے جیسے نماز، روزہ۔ وغیرہ یا کسی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوجائے۔ [1]

مفضل کہتے ہیں: میں نے انتہائی تعجب سے پوچھا کہ خدا اس پر رحمت کی نگاہ نہیں ڈالتا؟

حضرتؑ نے فرمایا:

''ہاں کیوں کہ اس نے خدا کا شریک قرار دیا ہے؟''

میں نے دوبارہ پوچھا: کیا اس نے شرک کیا ہے؟

حضرتؑ نے فرمایا:

''ہاں، کیوں کہ خدا نے کسی کام کا حکم دیا اور اس کے مقابلہ میں شیطان نے بھی خدا کی مخالفت کا حکم دیا اور اس نے خدا کے فرمان کو چھوڑ کر ابلیس کی پیروی اختیار کی اور اس کے حکم کو بجالایا تو ایسا شخص جہنم کے ساتویں طبقہ میں ابلیس کا مونس وہمدم ہوگا۔''

۱۔ وسائل جلد ۱ ص ۲۵، ثواب الاعمال وعقاب الاعمال شیخ صدوق

ایک روایت امام صادقؑ حضرت رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔فرماتے ہیں:

من یطع الشّیطان یعص الله من یعص الله یعذّبه الله.

''جوشخص شیطان کی اطاعت کرے اس نے خدا کی نافرمانی کی اور جو خدا کی نافرمانی کرے خدا اسے اپنے عذاب کے ذریعہ سزا دے گا۔''[1]

۱۸۴۔خدا، بندہ اور شیطان: (شیطان کی خواہشات)

امام حسن علیہ السّلام کا ایک ہنس مکھ دوست تھا، وہ کچھ دن کی غیر حاضری کے بعد امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؑ نے اس سے اس کے حالات پوچھے کیسے گذر رہی ہے؟

اس نے عرض کیا: فرزند رسولؐ میں اپنے دن خود اپنی پسند اور جو میرا خدا چاہتا ہے س کے خلاف اور جو شیطان چاہتا ہے اس کے خلاف گذار رہا ہوں۔

امام علیہ السّلام ہنس پڑے اور فرمایا: بتاؤ وہ کیسے؟

س نے عرض کیا کہ: خدا چاہتا ہے کہ اس کی اطاعت کروں اور اس کی نافرمانی ہرگز نہ کروں لیکن میں ایسا نہیں کرتا۔

شیطان چاہتا ہے میں گناہ ومعصیت میں مبتلا ہوں اور خدا کی اصلاً اطاعت نہ کرں لیکن میں ایسا نہیں کرتا (بلکہ کبھی خدا کی اطاعت کرتا ہوں اور کبھی نہیں

۱۔ بحار الانوار جلد ۷۰ ص ۳۴۸، امالی شیخ صدوق مجلس ۴۷ حدیث ۱۔

کرتا، کبھی شیطان کی پیروی کرتا ہوں کبھی نہیں کرتا) میں دل سے چاہتا ہوں کہ کبھی نہ مروں لیکن ایسا نہیں ہے کیوں کہ آخرکار موت آنے والی ہے۔

اس وقت آپؑ کا ایک چاہنے والا اٹھا اور اس نے عرض کی اے فرزند رسولؐ ہم موت سے کیوں بے زار ہیں اور اس سے بھاگتے ہیں؟

حضرتؑ نے فرمایا:

''کیوں کہ تم نے شیطانی وسوسوں پر عمل پیرا ہو کر اپنی آخرت برباد کردی اور اپنی دنیا آباد کرلی ہے لہٰذا تم آبادی سے ویرانی کی طرف سفر کرنے پر مائل نہیں ہوتے۔''[1]

۱۸۵۔شیطانی نفس: (انسان نما شیطان)

کہا جاتا ہے کہ: جب انسان کا مقصد اور اس کی فکر (اور اس کا سرکش نفس) شیطانی جذبہ رکھتا ہو تو وہ آدمی کی شکل رکھنے کے باوجود شیطان میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

اے بندگان خدا تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ آدمی بذات خود اپنے اندر ہزار قبیلہ رکھتا ہے ہر قبیلہ کے سرکش گھوڑے ہیں جنھیں شیطان نے سدھایا ہے، کہیں ان کی لگام چھوڑ نہ دینا بلکہ اپنے باطن کے وحشی قبائل کی امامت کرنا۔

شیخ عطار، محمد علی حکیم ترمذی کا قول نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا:

۱۔ معانی الاخبار، باب نوادر ص ۳۸۹، حدیث ۲۹۔

اپنے نفس سے مطمئن نہ رہنا متوجہ رہو تاکہ اپنے نفس پر فتح پاؤ اور جس آفت کا اشارہ کیا ہے اس سے ڈرو کیوں کہ شیطان تمہارے نفس میں بیٹھا ہے۔[۱]

دوسرے جملہ میں کہتے ہیں: سو بھوکے شیر گوسفند کے گلّہ میں اتنی تباہی نہیں مچاتے جتنی ایک گھنٹہ میں شیطان مچاتا ہے اور اتنی تباہی سو شیطان بھی نہیں مچاتے جتنی ایک گھنٹہ میں خود اس کا نفس آدمی کے ساتھ تباہی مچاتا ہے۔[۲]

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

من خالف نفسه فقد غلب الشّيطان۔

"جو شخص اپنے نفس کی ہوا و ہوس کی مخالفت کرے یقیناً وہ شیطان پر غالب آ گیا ہے۔"[۳]

تو اے انسان! اے بندۂ خدا! ہوش میں رہ، آنکھ، کان کھلے رکھ تجھ سے بارہا کہا گیا ہے کہ اپنی نجات کے لیے" دیو کے پنجہ کو ریاضت و مشق کے مضبوط بازوؤں سے توڑ دو۔"[۴]

۱۔ تذکرۃ الاولیاء جلد ۲ ص ۸۱-۸۳۔

۲۔ تذکرۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۸۱-۸۳۔

۳۔ غرر الحکم جلد ۵ ص ۳۶۹۔

۴۔ گلستان سعدی، قصائد فارسی۔

۱۸۶۔ شیطانی رذائل: (زبان کی آفتیں)

فتوت نامہ کے مؤلف لکھتے ہیں:

اگر پوچھا جائے کہ بتاؤ وہ آٹھ چیزیں جن سے زبان کو روکنا اور اس کے بیان سے دوری اختیار کرنا چاہیئے کون سی ہیں: تو کہو:

۱۔ زبان کو جھوٹ سے باندھ کر رکھنا چاہیئے اور اس کے بیان سے دور رہنا چاہیئے۔

۲۔ وعدہ خلافی سے کیوں کہ یہ منافقوں کی صفت ہے۔

۳۔ غیبت اور بہتان سے کیوں کہ یہ فاسقوں کا کام ہے۔

۴۔ جدل، جھگڑا، چغل خوری اور عیب جوئی سے کیوں کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے۔

۵۔ اپنی مدح و ثنا سے کیوں کہ یہ خود پسندی اور سرکشی کی دلیل ہے۔

۶۔ کسانوں اور نوکروں پر لعنت کرنے سے کیوں کہ یہ جابروں اور ظالموں کا فعل ہے۔

۷۔ بددعاء کرنے سے کیوں کہ یہ دل و جان کی کدورت کا سبب ہے۔

۸۔ بیہودہ مذاق اور مسخرہ بازی سے کیوں کہ اس کی وجہ سے رنجشیں بڑھتی ہیں۔[۱]

یہ انداز و کردار ایک طرح کا شیطانی عمل ہے کہ ابلیس ملعون زیادہ تر گفتگو

۱۔ فتوت نامہ ص ۲۱۲۔

میں انسان کی زبان کے نیچے آشیانہ بنائے رہتا ہے اور کچھ کچھ وقفہ سے تفرقہ ایجاد کرنے اور لوگوں کے درمیان فتنہ وفساد برپا کرنے کے لیے زیادہ محنت کرتا ہے لہٰذا ہمیں بیدار اور ہوشیار رہنا چاہیے۔

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

مامن شئ اجلب لقلب الانسان من لسان ولا اخدع للنّفس من شیطان۔

"کوئی چیز آدمی کے دل کو زبان سے زیادہ مارنے والی نہیں ہے اور کسی شخص کے لیے (جن وانس کے) شیطان سے بڑھ کر کوئی فریب دینے والا نہیں ہے۔"[۱]

۱۸۷۔شیطان کا استاد: (جھوٹ)

امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا:

ہماری پیروی کے مدّعی کچھ لوگ ایسے دروغ پرور ہیں جن کی شاگردی کا شیطان بھی محتاج ہے۔[۲]

اس بری صفت کے بارہ میں کہ جو زبان کی سب سے بڑی بیماری ہے حضرت رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"ابلیس کے پاس شرمہ، چاٹنے کی دوا اور انفیہ (جسے چھینکنے کے لیے

۱۔ غرر الحکم جلد ۶ ص ۱۱۲۔

۲۔ روضۂ کافی حدیث ۳۶۲۔

ناک میں ڈالتے ہیں) ہے۔اس کا شرمہ خواب آلودگی اور زیادہ سونا ہے۔اس کی دوا جھوٹ ہے اور اس کی انفیہ خودخواہی اور خودنمائی ہے۔"[۱]

دوسری حدیث میں امیرالمومنین علیہ السّلام فرماتے ہیں:

"شیطان کا شرمہ نیند ہے اور اس کی خشک دوا خشم وغضب ہے اس کی نرم دوا دروغ اور جھوٹ ہے۔"[۲]

۱۸۸۔ابلیس کی نصیحت: (زہد اور خدا کا خوف)

جنید کا بیان ہے ایک رات میں سورہا تھا۔آنکھ کھل گئی، دل میں آیا مسجد چلا جاؤں مسجد پہونچا تو ایک شخص دکھائی دیا جس سے میں ڈر گیا۔اس نے کہا: اے جنید مجھ سے ڈر رہے ہو؟

میں نے کہا: ہاں، اس نے کہا: اگر واقعاً خدا کو پہچان لیا ہوتا تو اس کے علاوہ کسی اور سے نہ ڈرتے؟

میں نے کہا: تم کون ہو؟ اس[لع] نے کہا: میں ابلیس ہوں؟

میں نے کہا: ایک بات جاننے کے لیے میں تجھ سے ملنا چاہتا تھا۔

اس نے کہا: جس گھڑی تمہارے دل میں میرا خیال پیدا ہو جائے تو سمجھو خدا سے غافل ہو گئے ہو۔اب بتاؤ مجھ سے کیوں ملنا چاہتے تھے؟

۱۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۴۲، معانی الاخبار ص ۱۳۹، میزان الحکمت جلد ۵ ص ۹۶۔

۲۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۱۷۔

میں نے کہا: یہ بتاؤ کہ تم اب تک زاہدوں اور دنیا سے لگاؤ نہ رکھنے والوں پر بھی غالب آئے ہو؟

اس نے کہا: ہرگز نہیں، میں نے پوچھا: وہ کیوں؟

اس نے کہا: جب میں نے ان پر دنیا کے ذریعہ غلبہ پانا چاہا تو انھوں نے آخرت کا رخ کرلیا اور جب آخرت کے ذریعہ انھیں بہکانا چاہا تو انھوں نے خدا کی پناہ حاصل کرلی اور میں اس معاملہ میں بے چارہ ہوگیا، یہ کہا اور نظروں سے غائب ہوگیا۔[1]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

'الفقیر الرّاضی ناج من حبائل ابلیس والغنی واقع فی حبائله۔

''اپنی قسمت پر خوش فقیر شیطان کے جال سے نجات یافتہ اور امان میں ہے لیکن حرص و ہوس والا دولت مند (جو خدا سے راضی نہیں ہے) شیطان کے دام میں اسیر و گرفتار ہے۔''[2]

۱۸۹۔ ابلیس کی نصیحت: (زہد اور بے رغبتی)

یک شیخؒ کا بیان ہے کہ میں نے ایک رات خواب میں ابلیس ملعون کو برہنہ دیکھا میں نے اس سے کہا: تم لوگوں سے بالکل شرم و حیا نہیں آتی جو اس طرح

۱۔ تذکرۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۲۴۷۔

۲۔ غرر الحکم جلد ۲ ص ۸۳۔

ننگے گھوم رہے ہو؟

اس نے کہا: ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے کیوں کہ اگر ان کی کوئی اہمیت ہوتی تو پھر یہ اپنے آپ کو بچّوں کے ہاتھ میں گیند کی طرح میرے حوالہ نہ کردیتے کہ جس طرح میرا دل چاہے انھیں نچاؤں۔ اس گھڑی اس نے غم زدہ آواز میں کہا: اہمیت و شخصیت والے لوگ وہ ہیں جنھوں نے مجھے بیمار اور کمزور بنادیا وہ عابد، عالم، عارف اور زاہد ہیں جن کے اندر دنیا اور لذات دنیا سے کوئی لگاؤ نہیں پایا جاتا۔[1]

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

''شیطان کے ہاتھوں کو کھلا نہ رہنے دو کہ وہ جو چاہے تمہارے ساتھ کرے۔''[2]

دوسرے جملہ میں حضرتؑ سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

''جس شخص کو دنیا دھوکہ دے اسے اپنے سے وابستہ بنالے اور اس کی مہار کو شیطان کے حوالہ کردے اور ابلیس سے وہ نزاع نہ کرے وہ پشیمان ہے۔''[3]

۱۔ کیمیائے سعادت جلد ۲ ص ۶۳۵۔

۲۔ پیکار صفین، نصر بن مزاحم ص ۱۵۴۔

۳۔ پیکار صفین نصر بن مزاحم ص ۲۸۰۔

۱۹۰۔ فضیل بن عیاض اور شیطان: (تفرقہ اور بدگوئی)

ایک دن فضیل بن عیاض کو بتایا گیا کہ فلاں شخص نے تجھے برا بھلا کہا ہے اور برائی کو تیری طرف نسبت دی ہے۔

فضیل نے کہا: خدا کی قسم جس نے اس شخص کو اس کام (میرے بارہ میں بدگوئی کرنے) پر آمادہ کیا ہے اسے غصہ دلاؤں گا اور پریشان کروں گا۔

پوچھا گیا: وہ کون ہے؟

اس نے کہا: وہ شیطان ہے۔

اس وقت فضیل نے خدا کی بارگاہ میں دعا کی کہ: پالنے والے میرے جس بھائی نے میری بدگوئی کی ہے اسے بخش دے۔

اس کے بعد فضیل نے کہا: جب میں شیطان کو غصہ دلاتا ہوں اس وقت خدا کی اطاعت میں رہتا ہوں نہ یہ کہ جس نے میری برائی کی ہے اسی کے بارہ میں گفتگو کرتا رہوں لہذا جب بھی شیطان کسی بندہ سے یہ چیز دیکھتا ہے تو اس ڈر سے کہ کہیں اس کا بہکانا اس بندہ کے نیک اعمال اور حسنات میں اضافہ نہ کر دے اس سے دست بردار ہو جاتا ہے۔[1]

شیطان ہر اچھے کام سے رنجیدہ ہوتا ہے کیونکہ اچھائیوں سے دور جو کچھ بُرا' ناپسند ہے وہ شیطان کی پسند ہے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

۱۔ محجۃ البیضاء جلد ۶ ص ۱۷۸، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۶۵۷۔

ایّاکم و الفرقه فانّ الشّاذ عن اهل الحق للشّیطان کما انّ الشّاذ من الغنم للذّئب۔

"تنہائی اور جدا ہونے سے دور رہو یقیناً جو اہل حق سے جدا ہوا ہو وہ شیطان کا نوالہ بن جاتا ہے جس طرح اپنے گلّہ سے جدا ہو جانے والا گوسفند بھیڑیے کا شکار بن جاتا ہے۔"[1]

حضرت علی علیہ السلام ایک دوسرے جملہ میں فرماتے ہیں:

ایّاك و الفرقه فانّ الشّاذ من النّاس للشّیطان۔

"جدائی اور تنہائی سے دور رہو کیوں کہ یقیناً لوگوں سے جدا ہو جانے والا شیطان کا حصّہ ہوتا ہے۔"[2]

خدا تفرقہ اور جدائی، حسد اور کینہ، کدورت اور رنجیدگی، فتنہ وآشوب، چغل خوری اور بدگوئی، نفاق اور دوروئی سے محفوظ رکھے۔

اے بھائیو! اور بہنو! تفرقہ، نفاق اور وسوسہ سے دوری اختیار کرو کیونکہ تفرقہ ایمان کے خوشہ کو اس کے پودے سے ٹڈی کی طرح جدا کر دیتا ہے۔

لہٰذا دوستو آؤ کینہ توزی کے بجائے ہم ایک دوسرے کے دوست بنیں ایک دوسرے کو دھمکی لکھنے کے بجائے نصیحتیں لکھیں اور ایک دوسرے کے خیر خواہ بنیں۔

۱۔ غرر الحکم جلد ۲ ص ۳۲۶۔

۲۔ غرر الحکم جلد ۲ ص ۳۰۵۔

۱۹۱۔دعوت شیطان:(شک وتردّد)

ابراہیم تیمی نے کہا: شیطان، بندہ کو گناہ کی طرف دعوت دیتا ہے لیکن وہ اس کی اطاعت نہیں کرتا بلکہ وہ اس حال میں نیک عمل انجام دیتا ہے جب شیطان بندہ کو اس طرح پاتا ہے تو اس سے دست بردار ہو جاتا اور دور بھاگتا ہے۔

دوسرے جملہ میں کہا گیا:

اگر شیطان تمہیں دوراہے پر شک وتردّد میں پائے (یعنی حق وحقیقت کی راہ اپنانے اور اعمال خیر انجام دینے میں کریں یا نہ کریں کی کشمکش میں مبتلا پائے) تو پھر اسے تم میں لالچ پیدا ہو جاتی ہے۔

لیکن اگر متوجہ رہو اور دل میں شک وتردّد کی کیفیت نہ پیدا ہو تو رنجیدہ خاطر اور ملول ہو کر تمہارا دشمن بن جاتا ہے اور تم سے دور بھاگتا ہے۔ [۱]

استاد محمد تقی جعفریؒ کہتے ہیں: یہ خبیث خود کو جالینوس (حکیم) ظاہر کر کے تمہارے بیمار نفس کو مختلف فریب دینے والی دواؤں سے دگرگوں کر دیتا ہے اور پہلے سے زیادہ بیمار بنا دیتا ہے اور اس کے معالجہ کا وعدہ بالکل ویسا ہی وعدہ ہے جیسا کہ اس نے ابوالبشر آدمؑ سے گیہوں کے بارہ میں کیا تھا، چیخ پکار مچاتا ہے، اس کی گردن میں رسّی ڈالتا ہے کہ اس کی خواہش کے مطابق عمل کیا جائے جیسے نعل بندی کے وقت گھوڑے کے منہ میں لب بند لگاتے ہیں، اپنے مکر کے ذریعہ معمولی پتھر کو گوہر بنا کر پیش کرتا ہے، شیطان تمہارے کانوں کو ایسے پکڑتا ہے

۱۔ محجۃ البیضاء جلد ۶ ص ۱۷۸، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۶۵۷۔

جیسے گھوڑے کے پکڑے جاتے ہیں اور لالچ کی راہ پر کھینچ کر لے جاتا ہے۔ اپنی نعل کو تمہارے پاؤں پر مارتا ہے کہ اس کے درد سے راہ نہ چل سکو۔ تمہیں پتہ ہے شیطان کی نعل، زندگی کے دوراہے پر پایا جانے والا شک وتردّد ہے جو تمہیں حیران اور سرگرداں کیے رہتا ہے کہ یہ کروں یا وہ کروں؟ [۱]

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یقیناً شیطان تمہارا ایسا دشمن ہے جو ہمیشہ آمادہ وحاضر رہتا ہے کہ تم سے باطل وعدے کرے۔" [۲]

۱۹۲۔دل شیطان کی جگہ نہیں ہے:(ذکر خدا)

ایک دن حضرت عیسیٰؑ نے پروردگار سے دعا کی وہ شیطان کی جگہ دکھادے۔ خداوند عالم نے اسے دکھایا اور حضرت عیسیٰ نے دیکھا شیطان کہ جس کا سر سانپ کی طرح ہے اپنے سر کو آدمی کے دل پر رکھے ہوئے ہے جس وقت بندہ ذکر خدا میں مشغول ہوتا ہے تو وہ اپنا سر کھینچتا ہے اور جب وہ خدا کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے تو اس کے دل کو لقمہ کی طرح اپنے منہ میں رکھ لیتا ہے۔ [۳]

جس گھڑی دل ذکر الٰہی کے نور سے خالی ہوتا ہے اور یاد خدا میں مشغول نہیں ہوتا تو شیطان اس قسم کے دل کا قصد بن جاتا ہے بہت جلد اس پر وہ ایسا قابو

۱۔ تفسیر وتحلیل ونقد مثنوی مولوی جلد ۱۱ ص ۱۴۹۔

۲۔ پیکار صفین، نصر بن مزاحم ص ۳۰۳۔

۳۔ تفسیر منہج الصادقین جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۰، تفسیر المیزان جلد ۲۰ صفحہ ۵۲۶۔

پالیتا ہے کہ اسے آسانی سے دور کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

لہٰذا اپنے دل کو ذکر خدا کے نور سے پُر کرو تا کہ شہوتوں کی تاریکی تم سے دور ہو جائے۔

کیونکہ دل اس کنویں کے مانند ہے جس کو گندہ پانی سے پاک کرنا مطلوب اور واجب ہے تا کہ صاف ستھرا پانی باہر آسکے لہٰذا اگر کوئی شیطان کی یاد میں مشغول ہو تو حقیقتاً اس نے خبیث و کثیف پانی کو اپنے دل میں جاری کیا ہے اور جو شخص دل میں شیطان اور خدا کے ذکر کو ایک جگہ جمع کر کے شیطان اور خدا کا ذکر کرنے والا بنے تو ایک طرف سے گندہ پانی کا نالہ دوسری طرف سے پاک و صاف اور رواں پانی کی نہر اس نے جاری کی ہے اور جو آگاہ، ہوشیار اور بینا ہو وہ گندہ پانی کے آگے بند، باندھ دیتا ہے اور دل کے کنویں کو صاف ستھرے پانی سے پُر کرتا ہے۔[1]

ذکر خدا پاک و صاف پانی کا مجرا اور متعفن اور شیطانی سیل کے مقابلہ خداوند عالم کا مقام ہے نہ کہ شیطان کا۔

قلب سلیم ذکر الٰہی کے نور سے نورانی ہے لیکن تاریک اور سیاہ دل ذکر شیطان کی آماجگاہ ہے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

ذکر اللہ مطردة الشّیطان۔

۱۔ احیاء العلوم جلد ۳ ص ۲۶۲-۲۶۱۔

خدا کا ذکر اور اس کی یاد شیطان کی دوری کا سبب ہے۔[1]

دوسرے جملہ میں حضرتؑ فرماتے ہیں:

ذکر اللہ دعامة الایمان و عصمة من الشّیطان۔

"خدا کی یاد ایمان کا ستون اور شیطان کے شر سے حفاظت ہے۔"[2]

ذکر اللہ راس مال کلّ مومن و ربحه السّلامة من الشّیطان۔

"خداوند عالم کی یاد مومن کا سرمایہ اور اس کا فائدہ شیطان کے شر سے سلامتی ہے۔"[3]

حضرت علیؑ کا ارشاد گرامی ہے:

کلّما الهی عن ذکر اللہ فهو من ابلیس۔

"ہر وہ چیز جو انسان کو یاد خدا اور ذکر خدا سے غافل کر دے وہ شیطان کی طرف سے ہے۔"[4]

۱۹۳۔ شیطان اور پانچ گدھوں کا بوجھ: (۶ بُری عادتیں)

ایک دن حضرت عیسیٰؑ نے راستہ میں ابلیس کو پانچ باردار گدھوں کے پیچھے

۱۔ غرر الحکم جلد ۴ ص ۲۸۔
۲۔ غرر الحکم جلد ۴ ص ۳۰۔
۳۔ غرر الحکم جلد ۴ ص ۳۰۔
۴۔ مجموعۂ ورام جلد ۲ ص ۱۷۰۔

چلتے ہوئے دیکھا۔

آپ نے پوچھا: گدھوں پر کیا چیز لادے ہوئے ہو؟

شیطان نے کہا: تجارت کا مال جس کے خریدار کی تلاش میں ہوں۔

حضرت نے پوچھا: گدھوں پر کیا چیز ہے اور اس کے خریدار کون لوگ ہیں؟

ابلیس نے کہا: ایک گدھے پر ستم کا بوجھ ہے جس کے خریدنے والے سلاطین اور بادشاہ ہیں۔ دوسرے پر خود پسندی ہے جس کے خریدار دولت منداور صاحبان اقتدار ہیں۔ تیسرے پر حسد ہے جس کے خریدار علماء اور دانشور ہیں۔ چوتھے پر خیانت ہے جس کے طلب گار تاجر لوگ ہیں اور پانچویں پر فریب وحیلہ ہے جس کا تعلق عورتوں سے ہے۔[۱]

پیغمبر اسلامؐ اور امیر المومنینؑ ایک روایت میں فرماتے ہیں:

''خداوند عالم چھ طرح کے لوگوں کو چھ عادتوں کی وجہ سے بغیر کسی حساب وکتاب کے آتش جہنم میں ڈال دے گا:

۱۔ دولتمند، حکام اور سلاطین کو ان کے ظلم وجور کی وجہ سے۔

۲۔ عربوں کو جاہلیت کے تعصب کی وجہ سے۔

۳۔ تاجروں کو خیانت اور جھوٹ کی بناء پر۔[۲]

۴۔ ذمہ داروں اور اونچے لوگوں کو غرور وتکبر اور خود پسندی کی وجہ سے۔

۵۔ دیہاتیوں کو جہالت ونادانی کی خاطر۔

۱۔ مواعظ العددیہ، آیۃ اللہ مشکینی ص ۲۷۶، جامع التمثیل ص ۳۰۴۔

۲۔ مواعظ العددیہ ص ۲۹۱، منیۃ المرید شہید ثانیؒ ص ۱۵۴۔

۶۔ دانشوروں اور فقہاء[۱] کو حسد کی برائی کی بناء پر۔[۲]

۱۹۴۔ دانشوروں کے لیے شیطان کی خطرہ کی گھنٹی: (خود پسندی)

عُجب اور خود پسندی بہت بڑا گناہ ہے۔

علماء ودانشمندان کی خود پسندی جو انھیں تباہی وبربادی کی کھائی کے کگار تک پہونچا دیتی ہے کے بارہ میں شیطان کہتا ہے:

اے اولاد آدم تم جو یہ سمجھ رہے ہو کہ اپنے علم ودانش کے ذریعہ مجھ سے نجات پا گئے ہو تو یقین جانو کہ خود پسندی کی خاطر ان جانے میں تم میرے جال میں آ پھنسے ہو۔[۳]

حارث محاسبی کہتے ہیں:

علماء السُّؤ شیاطین الانس و فتنة علی النّاس۔

''دنیا کے طلب گار علماء ودانش مندان فاسد، برے اور آدمیوں میں شیاطین اور لوگوں میں فتنے ہیں۔[۴]

اسی وجہ سے کہا جاتا ہے:

عذر کے ساتھ نافرمانی اور گناہ خود پسندی کے ساتھ اطاعت سے بہتر ہے۔

۱۔ وسائل جلد ۱۱ ص ۲۹۷، بحار جلد ۷۰ ص ۲۸۹، خصائل جلد ۱ ص ۳۲۵۔

۲۔ مذکورہ بالا مدارک۔

۳۔ محجۃ البیضاء جلد ۶ ص ۳۵۵، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۱۷۸۔

۴۔ محجۃ البیضاء جلد ۶ ص ۹۲، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۵۵۳۔

کیا تمہیں پتہ نہیں ہے کہ ابلیس کو اپنی اطاعت وفرماں برداری اچھی لگی تو خدا نے اس پر لعنت بھیجی۔ آدمؑ نے خطاء کی اور کہا: خدایا مجھ سے بُرائی ہوگئی۔

خداوندعالم نے آدمؑ کے جواب میں فرمایا کہ: میں نے تجھے بخش دیا۔

لہٰذا اس بوڑھے صاحب معرفت نے کہا: میں بھی ایسی اطاعت کہ جو خود پسندی کا سبب ہے اس سے بیزار ہوں۔۱؎

۱۹۵۔ معصیت کا سبب: (غرور)

ایک بزرگ نے فرمایا: ہروہ گناہ جو شہوت کی وجہ سے ہو جائے اس کی بخشش کی امید کی جاسکتی ہے اور جو گناہ غرور کی وجہ سے ہو اس کے بخشے جانے کی امید نہیں رکھنا چاہیئے کیوں کہ ابلیس کا گناہ غرور کی بناء پر ہوا تھا اور آدمؑ کا معاملہ شہوت کی وجہ سے تھا۔۲؎

استاد محمد تقی جعفریؒ کتاب تفسیر ونقد وتحلیل مثنوی مولوی میں لکھتے ہیں:

آدمؑ کا معاملہ پیٹ کی وجہ سے پیش آیا لیکن شیطان کو تکبّر اور جاہ پرستی نے برباد کیا یہی وجہ ہے کہ آدمؑ توبہ میں کامیاب ہوگئے لیکن اس ابدی ملعون نے غرور دکھایا اور خدا کی طرف واپسی سے اپنے آپ کو محروم کر دیا، مقام پرستی جاہ طلبی اور تکبّر کی بیماری ہڈیوں کے ٹوٹنے کی مانند ہے، عرب سرکش گھوڑے کو شیطان کیوں کہتے ہیں اس چوپایہ کو نہیں جو چراگاہ میں چرنے میں لگا ہوا ہے، کیوں کہ

۱۔ رسالۃ العلیّہ ص ۲۲۶ و ۳۳۱۔

۲۔ تذکرۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۲۵۱۔

سرکشی جو تکبّر کا نمونہ ہے لغت میں ایسی شیطنت کے ہم معنی ہے جو لعنت کی سزاوار ہو۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

الکبر مصیدة ابلیس العُظمیٰ

"غرور شیطان کا بڑا جال ہے۔"۱؎

دوسرے جملہ میں ارشاد ہے:

ایّاك و الکبر فانّه اعظم الذّنوب والامّ العیوب وهو حلیة ابلیس

"غرور تکبّر سے دوری اختیار کرو، بے شک یہ بری عادت بہت بڑا گناہ، پست ترین عیب اور شیطان کے زیوروں میں سے ہے۔"۲؎

۱۹۶۔ حضرت علیؑ اور حسن بصری: (کج فکری)

ان لوگوں کا گروہ جو شیطانی وسوسوں کے آگے تسلیم، اپنے دنیوی مقام و منزلت کی حفاظت کے لیے اپنے احمقانہ رفتار و کردار کے سلسلہ میں عذر و بہانہ تلاش کرتے ہیں اور اپنے شرعی اور دینی وظائف کی بجا آوری میں کوتاہی برتتے ہیں اور اپنی ڈیوٹی سے فرار و گریز کر کے راہ حق وحقیقت سے منحرف ہو کر شیطانی

۱۔ غرر الحکم جلد ۱ ص ۲۹۴۔

۲۔ غرر الحکم جلد ۲ ص ۲۹۳۔

راہ کا شکار ہوتے ہیں اس میں سے ایک زاہد نما کج فکر شخص حسن بصری ہے۔

تاریخ میں حسن بصری کا نام زیادہ ملتا ہے ان کے والد کا نام یسار ہے جو بصرہ کے نزدیک میسار قریہ کے رہنے والے تھے۔

حسن بصری نے ۸۹ سال کی عمر پائی اور ان کا شمار آٹھ مشہور و معروف زاہدوں میں ہوتا ہے۔

انھوں نے حضرت علی علیہ السّلام سے لے کر امام محمد باقر علیہ السّلام تک کا زمانہ پایا، شیعی نقطۂ نظر کے اعتبار سے وہ ایک منحرف، زاہد نما اور کج فکر درباری آدمی تھے، منحرفین کے گروہ میں بہت محترم تھے اور انھیں روشن فکر خیال کیا جاتا تھا، جنگ جمل اور اس میں فتح حاصل ہونے کے بعد حضرتؑ ایک مقام سے گذر رہے تھے، آپ نے دیکھا کہ حسن بصری وہاں وضوء کر رہے تھے آپؑ نے فرمایا: اے حسن ٹھیک سے وضوء کرو۔

حسن نے جواب دیا: اے امیرالمؤمنین آپؑ نے کل (جنگ جمل میں) ایسے مسلمانوں کو قتل کیا جو خدا کی وحدانیت رسول کی رسالت کی گواہی دیتے تھے، نماز پڑھتے تھے اور صحیح وضوء کرتے تھے۔

آپؑ نے فرمایا: جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے دشمن کے مقابلہ میں میری مدد کیوں نہیں کی؟

حسن بصری نے کہا: میں نے جنگ کے پہلے دن غسل کیا، عطر لگایا اور اسلحہ اٹھایا لیکن مجھے شک گذرا کہ یہ جنگ صحیح ہے بھی یا نہیں؟

جب میں ''خریبہ'' پہونچا تو ایک آواز سنی جس نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا: اے حسن واپس پلٹ جاؤ کیوں کہ قاتل اور مقتول دونوں جہنّمی ہیں۔ میں جہنّم کے خوف سے گھر واپس آ گیا اور جنگ میں نہیں گیا۔ دوسرے دن بھی میں نے قصد کیا لیکن ایسے ہی حالات پیش آئے۔

حضرتؑ نے فرمایا: یہی بات ہے جانتے ہو وہ آواز دینے والا کون تھا؟

حسن نے کہا: نہیں معلوم۔

امامؑ نے فرمایا: وہ تمہارا بھائی ابلیس تھا اور اس نے تصدیق کر دی کہ دشمن (عائشہ، طلحہ اور زبیر) کے لشکر کے قاتل اور مقتول دونوں جہنّمی ہیں۔

حسن نے کہا: اب میں سمجھا کہ دشمن قوم ہلاک ہو گئی۔[۱]

ہر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوتے ہیں جو زہد و تقوی کے بارہ میں شہرت حاصل کرتے ہیں لیکن امام برحق کے حکم سے سرکشی اور روگردانی کرتے ہیں اور جنگ و جہاد کی بات درمیان میں آتی ہے تو مسلم کشی کی باتیں کرنے لگتے ہیں۔

ایک دوسرے موقع پر نقل ہوا ہے کہ حسن بصری وضو کرنے میں وسواس کے شکار تھے اور پانی زیادہ استعمال کرتے تھے۔ حضرتؑ نے دیکھا تو ٹوکا کہ حسن پانی زیادہ بہاتے ہو؟

انھوں نے جواب دیا کہ: وہ خون جو امیرالمؤمنین بہاتے ہیں وہ زیادہ ہے۔

۱۔ داستان دوستان جلد ۱ ص ۱۵۷، سفینۃ البحار جلد ۱ ص ۲۶۲۔ سفینۃ البحار طبع جدید جلد ۲ ص ۲۰۹-۲۰۸۔

حضرتؑ نے پوچھا: کیا میرے کام سے تمہیں تکلیف ہوئی ہے اس نے کہا: ہاں۔

آپ نے فرمایا: خدا کرے ہمیشہ اس میں بسر کرو۔

حضرتؑ کی اس بددعا کے بعد پوری عمر حسن بصری رنجیدہ خاطر رہے یہاں تک کہ انھیں موت آ گئی۔[۱]

۱۹۷۔ ابلیس کے جرائم: (قناعت اور حبّ علیؑ)

محمد صوفی کہتے ہیں: ایک دن شیطان سے ملاقات ہوگئی. اس نے مجھ سے پوچھا:

تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں آدمؑ ابوالبشر کا بیٹا ہوں.

اس نے کہا: لاَ الٰہ الا اللہ تم عجیب جھوٹی قوم ہو کیوں کہ خدا کی دوستی کا دعویٰ کرتے ہو لیکن اس کی نافرمانی کرتے ہوئے گناہ کے مرتکب ہوتے ہو دوسری طرف کہتے ہو کہ ہم شیطان کے دشمن ہیں جبکہ اس کی اطاعت وفرماں برداری کرتے ہو؟

میں نے اس سے پوچھا: یہ بتاؤ کہ تم کون ہو؟

اس نے کہا: میں مشہور ناموں والا ہوں جس کا نقارہ بجتا ہے. میں ہابیل کا قاتل، کشتی میں نوحؑ کا ہم سفر اور ان کی قوم کو غرق کرنے والا، صالحؑ نبی کے ناقہ کو

۱۔ داستان دوستان جلد ۱ ص ۱۵۷، سفینۃ البحار جلد ۱ ص ۲۶۲۔ سفینۃ البحار طبع جدید جلد ۲ ص ۲۰۹-۲۰۸۔

پے کرنے والا ابراہیمؑ کے خلاف نمرودیوں کی آتش روشن کرنے والا، حضرت یحییٰؑ کے قتل کا منصوبہ ساز، قوم فرعون کا دریائے نیل میں غرق کرنے والا، حضرت موسیٰؑ کے مقابلہ جادو اور سحر کا ایجاد کرنے والا اور قوم بنی اسرائیل کی عجلت کا مسبب ہوں کہ فرعون سے بنی اسرائیل کے نجات پاتے ہی جب موسیٰؑ کوہ طور پر گئے تو میں نے انھیں عقاید حقّہ سے منحرف کر کے گوسالہ پرستی کی طرف ہنکایا۔

میں آرہ (جس سے جناب زکریاؑ کو درخت کے اندر چھپ جانے کے بعد قتل کیا گیا) کا مالک ہوں، لوگوں نے انھیں درمیان سے درخت کے ساتھ دونیم کر دیا، میں ہی ہوں جس نے اصحاب فیل کو کعبہ کی طرف بھیجا، میں نے ہی جنگ احد وحنین میں دشمنان پیغمبر اسلام کو ایک دوسرے کے ساتھ جمع کیا۔ میں نے ہی سقیفہ کے شوریٰ والے دن منافقین کے دل میں بغض وحسد پیدا کیا۔

میں جنگ جمل میں عایشہ کا شتربان، کجاوہ دار اور مددگار تھا۔

میں ہی علیؑ کی جنگ صفین کی کامیابی میں رکاوٹ بنا اور جنگ کے جاری رہنے کا سبب ہوا اس وقت قرآن کو نیزوں پر بلند کیا تا کہ معاویہ کا لشکر اس جنگ میں شکست سے نجات پا جائے اور علیؑ کی فوج ہار جائے۔

میں حادثۂ کربلا کے اور اہلبیتؑ کی اسیری کے موقع پر طعنہ زنی کرنے نیز مؤمنین کے غم واندوہ کی وجہ بہت مسرور اور خوش تھا۔ میں منافقوں کا امام، اولاد آدم کے اوّلین افراد کو ہلاک کرنے اور ان کے آخرین فرد کو گمراہ کرنے والا ہوں، میں ناکثین (عہد توڑنے والوں) کا راس و رئیس ہوں۔ قاسطین (دشمنان) کا سیّد و سردار اور مارقین (جاہلوں اور احمقوں) کا سایہ ہوں۔ میں

ابومرّہ، آتش سے پیدا ہوئی ایک مخلوق ہوں نہ کہ خاک سے۔

میں ہی لوگوں کے گناہوں اور معصیت کی وجہ سے خدا کو قہر وغضب پر آمادہ کرتا ہوں اور انھیں عذاب اور غضب الٰہی میں گرفتار کرتا ہوں۔

صوفی کا بیان ہے کہ میں نے شیطان سے کہا: تجھے اس خدا کی قسم جس کا تجھ پر حق ہے مجھے ایک ایسے عمل کی طرف راہنمائی کر کہ جس کے ذریعہ دنیا میں اپنے خدا کا تقرّب حاصل کروں اور آخرت میں روز قیامت کے حوادث اور گرفتاری سے امان میں رہوں۔

شیطان نے کہا: دنیا میں تم عفت کے ساتھ کفایت شعاری کو پیشہ بناؤ اور شہوت پرستی، اور حرص وطمع سے دوری اختیار کرو تا کہ آسودہ خاطر رہو۔

اور آخرت کے حوادث سے موت کے وقت، عالم قبر اور برزخ میں نجات پانے کے لیے اپنے دل میں علی ابن ابی طالبؑ کی محبت قرار دو اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھو خدا کی قسم ساتوں آسمانوں میں کوئی ملک مقرّب یا نبی مرسل ایسا نہیں جس نے خدا سے تقرّب ونزدیکی کے لیے علی ابن ابی طالبؑ کی محبت کا سہارا نہ لیا ہو۔

جب یہ خبر امام صادق علیہ السّلام کو پہونچی تو آپ نے فرمایا: اس ملعون نے زبان سے علی ابن ابی طالبؑ کی محبت ودوستی کا اقرار کیا لیکن دل میں اس موضوع کا انکاری تھا۔

چونکہ شیطان میں قلبی ایمان اور خضوع نہیں تھا لہٰذا علی کی محبت کا اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا اور اگر اس میں خضوع پایا جاتا تو پھر وہ حضرت آدمؑ ابوالبشر

کو سجدہ کر لیتا۔ ۱؎

۱۹۸۔ شیاطین غدیر خم میں: (نفاق)

زید شحام کہتے ہیں: قتادہ نے امام محمد باقر علیہ السّلام سے آیت

ولقد صدّق علیهم ابلیس ظنّه فاتّبعوه الاّ فریقا من المؤمنین۔ ۲؎ (سباء ۲۰)

کے معنی پوچھے آپؑ نے فرمایا:

یہ منافقین کے ایک گروہ کے بارہ میں نازل ہوئی ہے، جب آیت:

یا ایّها الرّسول بلّغ ما انزل الیك من ربّك و ان لم تفعل فما بلّغت رسالته۔ ۳؎

نازل ہوئی اور پروردگار نے پیغمبر اسلام کو حضرت امیر المؤمنینؑ کو خلافت و امامت کے منصب پر فائز کرنے کا حکم دیا تو آں حضرتؐ نے عید غدیر کے دن حضرت علیؑ کو اپنے ہاتھوں پر بلند کر کے فرمایا:

"جس جس کا میں مولا ہوں اس کے اس کے علیؑ مولا ہیں۔"

۱۔ بحار الانوار جلد ۶۰ صفحہ ۲۵۳

۲۔ سباء/ ۲۰، شیطان نے اپنے باطل گمان کو لوگوں کی نگاہ میں صداقت وحقیقت بنا کر پیش کیا سب نے اس کی تصدیق کی اور مختصر افراد کے علاوہ سب نے اس کی پیروی کی۔

۳۔ مائدہ/ ۶۷، اے پیغمبر جو کچھ آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل ہو چکا ہے اسے پہونچا دیجیے اگر آپ نے اسے نہ پہونچایا تو گویا کار رسالت انجام نہیں دیا۔

شیاطین نے جب یہ ماجرا دیکھا تو اپنے سر و صورت پر خاک اڑاتے ہوئے ابلیس کے پاس آئے۔

ابلیس نے ان سے پوچھا: تم لوگوں نے اپنا یہ کیا حال بنا رکھا ہے؟

انھوں نے کہا: کیا تمہیں نہیں پتہ کہ پیغمبر خاتمؐ نے لوگوں سے علیؑ کی امامت و خلافت کا عہد لیا ہے یہی وجہ ہے کہ ہم نہیں سمجھ پا رہے ہیں کہ کوئی آدمی اس عہد و پیمان کی مخالفت کرے گا۔

ابلیس نے ان سے کہا: جو تم سمجھ رہے ہو وہ صحیح نہیں ہے کیوں کہ آں حضرتؐ کے اطراف میں ایسے لوگ ہیں جو آخر کار اس عہد و پیمان کے برخلاف عمل پیرا ہوں گے اور یہ سمجھ لو کہ اس سلسلہ میں میرا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔

چونکہ شیطان نے پیغمبرؐ کے ہاتھوں پر علیؑ کو بلند کرتے وقت منافقین کو کہتے سنا تھا کہ پیغمبر بھی لوگوں کی طرح معاذ اللہ دیوانگی کی حرکتیں کرتے ہیں اور ہوی و ہوس کی بناء پر نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اسی لیے اس نے شیاطین سے کہا کہ تمہارا یہ خیال کہ مسلمان اس عہد و پیمان کو نہیں توڑیں گے غلط ہے۔

اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی اور یہ کہ شیطان کی منافقین اور ان کے عقائد کے بارہ میں یہ رائے حقیقت ثابت ہوئی اور چند شیعہ افراد کے علاوہ بقیہ نے شیطان کی پیروی کی اور منافقین کی یہ عہد شکنی اس وقت سامنے آئی جب پیغمبرؐ اس دنیا سے رحلت فرما چکے تھے اور بعد کی حکومتوں نے علیؑ کے حق کو غصب کر لیا اور آں حضرتؑ کے مقام پر خود بیٹھ گئے تھے اور لوگوں پر حکومت کر رہے تھے اس

وقت شیطان نے لباس سلطنت پہنا اپنے سپاہیوں کو اپنے اطراف میں جمع کیا اور خود منبر پر گیا اور لوگوں سے خطاب کیا: خوشی مناؤ کیوں کہ اطاعت و فرماں برداری کرنے والے کم ہیں یہاں تک قائم آل محمدؐ ظہور فرمائیں۔[۱]

۱۹۹۔عید غدیر میں شیطان کی نالہ و فریاد: (پیمان شکنی)

امام محمد باقر علیہ السّلام کا بیان ہے کہ جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید غدیر خم کے دن حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور انھیں اوپر اٹھا کر ان کے بارہ میں اپنی جانشینی اور امامت کی رہبری کا اعلان کیا تو ابلیس ملعون نے ایک چیخ ماری جسے سن کر اس کے تمام حوالی موالی اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس سے کہا:

اے میرے سیّد و سردار یہ کیسی چیخ تھی ہم نے آج تک آپ کی ایسی چیخ نہیں سنی تھی۔

ابلیس نے جواب دیا: آج کے دن خداوند عالم نے وہ کام کیا ہے کہ اگر وہ کامل ہو جائے تو کوئی شخص انحراف کا راستہ نہ اپنائے گا اور خدا کی معصیت و نافرمانی نہ کرے گا۔

شیاطین نے کہا: آپ بہت چالاک ہیں جس طرح حضرت آدمؑ کے سلسلہ میں اپنی چالاکی سے کام لیا ویسے ہی اس معاملہ میں بھی کوئی راہ آپ نکال لیں گے۔

جب منافقین نے حضرت علیؑ کی امامت و خلافت کے بارہ میں اپنا اختلاف

۱۔ تفسیر جامع جلد ۵ ص ۲۱۱، تفسیر قمی جلد ۲ ص ۱۷۶، بحار الانوار جلد ۷۳ ص ۱۶۹۔

ظاہر کیا اور یہ کہہ دیا کہ: پیغمبرؐ معاذ اللہ ہوا و ہوس کی بناء پر گفتگو کر رہے ہیں جیسا کہ ایک آدمی نے دوسرے سے کہا: دیکھ نہیں رہے ہو کہ پیغمبرؐ کی آنکھیں اطراف میں گھوم رہی ہیں (معاذ اللہ) وہ دیوانہ ہیں اس وقت شیطان نے دوبارہ چیخ ماری لیکن اس کی اس مرتبہ کی چیخ خوشی کی چیخ تھی۔ جب سارے شیاطین جمع ہو گئے تو اس نے ان سب سے خطاب کر کے کہا:

یقیناً تم جانتے تھے کہ میں پہلے سے اس کا توڑ جانتا تھا اور آدمؑ ابوالبشر کے ساتھ میں نے کیا کیا؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں!

شیطان نے کہا: یہ جان لو کہ آدمؑ ابوالبشر نے خدا سے کیے ہوئے عہد و پیمان کو توڑا ہے اور درخت ممنوعہ سے کھالیا ہے لیکن انھوں نے کفر نہیں کیا تھا لیکن ان منافقوں نے پیمان شکنی بھی کی ہے اور پیغمبرؐ کا انکار بھی کیا ہے۔

لہٰذا جس وقت پیغمبرؐ نے اس دنیا سے رحلت کی اور لوگوں نے ان کی جگہ پر علیؑ کے علاوہ دوسرے کو بٹھایا، اس کے سر پر خلافت کا تاج سجایا، اسے منبر پر بٹھایا تو شیطان نے اپنے سپاہیوں کو جمع کر کے کہا خوشی مناؤ کیوں کہ اب ظہور امام زمانہؑ تک خدا کی جیسی اطاعت و فرماں برداری ہونی چاہیئے نہیں ہوگی۔[۱]

دشمنِ خدا شیطان نے چار مرتبہ نالہ و فریاد کی ہے:

۱۔ جس دن خدا کی لعنت کا مستحق قرار پایا اور بارگاہ الٰہی سے نکالا گیا۔

۲۔ جس دن زمین پر پھینکا گیا۔

۱۔ روضہ کافی حدیث ۵۴۲، داستان ہائے صاحب دلان جلد ۱ ص ۴۱۔ منقول از نور الثقلین جلد ۵ ص ۱۴۷۔

۳۔ جس دن پیغمبر اسلام کو خداوند عالم نے مبعوث بہ رسالت کیا۔

۴۔ عید غدیر کے دن جب نبیؐ نے حضرت علیؑ کو اپنی خلافت و امامت کے منصب پر فائز کیا۔[۱]

۲۰۰۔ غدیر خم میں شیطان کی سازش: (علیؑ کے شیعہ اور محب)

عید غدیر کے دن جب پیغمبر اسلامؐ نے حضرت امیر المؤمنینؑ کو ولایت و خلافت کے منصب پر فائز کیا تو شیطان نے ایک زبردست چیخ ماری جس سے تمام شیاطین جمع ہو گئے اور انھوں نے استفسار کیا کہ میرے سیّد و سردار کیا ہوا؟

شیطان نے کہا: وائے ہو تم پر آج کا دن حضرت عیسیٰؑ کی ولادت جیسا ہے۔ خدا کی قسم میں لوگوں کو علیؑ کے بارہ میں گمراہ کروں گا۔

خداوند عالم نے یہ آیت نازل کی:

ولقد صدّق علیهم ابلیس ظنّه فاتّبعوه الاّ فریقا من المؤمنین۔

(سبا/۲۰)

اور ان پر ابلیس نے اپنے گمان کو سچا کر دکھایا تو مؤمنین کے ایک گروہ کو چھوڑ کر سب نے اس کا اتباع کر لیا۔

دوسری مرتبہ شیطان نے پھر چیخ ماری جب شیاطین جمع ہو گئے تو ان سے کہا: وائے ہو تم پر خداوند عالم نے میری باتوں کو قرآن میں نقل کر دیا۔

۲۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۴۱۔

اس کے بعد کہا: پروردگار کے عزّت وجلال کی قسم میں ان کم تعداد مؤمنین کو تمام لوگوں کے ساتھ ملحق کردوں گا۔

جس وقت آیہ:

انّ عبادی لیس لك علیهم سلطان۔

(اسریٰ/ ۶۵)

''تو ہرگز میرے خاص بندوں پر مسلّط نہ ہوسکے گا۔''

نازل ہوئی تو شیطان کی فریاد بلند ہوئی اور شیاطین جمع ہوگئے کہ کیا بات ہے؟

شیطان نے کہا: میری چیخ علیؑ کے چاہنے والوں کی وجہ سے ہے لیکن اپنے پروردگار کی قسم میں گناہوں کو ان کے لیے سجاؤں گا تاکہ وہ غضب الٰہی کا نشانہ بنیں۔ اس کے بعد امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا:

''اس خدا کی قسم جس نے محمدؐ کو حق وحقیقت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے گوشت کے ٹکڑے پر جس طرح مکھیاں بیٹھی ہیں اس سے زیادہ مؤمنین کے گرد دیؤ عفریت اور شیاطین منڈلاتے ہیں لیکن مؤمن بلند وبالا پہاڑوں سے سخت ہوتا ہے جو طوفان بلا کا مقابلہ کرتا ہے اور اسے جنبش تک نہیں ہوتی۔ [1]

۱۔ تفسیر عیاشی جلد ۲ ص ۳۲۳، بحارالانوار جلد ۶۰ ص ۲۵۶۔

۲۰۱۔ معراج کا ایک واقعہ: (شیطان اور سچّے شیعہ)

پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

جس رات میں معراج پر گیا تھا تو میں نے آسمان سے زمین پر ایک سرخ رنگ کا بقعہ (جگہ) دیکھا جس کا رنگ زعفران سے بہتر اور بومشک سے اعلیٰ تھی اور اس جگہ ایک بوڑھے کو لمبے لباس میں اونچی ٹوپی پہنے بیٹھے دیکھا۔ میں نے جبرئیلؑ سے اس بقعہ اور جگہ کے بارہ میں پوچھا تو انھوں نے کہا: یہ آپؐ کی امت اور آپ کے وصی علی ابن ابی طالب علیہما السّلام کے شیعہ ہیں۔

میں نے پوچھا: یہ بوڑھا کون ہے؟

جواب ملا: یہ ابلیس ہے۔

میں نے کہا: یہ یہاں کیا کررہا ہے اور میرے شیعوں سے اسے کیا لینا دینا؟

جبرئیلؑ نے کہا: یہ آپؐ کے شیعوں کو ولایت علیؑ سے دور کرکے فسق وفجور میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔

میں نے کہا: مجھے فوراً اس بقعہ کی طرف لے چلو، جبرئیلؑ نے برق رفتاری سے مجھے پہونچا دیا جب میں اس ملعون کے پاس پہونچا تو میں نے اس سے کہا: ''قُم یا ملعون'' اے لعنتی یہاں سے اٹھ اور دور ہوجا۔ کہ تو پروردگار کی بارگاہ سے نکالا ہوا ہے اور تو ابدی لعنت کا سزاوار ہے۔ یہ جان لے کہ کبھی میری امت کے سچّوں اور علیؑ کے حقیقی شیعوں پر تجھ کو تسلّط حاصل نہ ہوگا۔ اس وقت سے اس

سرزمین کا نام قُم ۱؎ پڑ گیا۔ ۲؎

۲۰۲۔ شیطان کی بیعت: (دین میں تفرقہ)

سلیم بن قیس ہلالی سے منقول ہے: ایک دن حضرت علی علیہ السّلام نے سلمان فارسیؓ سے پوچھا: تمہیں پتہ ہے کہ سب سے پہلے رسول خداؐ کے منبر پر چڑھ کر ابوبکر کی بیعت کس نے کی تھی؟

سلمانؓ نے کہا: میں نہیں پہچانتا۔ لیکن پہلی مرتبہ جب ابوبکر منبر پر گئے تو ایک بوڑھے نے کہ جو عصا پر تکیہ کیے ہوئے تھا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدہ کا گٹھا تھا جلدی سے منبر پر گیا وہ رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔

خدا کا شکر کہ اس نے تمہیں اس مقام پر دیکھنے سے پہلے مجھے اس دنیا سے نہیں اٹھایا۔ اپنا ہاتھ بڑھاؤ تا کہ میں بیعت کروں، ابوبکر نے ہاتھ بڑھا دیا۔ اس بوڑھے نے بیعت کی، پھر منبر سے اترا اور مسجد سے باہر چلا گیا۔

حضرتؑ نے پوچھا: سلمان جانتے ہو وہ کون تھا؟

سلمان نے کہا: میں نے اسے نہیں پہچانا لیکن اس کی بات مجھے بہت بری لگی کیوں کہ اس کی گفتگو کا مقصد یہ تھا کہ وہ پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے خوش ہے۔

۱۔ قم ایران کے ایک مقدس شہر کا نام ہے جو دینی مرکز ہے اور اس میں امام کاظم علیہ السّلام کی صاحب زادی حضرت معصومہؑ کا مزار ہے۔

۲۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۳۸۔

حضرتؑ نے فرمایا: وہ ابلیس تھا۔

کیوں کہ ابلیس اور اس کے حوالی موالی غدیر خم کے دن (جب رسول خداؐ نے مجھے ولایت و امامت کے عہدہ پر منصوب کیا تھا) موجود تھے۔ اس موقع پر شیاطین باہم باتیں کر رہے تھے کہ: یہ امّت اب رحمت الٰہی کی سزاوار بن گئی ہے اب اس کے بعد ان پر ہمارا بس نہ چلے گا کیوں کہ پیغمبرؐ نے ان کے لیے امام اور پیشوا مہیا کر دیا ہے۔

ابلیس اس واقعہ سے بہت مایوس ہوا۔ کچھ دنوں بعد حضرت رسول خداؐ نے مجھ سے فرمایا:

اے علیؑ میرے منبر پر سب سے پہلے ابوبکر کی بیعت ابلیس کرے گا جو ایک بوڑھے کی شکل میں ہوگا اور بیعت کے بعد شیاطین کو اپنے گرد جمع کرے گا شیاطین اس پر سجدہ کریں گے اور شیطان ان سے کہے گا: یہ جو تم نے سوچ لیا تھا کہ اس امّت کی گمراہی کا اب کوئی راستہ نہیں ہے غلط تھا۔

تم نے دیکھ لیا کہ میں نے ان سے اور ان کی امّت سے کیا سلوک کیا میں نے وہ حرکت کی ہے کہ وہ خدا کے حکم سے انحراف کرتے ہوئے اس کی اطاعت سے نکل گئے ہیں جس کی اطاعت کا حکم رسول خداؐ نے انھیں دیا تھا۔ ۱؎

خداوند عالم نے اسی سلسلہ میں آیت نازل فرمائی:

ولقد صدّق علیھم ابلیس ظنّہ فاتّبعوہ الاّ فریقا من

۱۔ کتاب سلیم بن قیس ہلالی، مناقب اہل بیت جلد ۱ ص ۱۲۹، روضہ کافی حدیث ۵۴۱، اثبات الہداۃ جلد ۱ ص ۵۴۳، جلد ۲ ص ۲۷۔

المؤمنین۔ ۱

(سبا/۲۰)

شیطان نے اپنے باطل گمان کو لوگوں کی نگاہ میں سچائی اور حقیقت کے عنوان سے پیش کیا تھوڑے سے مؤمنین کے علاوہ بقیہ سب نے اس کی تصدیق کی۔

علی بن ابراہیم قمیؒ امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ حضرتؑ نے فرمایا: اس آیہ کریمہ

و قال الّذین کفروا ربّنا ارنا الّذین اضلاّنا من الجنّ والانس نجعلھما تحت اقدامنا لیکونا من الاسفلین۔

(فصلت/۲۹)

میں جن سے مراد شیطان ہے۔

کیونکہ وہ کفار کو پیغمبر اسلامؐ کے قتل کی ترغیب دیتا تھا اور آپؐ کی رحلت کے بعد سب سے پہلے اس نے ابوبکر کی بیعت کی اور آیت میں لفظ انس سے دوسرے صاحب مراد ہیں۔ ۲

۱۔ اور کفار یہ فریاد کریں گے کہ پروردگار ہمیں جنات و انسان کے ان لوگوں کو دکھلا دے جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا تاکہ ہم انھیں اپنے قدموں کے نیچے قرار دے دیں اور اس طرح وہ پست لوگوں میں شامل ہو جائیں۔

۲۔ تفسیر قمی جلد ۲ ص ۲۳۷، تفسیر جامع جلد ۶ ص ۱۶۸۔

۲۰۳۔ آخرت کا عذاب: (ستم گر اور منافقین)

روز قیامت حساب و کتاب کے موقع پر شیطان کو ستر (۷۰) قسم کی زنجیروں میں جکڑ کر لایا جائے گا۔ اسی موقع پر ایک اور شخص کو بھی زنجیروں میں گرفتار کر کے لایا جائے گا جسے دیکھ کر شیطان پوچھے گا تمام لوگوں کو تو میں نے گمراہ کیا ہے آخر اس شخص نے کیا کیا ہے جو اسے اس طرح کے عذاب کا سامنا ہے؟

فرشتے کہیں گے یہ وہ شخص ہے جس نے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے حق میں 'ظلم و ستم' کیے ہیں اور ان کے حق کو غصب کیا ہے۔

شیطان اس کے قریب جائے گا اور پوچھے گا تم نے علیؑ کے بارہ میں کیونکر ظلم کیا کیا تمہیں میرے حالات نہیں پتہ تھے کہ جب خدا نے مجھے آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا لیکن میں نے اس کے حکم کی نافرمانی کی اور اس کے نتیجہ میں خدا کے جوار سے مجھے نکال باہر کیا گیا۔ اس وقت میں نے خدا سے خواہش کی کہ وہ مجھے اولاد آدم پر مسلط کرے خاص کر محمدؐ و آل محمدؐ، علیؑ اور ان کے شیعوں پر۔ لیکن جواب ملا اے شیطان تو میرے خاص اور خالص بندوں پر تسلط پیدا نہ کر پائے گا سوائے ان ظالموں کے جو تیری پیروی کریں لہٰذا اس وقت تک میں محمدؐ، علیؑ اور ان کی اولاد کے مقام و درجہ سے واقف نہیں تھا۔

اب بتاؤ تمہارے نفس نے کیونکر علی علیہ السلام پر ظلم کرنے کی جرأت کی؟

وہ شخص شیطان کے جواب میں کہے گا:

تو نے مجھے آنحضرتؐ کے حق میں ظلم کرنے اور ان کا حق غصب کرنے کا حکم

دیا تھا۔

شیطان اسے جواب دے گا: خدا نے تجھے حق وحقانیت کی طرف بلایا، درستی اور راستی کی طرف دعوت دی، روز قیامت، حشر، حساب کتاب، جزا اور سزا برحق ہے یہ ساری باتیں بتائیں اور میں نے کہا: معاد و قیامت، حساب و کتاب اور بہشت و دوزخ یہ سب جھوٹ ہے اور اگر تم نے کفر کیا یا گناہ کے مرتکب ہوئے تو میں تمہیں خدا کے عذاب وعقاب سے نجات دلاؤں گا اور تمہیں یونہی بے سہارا نہیں چھوڑوں گا، میں نے تم کو اس جھوٹے وعدہ پر امید دلائی لیکن اپنے دعوے پر میرے پاس کوئی دلیل یا برہان نہیں تھی اور کبھی تم پر میرا تسلّط نہیں تھا اور نہ کبھی میں نے تمہیں مجبور کیا کہ ضرور میری پیروی کرو میرا کام تو صرف وسوسہ کرنا تھا، میں نے جھوٹا وعدہ کیا تھا لیکن تم میرے جھوٹے وعدہ میں آئے کیسے تم نے خدا کے مقابلہ میں میری دعوت کو کیوں ترجیح دیا؟ لہٰذا تم مجھ پر ملامت نہ کرو بلکہ اپنے سرکش نفس کو سرزنش کرو کیوں کہ تم نے اپنے پروردگار کے سیدھے اور صحیح فرمان کو چھوڑ کر بغیر کسی وجہ کے اپنی حد سے تجاوز کیا اور اس کی اطاعت ترک کی۔ اور میرے جھوٹی، بے دلیل غلط باتوں میں آگئے اور نتیجتاً آج نہ میں تمہاری فریاد کو پہونچ سکتا ہوں اور نہ تم میری فریاد کو پہونچ سکتے ہو۔ کیونکہ ہم دونوں اپنے اپنے جرم ومعصیت میں گرفتار ہیں اور یہ جان لو کہ روز حساب و کتاب اور سزا و جزا کا دن ہے اور ظالموں کے لیے آج شدید کیفر وعذاب اور دردناک سزا کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔[1]

۱۔ تفسیر عیاشی جلد ۲ ص ۲۴۰، سورۂ ابراہیم آیۃ ۲۸-۲۶۔

سلیم بن قیس ہلالی، سلمان فارسیؓ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: جب قیامت کا دن آئے گا تو ابلیس کو آگ کی ایک مہار لگا کر لایا جائے گا اور ایک شخص کو آگ کی دو مہاریں لگا کر لایا جائے گا۔ ابلیس اس کے قریب جائے گا اور نعرہ مارے گا اور طعنہ دیتے ہوئے کنایۃً کہے گا۔ تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے تو کون ہے؟ ارے میں نے تو اولین وآخرین کو گمراہ اور گرفتار کیا ہے تو مجھے ایک مہار لگائی گئی ہے لیکن تمہارے لیے دو مہار استعمال کی گئی ہے؟

وہ شخص جواب دے گا: میں وہ ہوں جسے تو نے حکم دیا اور میں نے تیری اطاعت کی اور خدا نے حکم دیا اور میں نے نافرمانی اور سرکشی کی۔[1]

یہ شخص اور اس جیسے دوسرے لوگ خاندان اہل بیتؑ عصمت وطہارت کے حق خلافت کے غاصب ہیں۔

۲۰۴۔ علیؑ کی شیطان سے جنگ: (حرام زادہ)

امام رضا علیہ السلام اپنی آباء طاہرینؑ سے اور وہ بزرگان حضرت علی علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں:

ایک دن میں کعبہ کے قریب بیٹھا ہوا تھا اس وقت حضرت رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانۂ کعبہ سے تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک بڑے بوڑھے کو دیکھا جس کی پلکیں اور ابرو تک سفید ہوگئی تھیں اور وہ آنکھوں پر لٹک آئی تھیں۔ ہاتھوں میں عصا لیے ہوئے تھا سرخ رنگ کی ٹوپی سر پر رکھے ہوئے تھا

۱۔ اسرار آل محمد سلیم بن قیس ہلالی ص ۴۵۔

اور اونی لباس پہنے تھا۔ پیغمبرؐ کے قریب آیا اور اس نے کہا: یارسولؐ اللہ خدا سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے بخش دے۔

پیغمبرؐ نے فرمایا:

"اے بوڑھے تیری سعی وکوشش بے ثمر اور تیرا عمل رائگاں اور بے فائدہ ہے۔"

جب وہ بوڑھا آنحضرتؐ سے دور ہو گیا تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا:

"اے ابوالحسن تم نے اسے پہچانا؟

میں نے عرض کی: نہیں میں نے نہیں پہچانا۔

حضرتؐ نے فرمایا: وہ شیطان ملعون تھا۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

"میں اس کے پیچھے دوڑا اور اس کے پاس پہونچ کر اسے پٹخ دیا اور اس کے سینہ پر سوار ہو گیا اور اس کا گلا دبانے لگا۔"

شیطان نے کہا:

اے ابوالحسنؑ یہ نہ کرو کیوں کہ مجھے روز معلوم تک کی مہلت دی گئی ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا: یاعلیؑ خدا کی قسم میں تمہیں دوست رکھتا ہوں اور تم سے کوئی دشمنی نہیں کرتا سوائے والد الزنا کے۔

حضرتؑ یہ سن کر ہنس پڑے اور اس کے سینہ سے اتر آئے۔[1]

۱۔ عیون الاخبار الرضا جلد ۲ ص ۲۷ باب ۳۱، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۴۵۔

۲۰۵۔ حضرت علیؑ کی شیطان سے جنگ: (دشمن علیؑ)

جابر بن عبداللہ انصاریؓ کہتے ہیں ہم منیٰ میں حضورؐ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ دیکھا ایک شخص تضرع وزاری کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں مناجات کر رہا ہے۔ کبھی رکوع میں جاتا ہے اور کبھی سجدہ میں جاتا ہے اور انتہائی اطمینان اور خضوع وخشوع کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے۔

ہم نے عرض کیا: یارسول اللہؐ یہ شخص کتنی اچھی نماز پڑھ رہا ہے۔

حضرتؐ نے فرمایا:

"یہ شیطان ہے جس نے تمہارے باپ آدمؑ ابوالبشر کو جنت سے نکالا ہے۔"

حضرت امیرؑ نے یہ سنتے ہی اس کے پاس جا کر اسے اٹھا کر زمین پر اس طرح پٹخا کہ لگا اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس کر ٹوٹ گئیں۔

اس کے بعد فرمایا:

"انشاءاللہ میں تجھے مار ڈالوں گا۔"

شیطان نے کہا:

مجھے نہ مارو کیوں کہ خداوند عالم نے مجھے وقت معلوم تک مہلت دی ہے۔

اس کے بعد کہا:

آپ مجھے کیوں مار رہے ہیں خدا کی قسم کوئی شخص آپ سے دشمنی نہیں کرتا مگر یہ کہ میں اس کے نطفہ میں شریک ہوں اور حقیقت میں آپ کے دشمنوں کے

اموال اوران کی اولاد میں میری شرکت ہے جیسا کہ خداوند عالم کا ارشاد ہے۔

"وشارکھم فی الاموال والاولاد"

(اسراء/۶۴)

" شیطان تمہارے اموال اوراولاد میں شرکت کر کے شریک بن جاتا ہے، ہوشیار رہو۔"۱

ایک روایت میں رسول اسلامؐ امیرالمؤمنینؑ سے فرماتے ہیں:

" اے علیؑ تین گروہ کے علاوہ کوئی اور تم سے اور تمہاری اولاد (ائمہ طاہرینؑ) سے دشمنی نہیں کرسکتا: ۱۔ولدالزّنا، ۲۔منافق، ۳۔جس کی ماں حالت حیض میں حاملہ ہوئی ہو۔۲

۲۰۶۔علیؑ کوشیطان کی خوش خبریاں: (اہل بیتؑ کے دوست اور دشمن)

امام محمد باقر علیہ السّلام فرماتے ہیں:

ایک دن حضرت رسول اکرمؐ نے حضرت علی مرتضی علیہ السّلام سے فرمایا:

اے علیؑ فلاں محلّہ جاؤ وہاں ایک دروازہ پر ایک شخص کو کھڑے دیکھو گے

حضرتؑ اس محلّہ میں وارد ہوئے اور ایک بوڑھے کو ایک دروازہ پر کھڑا دیکھا۔

اس بوڑھے نے حضرتؑ کو دیکھتے ہی پوچھا: تم کون ہو، کہاں سے آئے ہو اور مقصد کیا ہے؟

حضرتؑ نے جواب دیا: میں رسول اللہ کی طرف سے آیا ہوں؟

۱و۲۔ علل الشرائع جلد ۱ ص ۱۷۱ باب ۱۲۰۔

بوڑھے نے کہا: کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟

حضرتؑ نے فرمایا: میرے خیال میں تو ہی شیطان ملعون ہے۔

شیطان نے کہا: مجھ سے کشتی لڑو گے؟

حضرتؑ نے منظور کیا اور شیطان سے مقابلہ کر کے اسے زمین پر گرادیا اور اس کے سینہ پر بیٹھ گئے۔

شیطان نے کہا: اٹھ جاؤ تو تمہیں ایک خوش خبری سناؤں۔

حضرتؑ اٹھے اور فرمایا: بتاؤ تمہاری خوش خبری کیا ہے؟

شیطان نے کہا: قیامت کے دن آپؑ کے بیٹے امام حسنؑ عرش خدا کے داہنی طرف اور امام حسینؑ بائیں طرف کھڑے ہوں گے تاکہ وہ آپؑ کے شیعوں کو آتش جہنّم سے نجات دیں۔

دوسری مرتبہ پھر دونوں نے کشتی لڑی اور اس بار بھی حضرتؑ شیطان کو زمین پر پٹخنے کے بعد اس کے سینہ پر سوار ہوگئے۔

شیطان نے کہا: نیچے اترو تو ایک اور خوش خبری سناؤں۔

حضرتؑ اٹھ گئے اور بولے سناؤ؟

شیطان نے کہا: جس وقت خدا نے آدمؑ کو پیدا کیا اور عالم ذر میں ان کی اولاد کو خلق فرمایا تو تمام بنی آدم سے نبی اکرمؐ اور تمہاری دوستی اور اطاعت وفرماں برداری کا عہد و پیمان لیا اور میں ان میں سے تمہارے دوست و دشمن کو پہچانتا ہوں۔

تیسری مرتبہ مقابلہ ہوا حضرتؑ اسے زمین پر پٹخنے کے بعد پھر سینے پر سوار ہو گئے۔

شیطان نے کہا: مجھے چھوڑ دو تو میں تمہیں ایک اور بشارت سناؤں۔

حضرتؑ نے کہا: اے ملعون بتاؤ وہ کون سی بشارت ہے؟

شیطان نے کہا: اے ابوطالبؑ کے فرزند خدا کی قسم کوئی شخص تم سے دشمنی نہیں کرتا مگر یہ کہ اس کے مال اور اس کے نطفہ میں میں شریک و سہیم ہوں تا کہ اسے راہ راست سے بہکا کر آتش جہنم میں جلنے کے لیے پہونچا دوں۔

کیا نے آپ نے قرآن میں خداوند عالم کا یہ ارشاد گرامی ملاحظہ نہیں فرمایا:

"و شارکھم فی الاموال والاولاد۔"

(اسراء/ ۶۴)

حضرتؑ نے فرمایا: تو پھر تو ان کے اموال اور ان کی اولاد میں شریک رہ۔[۱]

۲۰۷۔ حضرت علیؑ کی شیطان سے گفتگو: (دشمنان اہل بیتؑ)

انس بن مالک کہتے ہیں ایک دن پیغمبر اسلامؐ اور حضرت علیؑ تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ایک بوڑھا آیا اور اس نے رسول اللہؐ کو سلام کیا اور واپس چلا گیا۔

حضرتؐ نے پوچھا: اے علیؑ تم نے اس بوڑھے کو پہچانا؟

۱۔ بحار الانوار جلد ۳۹ ص ۱۷۸۔

علیؑ نے عرض کی: نہیں اے خدا کے رسولؐ میں نے اسے نہیں پہچانا۔ وہ کون تھا؟

حضرتؐ نے فرمایا: وہ شیطان ملعون تھا۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ اگر مجھے معلوم ہوتا اور آپ کی اجازت ہوتی تو اسے اپنی شمشیر کے گھاٹ اتار دیتا کہ آپ کی امت اس کے شر سے نجات پا جاتی، یہ بات شیطان کے کان میں پہونچی تو وہ پلٹ آیا اور اس نے کہا: اے ابوالحسنؑ مجھ پر جفا نہ کرو کیا تم نے نہیں سنا کہ خدا فرماتا ہے۔

وشارکھم فی الاموال والاولاد۔

(اسراء/ ۶۴)

ان لوگوں کے اموال اور اولاد میں شریک ہو، تو خدا کی قسم میں ہرگز آپؑ کے دوستوں اور چاہنے والوں کے نطفہ میں شریک نہیں ہوتا بلکہ میں اس کے نطفہ میں شریک و سہیم ہوتا ہوں جو آپؑ سے یا آپؑ کی اولاد سے دشمنی کرے۔[۱]

۲۰۸۔ اولاد کے نطفہ اور مال میں شیطان کی شرکت: (مال حرام)

انسان کے مال اور اولاد میں شیطان کی شرکت کا ایک اور راستہ فرزند کے نطفہ اور حرام مال کے ذریعہ ہے۔ جو مال حرام راستے مثلاً سود، چوری، جوا اور معاملات میں ملاوٹ کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے یا یہ کہ حکم شرعی کو نظر انداز کر کے خدا کے واجب کیے ہوئے حقوق کی عدم ادائیگی مثلاً خمس و زکات اور فطرہ وغیرہ کا

۱۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۱۶، جلد ۳۹ ص ۱۶۶، جلد ۱۸ ص ۸۸۔

ادا نہ کرنا۔

اولاد میں شیطان کی شرکت کے بارہ میں اہل بیت اطہار علیہم السلام سے منقول روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اپنی زوجہ سے ہم بستری بھی بعض اوقات حرام ہوتی ہے مثلاً حالت حیض میں نزدیکی۔ یا اجنبی خواتین سے جنسی رابطہ، پیدا ہونے والے بچہ کے نطفہ میں شیطان کی شرکت کا سبب بنتا ہے اور ایسا بچہ یقیناً خود اپنے خاندان اور سماج کے لیے خطرناک ہوتا ہے۔

محمد بن مسلم کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے شیطان کی شرکت کے معنی پوچھے کہ خداوند عالم اس آیت کریمہ میں: **وشارکھم فی الاموال والاولاد** شیطان' لوگوں کے اموال اور اولاد میں شریک ہوتا ہے'' کے معنی پوچھے کہ اس سے کیا مراد ہے؟

حضرتؑ نے فرمایا:

''ہر چیز جو مال حرام سے فراہم ہو شیطان اس میں شریک ہوتا ہے اور شیطان آدمی کے نطفہ میں بھی شرکت کرتا ہے۔ زنا کے ذریعہ پیدا ہونے والے بچہ میں اور زوجہ سے اسلامی قوانین کے خلاف جنسی رابطہ کرنے سے بچہ میں شیطان شریک ہوتا ہے۔''۱؎

یعنی اگر نطفہ حرام ہو تو وہ بچہ والدالزّنا ہے اور شیطان اس میں شریک ہے، یا یہ کہ نطفہ تو حلال ہے لیکن اس کی آمدگی میں مال حرام شامل ہے مال حرام سے تغذیہ ہوا ہے اس کا گوشت پوست خون اور ہڈی حرام سے روئیدہ اور مستحکم ہوئی

۱۔ تفسیر عیاشی جلد ۲ ص ۲۹۹۔

ہے اور اس حال میں اس نے اپنی زوجہ سے ہم بستری کی اور نطفہ ٹھہر گیا تو اس میں شیطان کی شرکت ہوتی ہے اس لیے کہ ہر وہ چیز کہ جس کا تعلق حرام سے ہو شیطان اس میں شریک وسہیم ہوتا ہے۔ اسی طرح اور بہت سی باتیں ہیں کہ جس کی رعایت نہ کرنے کی صورت میں شیطان اس راستہ سے شریک ہو جاتا ہے جیسا کہ معاملات، تجارت اور شادی بیاہ کے احکام میں اشارہ کیا گیا ہے مثال کے طور پر شادی کے احکام میں تاکید کی گئی ہے کہ حالت حیض میں عورتوں سے دوری اختیار کی جائے کیونکہ اس حالت میں نطفہ کے انعقاد کی صورت میں اس بچہ میں شیطان کی شرکت ہوگی۔۱؎

یا یہ کہ بہت سی روایتوں میں ذکر ہوا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی سے ہم بستری کرنا چاہے اسے چاہیئے کہ اپنے بچہ میں شیطان کی شرکت سے بچنے کے لیے یہ دعا پڑھے:

بسم اللہ و یتعوّذ باللہ من الشّیطان۔

''خدا کے نام سے، میں شیطان کے شر سے بچنے کے لیے خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔''۲؎

ایک کلّی نتیجہ یہ نکالا جاسکتا ہے کہ کسی کے نطفہ میں شیطان کی شرکت کی پہچان اس آدمی کی اہل بیت دشمنی سے کی جاسکتی ہے۔۳؎

۱۔ وسائل الشیعہ جلد ۲ ص ۵۶۷ باب ۲۴۔
۲۔ وسائل الشیعہ جلد ۱۴ ص ۹۶۔
۳۔ وسائل الشیعہ جلد ۲ ص ۵۶۸ باب ۲۴۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''کسی شخص کے نطفہ میں شیطان کی شرکت کی شناخت کا معیار ہم اہل بیتؑ پیغمبر کی دوستی اور دشمنی ہے۔'' ۱؎

اور مال حرام کے انسانی جسم و جان پر اثرات کے بارہ میں امام حسین علیہ السلام کربلا کے میدان میں اپنے ایک خطبہ میں اشارہ فرماتے ہیں اور کوفہ والوں کی مخالفت کا راز بیان فرماتے ہیں:

قد انخزلت عطیّاتکم من الحرام و ملئت بطونکم من الحرام فطبع اللہ علیٰ قلوبکم۔

''جو مال حرام تمہارے ہاتھ لگا ہے حرام غذائیں اور لقمے جو تمہارے شکموں میں جمع ہیں اس کی وجہ سے خداوند عالم نے تمہارے دلوں پر مہر لگادی ہے۔''

دوسرے لفظوں میں امام حسین علیہ السلام فرمانا چاہتے ہیں:

''گذشتہ برسوں میں میدان جنگ میں میرے بابا علی مرتضیٰ کو شکست دینے کی سازشوں اور میرے برادر بزرگوار امام حسن مجتبیٰ کو گوشہ نشین کرانے اور انھیں میدان سیاست و خلافت سے دور کرنے کے لیے کثرت سے حرام مال معاویہ کی طرف سے تم کوفہ والوں کو تحفہ اور ہدیہ کے عنوان سے دیا گیا ہے اور تمہارے پیٹ حرام غذاؤں

۱۔ وسائل الشیعہ جلد ۱۴ ص ۹۷۔

سے بھرے ہیں اور ان ہی حرام غذاؤں کی وجہ سے تمہارے دل سیاہ، تمہاری آنکھیں اندھی اور تمہارے کان بہرے ہوگئے ہیں۔'' ۱؎

ہاں کیوں نہ ہو یہ باتیں انسان کے مال اور اولاد میں شیطان کی شرکت کا پتہ دیتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت علیؑ ایک خط کے ذیل میں معاویہ کو لکھتے ہیں:

''یقیناً تو ناز و نعمت (مال حرام وغیرہ) میں اس طرح غرق ہوگیا ہے کہ شیطان نے تیرے دل میں اپنی جگہ بنالی اور گھر کر لیا ہے اور وہ خون کی طرح تیری رگوں میں گردش کر رہا ہے۔'' ۲؎

۲۰۹۔ شیطان کی شرکت کی علامتیں: (فحش، زنا، سود خوری، بے دینی)

اسلامی آثار میں بہت سے ایسے موارد ذکر ہوئے ہیں جو انسان میں شیطان کی شرکت کا پتہ دیتے ہیں۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اگر کسی آدمی کو اس بات کی پروا نہ ہو کہ وہ کس کے بارہ میں کیا کہہ رہا ہے اور کوئی دوسرا اس کے بارہ میں کیا کہہ رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان اس کی شرست میں شریک و سہیم ہے۔''

جو شخص لوگوں کے سامنے کھلم کھلا گناہ کرتا ہے اور کسی کی پرواہ نہیں کرتا

۱۔ سیرۂ امام حسین علیہ السلام ص ۲۰۵۔

۲۔ پیکار صفین، نصر بن مزاحم ص ۱۵۴، نہج البلاغہ فیض/نامہ ۱۰۔

شیطان اس کی شرست میں شریک ہے۔[۱]

جو شخص اپنے کسی مومن بھائی کی غیبت، تہمت، بہتان، چغل خوری، جھوٹ یا بدگوئی میں مبتلا ہے شیطان اس میں شریک ہے۔

جو شخص زنا اور فعل حرام کی طرف رغبت رکھتا ہو شیطان اس میں شریک ہے۔

اس کے بعد حضرتؑ نے فرمایا:

"زنا والی اولاد کی کئی پہچان ہے۔"

۱۔ خاندان پیغمبرؐ سے دشمنی رکھتا ہے۔

۲۔ زنا سے اسے بہت رغبت ہوتی ہے۔

۳۔ دین و مذہب کو ہلکا اور چھوٹا سمجھتا ہے۔

۴۔ لوگوں سے بدزبانی کرتا اور فحش دیتا ہے۔ اور کوئی شخص لوگوں کے بارہ میں نیز اپنے مومن بھائی کے سلسلہ میں بدزبانی نہیں کرتا مگر یہ کہ وہ اولاد زنا ہو یا اس کی ماں حالت حیض میں حاملہ ہوئی ہو۔[۲]

مال اور حرام اموال کے سلسلہ میں زیادہ مطالب ہیں جس کا ایک شعبہ سود خوری ہے۔ امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

آکل الرّبا لا یخرج من الدّنیا حتیٰ یتخبّطه الشّیطان۔

"سود خوار دنیا سے نہیں اٹھتا مگر یہ کہ وہ شیطانی جنون میں مبتلا ہو کر

۱۔ تفسیر صافی جلد ۳ ص ۲۰۳، بحار جلد ۶۰ ص ۲۰۷، اصول کافی جد ۴ ص ۱۴۔

۲۔ خصال جلد ۱ ص ۲۱۶، میزان الحکمت جلد ۵ ص ۹۵، بحار جلد ۷۰ ص ۳۵۶۔

مرتا ہے۔"[۱]

استاد محمد تقی جعفری تفسیر نہج البلاغہ میں تحریر فرماتے ہیں:

اموال اولاد اور دوسرے تمام معاملات میں شیطان کی شرکت محسوس اور دکھائی دینے والی کوئی جسمانی چیز نہیں ہے بلکہ مراد کسی ہدف، وسیلہ اور دوسرے انسانی فکری تحریک نیز رفتار اور گفتار میں اس کی ایسی شرکت ہے جس طرح نفس حیوانی 'جبلت'، وسایل کے انتخاب اور دوسرے تمام معاملات میں دخالت رکھتا ہے اور ان تمام معاملات میں جہاں شیطان شریک ہوتا ہے آدمی کی شرکت کا تناسب اتنا کم ہو جاتا ہے کہ گویا اس آدمی کی باگ ڈور شیطان اور ہویٰ و ہوس کے ہاتھ میں آجاتی ہے اور انسان اتنا تباہ کار بن جاتا ہے جس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔[۲]

۲۱۰: شیطان عالم برزخ میں: (انسان کا ہم زاد و ہم راہی)

جیسا کہ آیۂ شریفہ میں اولاد آدم کے اموال و اولاد میں شرکت کی بات کہی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان، انسان کا ہم زاد اور اس کا شریک ہے، اس سلسلہ میں کتاب "سیاحت غرب" میں بہت دلچسپ واقعہ عالم برزخ میں انسان اور شیطان کے تعلق سے نقل ہوا ہے۔

بعض روایات کی بناء پر ابلیس نے درگاہ الٰہی سے نکالے جانے کے بعد خدا

۱۔ میزان الحکمت جلد ۴ ص ۴۸، وسائل جلد ۱۲ ص ۴۲۸، تفسیر نمونہ جلد ۲ ص ۲۷۲۔

۲۔ ترجمہ و تفسیر نہج البلاغہ جلد ۳ ص ۱۵۷۔

سے کئی تقاضے کیے جن میں سے ایک یہ تھا کہ ایک آدمی کی ولادت کے مقابلہ میں شیطان کے یہاں بھی ایک بچہ پیدا ہو جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہے لہٰذا ہر آدمی کے لیے ایک شیطانی ہم زاد ہے جو اس آدمی کے مرنے کے بعد برزخ میں بھی اس کے ساتھ رہے گا اور انسان دنیا میں اپنے ہم زاد پر غالب رہے گا تو وہ عالم برزخ میں بھی اپنے ہم زاد کے شر سے محفوظ رہے گا ورنہ دوسری صورت میں وہاں بھی اس کے شر کا شکار بنا رہے گا پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انّ شیطانی اسلم بیدی

"میرے ہم زاد شیطان نے میرے ہاتھوں پر اسلام قبول کرلیا ہے اور مجھ سے مغلوب ہوگیا ہے۔"[۱]

آیۃ اللہ قوچانی موت کے بعد انسان کے ہم زاد کے ہاتھوں اس عالم میں مشکلات میں مبتلا ہونے کے بارہ میں لکھتے ہیں:

عالم برزخ میں تنہائی سے وحشت زدہ تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی میری طرف چلا آرہا ہے، خوش ہوگیا کہ الحمد للہ اکیلا نہ رہوں گا وہ شخص میرے نزدیک آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ ایک لمبا سیاہ رنگ، موٹے ہونٹ، بڑے دانت، چپٹی ناک والا ڈراؤنا اور بدبودار شخص ہے۔ قریب آکر اس نے مجھ سے کہا سام علیك۔[۲]

۱۔ کتاب کے مقدمہ میں یہ حدیث مختلف حوالوں کے ساتھ درج ہوئی ہے۔

۲۔ سام: سم (زہر) اور مرض سے کنایہ ہے "سام علیک" کے معنی یہ ہیں کہ تم پر مرگ، مرض، نفرین اور لعنت ہو۔

اس نے سلام نہیں کیا، میں فکر مند ہوگیا کہ اس نے مجھ سے کیوں دشمنی دکھائی، اگرچہ اس کی شکل وصورت اور منحوس قیافہ آدمیوں سے مختلف تھا جس سے دشمنی کی وجہ معلوم ہوتی تھی لیکن پھر بھی میں نے خیال کیا کہ شاید "سام" میں لام اس کی کوشش کے باوجود اس کی زبان سے نہ ادا ہوا ہوگا لہٰذا میں نے احتیاط کرتے ہوئے اسے "وعلیک" کہہ کر جواب دینے میں اکتفا کیا۔

پھر میں نے اس سے پوچھا:

"کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔"

چونکہ مجھے اس سے وحشت ہو رہی تھی اور مجھ پر خوف طاری تھا اور میں اس کے ساتھ رہنے پر تیار نہیں تھا لہٰذا اس سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟

اس نے کہا: میں تمہارا ہم زاد ہوں میرا نام جہل اور لقب کج روی (گمراہی) ہے میری کنیت ابو الہول (وحشت اور خوف کا باپ) ہے میرا مشغلہ فساد و آشوب ہے وہ ایک سے ایک وحشت ناک نام لے رہا تھا اور میرے خوف میں اضافہ کر رہا تھا۔

میں نے خود سے کہا عجیب ساتھی ملا ہے اس سے سیکڑوں گنا بہتر تو اپنی تنہائی تھی۔

میں نے اس سے پوچھا: اگر کسی دوراہے پر پہونچے تو پھر راستہ جانتے ہو؟

اس نے کہا: میں اتنا ہی جانتا ہوں کہ ابتدائے عمر سے تمہارے سایہ کی طرح تھا اور جدا نہیں ہوا مگر یہ کہ خداوند عالم کی توفیق سے تم مجھ سے جدا ہو جاؤ۔

میں نے سوچا: یقیناً یہ شیطان ہے جس کے وسوسوں سے دنیا میں کبھی کبھی خطا کی ہے، عجیب سخت جان دشمن کے پلے پڑا ہوں، مالک رحم فرما۔

علامہ محمد حسین حسینی تہرانی کتاب ''معاد شناسی'' میں رقم طراز ہیں:

یہ شیطان حقیقت میں نفس امارہ کا ظہور اور اس کی موجودیت ہے جو دینوی حجابوں کی وجہ سے دکھائی نہیں دیتی اور اس وقت عالم برزخ میں پردے ہٹ گئے ہیں لہذا نظر آتا ہے اور انسان اس سے دوری کی آرزو کرتا ہے اگر مومن کا عمل اچھا ہو تو وہ اس کے ہمراہ خوبصورت، خوشبو، خوش لباس اور خوش منظر انسان کی طرح دکھائی دیتا ہے۔

البتہ شیطان بشر و غیر بشر کے مقابلہ میں ایک مستقل وجود ہے اور ہماری باتوں کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ شیطان ہی نفس امارہ ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ نفس امارہ انسان کے اطاعت شیطان اور اس کے وسوسوں کو قبول کرنے کا سبب بنتا ہے۔[1]

۲۱۱۔ استعاذہ: (خدا کی پناہ)

بہت سے مواقع پر شیطان کے شر سے بچنے کے لیے خدا کی پناہ حاصل کرنے کی تاکید ہوئی ہے، مرحوم خوئی شرح نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں: حدیث میں آیا ہے کہ جب موٹا تازہ شیطان دبلے پتلے شیطان کو دیکھتا ہے تو اس سے پوچھتا ہے: تم اتنے دبلے کیوں ہو؟

۱۔ معاد شناسی جلد ۳ ص ۲۴۴۔

وہ جواب دیتا ہے: میں ایسے شخص کے ساتھ رہتا ہوں کہ جو کھانا کھاتے وقت پانی پیتے وقت اور زوجہ سے ہم بستری کے وقت ''بسم اللہ'' کہتا ہے تو میں اس کے ساتھ ان معاملات میں شریک ہونے سے محروم رہ جاتا ہوں، اسی وجہ سے رنج وغم میں مبتلا رہ کر دبلا ہوں۔[1]

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ فرماتے ہیں: جب دسترخوان بچھایا جاتا ہے تو چار ہزار فرشتے اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اگر اس دسترخوان پر ''بسم اللہ'' کہا جاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: خدا تم پر اور تمہارے کھانے پر برکت نازل فرمائے اور وہ شیطان سے کہتے ہیں:

اے فاسق یہاں سے بھاگ جا تو ان پر تسلط نہیں پا سکتا اور جب یہ لوگ کھانے کے بعد "الحمد للہ" کہتے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں:

یہ وہ لوگ ہیں جنھیں خدا نے نعمتوں سے نوازا ہے اور وہ اس پر خدا کا شکر بجا لاتے ہیں۔

اگر وہ لوگ ''بسم اللہ'' نہ کہیں تو فرشتے کہتے ہیں اے فاسق آ ان کے ساتھ کھانا کھا اور اگر دسترخوان اٹھاتے وقت وہ ''الحمد للہ'' نہ کہیں تو فرشتے کہتے ہیں:

یہ وہ لوگ ہیں جنھیں خدا نے نعمت بخشی لیکن انھوں نے اپنے پروردگار کو بھلا دیا اور خدا کو اپنی یاد سے نکال دیا۔[2]

البتہ انسان کو ہر حال میں شیطان کے شر سے خدا کی پناہ حاصل کرنا چاہیئے

۱۔ شرح نہج البلاغہ خوئی جلد ۶ ص ۱۰۱۔

۲۔ وسائل الشیعہ جلد ۱۶ ص ۴۸۲، من لایحضرہ الفقیہ حدیث ۴۲۵۰۔

اور خدا کی یاد سے غافل نہیں ہونا چاہئے لیکن کچھ خاص موارد میں ذکر خدا کی زیادہ تاکید کی گئی ہے مثلاً کھانے پینے، مکان بنانے یا خریدنے کے وقت، سفر کرتے وقت، کام پر جاتے وقت، گھر سے نکلتے وقت، سوتے وقت، جاگنے کے وقت، سوار ہوتے وقت، ولادت کے وقت اور ہر حال میں اور ہر کام میں۔

گھر خریدتے یا بناتے وقت شیطان کے شر سے پناہ حاصل کرنے کے بارہ میں آنحضرتؐ فرماتے ہیں:

جو شخص اپنے لیے گھر بنائے (یا خریدے) تو ایک گوسفند (بکری) قربانی کرے اور اس کا گوشت پکا کر غریبوں کو کھلائے اور یہ دعاء پڑھے:

اَللّٰھُمَّ ادحر عنّی مردۃ الجنّ و الانس والشّیاطین و بارك لی فی بنائی۔

"پروردگارا! جن، دیو، شیاطین اور (حاسد، بدچشم اور شریر) آدمیوں کو مجھ سے دور رکھ اور اس گھر کو میرے لیے مبارک قرار دے۔" ۱

بعض روایات کی بنا پر عطر، گلاب، عود، عنبر، دھوئیں اور اسپند ۲ کی بو شیطان کو آدمی کے گھر سے دور رکھتی ہے کیونکہ شیطان برائی، خباثت اور بدبو کی طرف رغبت رکھتا ہے نہ کہ نیکی، خوبی، پاکیزگی، خوشبو کی طرف کہ جن کا استعمال ذکر و یاد خدا سے سازگار ہے اور یہ چیزیں ایک حساب سے شرّ شیطان سے خدا کی پناہ حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔

۱۔ مکارم الاخلاق جلد ۱ باب ۷ فصل ۱۱، ثواب الاعمال شیخ صدوقؒ ص ۱۲۴۔

۲۔ دارالسلام نوری جلد ۴ ص ۱۹۲، مکارم الاخلاق جلد ۱ باب ۷ فصل ۱۱۔

ایک روایت کے مطابق نقل ہوا ہے:

شیطان کے پاس کتے کا منہ باندھنے کا جیسا تسمہ ہے کہ جس کو وہ آدمی کے دل پر رکھ دیتا ہے اور اس پر اس قدر شہوتوں، لذّتوں اور آرزوؤں کا وسوسہ کرتا ہے کہ وہ شخص اپنے خدا کے بارہ میں شک و شبہ کا شکار ہو جاتا ہے تو جس وقت بندہ شیطان کے شر سے خدا کی پناہ حاصل کرتا ہے اور کہتا ہے:

اعوذ باللہ من الشّیطان الرّجیم

"تو شیطان اس تسمہ کو آدمی کے دل پر سے اٹھا لیتا ہے اور دور بھاگ جاتا ہے۔" ۱

ہم دعائے حزین میں اپنے زبان حال سے پڑھتے ہیں:

و اغوثاہ بك یا اللہ من عدوّ قد استكلب علیّ۔

پروردگارا! میں اس قسم کھائے دشمن اور شیطان لعین سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے گھر والے یہ درندہ صفت کُتا بھونک بھونک کر مجھ پر حملہ کرتا ہے تو میری فریاد کو پہونچ۔ ۲

۲۱۲۔ جنوں کی اذیّت و آزار: (فی امان اللہ)

جاہلیت عرب کے زمانہ میں رائج تھا کہ جب سفر کے موقع پر شب میں کسی جنگل یا صحرا میں پڑاؤ ہوتو جناتوں کی اذیّت و آزار سے خود کو بچانے کے لیے ان

۱۔ میزان الحکمت جلد ۱۰ ص ۴۵۲۔

۲۔ حاشیہ مفاتیح الجنان، دعائے حزین۔

سے امان مانگتے تھے۔

ابن شہر آشوب نقل کرتے ہیں کہ عربوں کے ایک قبیلہ نے شام کے سفر میں ایک منزل پر قیام کیا اور جب سونے کا وقت آیا تو انھوں نے کہا:

آج کی رات ہم لوگ اس وادی والوں کی امان میں ہیں۔

اس وقت اچانک صحرا سے آواز آئی کہ خدا کی پناہ مانگو کیونکہ جنّات کسی کو امان نہیں دیتے مگر یہ کہ خدا امان دینا چاہے۔[1]

امام محمد باقر علیہ السّلام فرماتے ہیں:

تحرّز من ابلیس بالخوف الصّادق

"خدا کے سچے خوف اور اس کی پناہ کے ذریعہ خود کو شیطان کے شر سے بچاؤ۔"[2]

اس سلسلہ میں قرآن کریم میں ارشاد ہے:

و انّه کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجنّ فزاد وهم رهقا۔

"اور یہ کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنّات کے بعض لوگوں کی پناہ ڈھونڈھ رہے تھے تو انھوں نے گرفتاری میں اور اضافہ کر دیا۔"

(جن/۶)

۱۔ حیواۃ القلوب جلد ۲ ص ۲۴۸۔

۲۔ میزان الحکمت جلد ۵ ص ۹۵۔

بعض مفسّروں نے اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس میں زمانۂ جاہلیت کی ایک بے ہودہ بات کی طرف اشارہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جب عرب کا کوئی قافلہ رات کے وقت کسی درّہ میں پہونچتا تھا تو کہتا تھا:

اعوذ بعزیز هذا الوادی من شرّ سفهاء قومه.

اس وادی کے قوم کے بے وقوفوں کے شر سے اس سرزمین کے بزرگ کی پناہ چاہتے ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ یہ کہنے سے جنّات کے بزرگ انھیں برے جنّاتوں کے شر سے بچائیں گے۔

اور چونکہ خرافات کا سبب فکری انحطاط، خوف اور گمراہی ہوتا ہے لہٰذا آیت کے آخری جملہ میں "**فزادوهم رهقا**" آیا ہے۔[1]

ایک دوسری روایت میں زرارہ کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السّلام سے اس آیہ شریفہ:

"و انّه کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجنّ فزادوهم رهقا"

کے بارہ میں سوال کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا:

"جاہلیت کے زمانہ کی رسم یہ تھی کہ لوگ کاہنوں کے پاس جاتے تھے اور ان کا خیال یہ تھا کہ شیطان کاہنوں پر وحی کرتا ہے لہٰذا وہ کاہنوں

۱۔ تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰ ص ۱۴۶، تفسیر نمونہ جلد ۲۵ ص ۱۰۸-۱۰۷، تفسیر المیزان جلد ۳۹ ص ۱۹۵۔

سے تقاضہ کرتے تھے کہ وہ شیطان سے کہیں کہ فلاں شخص تمہاری پناہ چاہتا ہے۔"۱

۲۱۳۔ انسان کی ولادت کے موقع پر شیطان کا نعرہ: (انسان دشمنی)

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

جب اولیاء اور دوستان خدا کے یہاں کوئی بچّہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس طرح نالہ وفریاد کرتا ہے کہ اس کی آواز سن کر شیاطین اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں:

اے ہمارے بزرگ اور سردار تجھے کیا ہو گیا ہے جو اس طرح نعرہ لگا رہا ہے؟

شیطان کہتا ہے: خدا کے ایک دوست کا بچّہ پیدا ہوا ہے۔

شیاطین کہتے ہیں: اس سے تمہیں کیا نقصان پہونچ رہا ہے؟

وہ کہتا ہے: اگر یہ بچّہ زندہ رہ گیا اور بڑا ہو گیا تو خدا اس کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو راہ راست پر لے آئے گا (اور یہ مجھے بہت زیادہ ناگوار ہے)

شیاطین کہتے ہیں تو حکم دیجیے ہم اپنے ہاتھوں سے اسے ٹھکانے لگا دیں۔

شیطان کہتا ہے: نہیں ایسا ہرگز نہ کرنا۔

پوچھتے ہیں کیوں؟

وہ کہتا ہے: اس لیے کہ ہماری حیات کا دار و مدار اولیاء اللہ پر ہے اور جب

۱۔ تفسیر قمی جلد ۲ ص ۳۷۸، تفسیر المیزان جلد ۱۹ ص ۲۰۷۔

زمین پر خدا کا دوست باقی نہ بچے گا تو قیامت برپا ہو جائے گی اور ہماری زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا اور جہنّم میں جلد چلے جائیں گے۔ لہٰذا جہنّم میں جانے میں ہم جلد بازی سے کیوں کام لیں۔۱

روایتوں سے جو چیز سامنے آتی ہے اس کے مطابق شیطان تین موقعوں پر حاضر ہوتا ہے اور اپنی دشمنی کا اظہار کرتا ہے اور کبھی کبھی اپنی سپاہ کو جمع کرتا ہے تاکہ آدمی کو اذیّت دے۔

۱۔ نطفہ کے انعقاد کے وقت۔

۲۔ بچّہ کے پیدا ہونے کے وقت کہ موقع مل جائے تو اس پر مسلّط ہو جائے اور اسے اذیّت دے۔

۳۔ جاں کنی کے عالم میں۔۲

امام زین العابدین علیہ السّلام صحیفۂ سجّادیہ کی دعا میں عرض کرتے ہیں:

وِ اعذنی و ذرّیّتی من الشّیطان الرّجیم و من کلّ شیطان مرید

"پروردگارا مجھے اور میری اولاد کو شیطان رجیم اور ہر سرکش شیطان کے شر سے پناہ دے۔"۳

۱۔ بحارالانوار جلد ۶۰ ص ۲۴۹۔

۲۔ ثمرات الحیٰوۃ جلد ۱ ص ۵۹ منقول از بحارالانوار۔

۳۔ صحیفۂ سجّادیہ دعاء ۲۳۔

۲۱۴۔ مرنے والے کے سرہانے شیطان کی حاضری: (تلقین)

کثیر روایات میں آیا ہے کہ جب انسان کا آخری وقت ہوتا ہے تو شیطان اس کے سرہانے آتا ہے اور جس طرح بھی ممکن ہو لالچ اور وعدوں کے سہارے اسے متزلزل کر کے اس کا ایمان ضایع کرنا چاہتا ہے لیکن سچا مومن اسے پہچان لیتا ہے اور اس کے وعدوں کے فریب میں نہیں آتا۔

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

"جب کسی کے مرنے کا وقت ہوتا ہے تو ابلیس ایک شیطان کی ڈیوٹی لگاتا ہے کہ اس کے قریب جائے اور کفر و شرک کے ذریعہ اس کے دین و مذہب میں شک و شبہ پیدا کرے اور ایمان و اعتقاد میں سستی لائے یہاں تک کہ اس کی روح بدن سے نکل جائے اور وہ مرجائے لیکن اگر مرنے والا مومن ہو تو شیطان اس پر غلبہ نہیں پاتا اور اس کے دل میں شبہات کو جگہ نہیں ملتی۔"[1]

لہٰذا جب بھی کسی ایسے شخص کے پاس جاؤ جو جان کنی کے عالم میں ہے تو اسے توحید، نبوّت اور امامت کے معتقدات کی اتنی تلقین کرو کہ اسی حالت میں اس کی روح پرواز کرے۔[2]

۱۔ وسائل جلد ۲ ص ۶۵۵، باب ۷۳ جدید ۳۔

۲۔ محجۃ البیضاء جلد ۸ ص ۲۶۳، وسائل جلد ۲ ص ۶۶۳، بحار الانوار جلد ۶ ص ۱۹۵، معاد شناسی جلد ۲ ص ۱۳۶۔

البتہ یہ پتہ ہے کہ شیطان انسان کے باطن میں وسوسہ کرتا ہے اور قوّت خیال کے ذریعہ اس پر مسلّط ہوتا ہے اور ایک خوبصورت اور دل فریب منظر دکھاتا ہے۔

اور نفسانی نیتوں کا ایک سلسلہ ذہن میں جگا دیتا ہے جس کی وجہ سے انسان لقاء اللہ کے ارادہ سے منصرف ہو جاتا ہے اور خدا کے روحانی درجات اور رضوان سے غفلت کرتے ہوئے دنیا اور زینت دنیا میں محو ہو جاتا ہے اس طرح امور اخروی، خدا اور رسولؐ ائمہؑ اور اوصیاء سے اس کا رابطہ سست ہو جاتا ہے اور دنیا اور اس کے مسائل میں الجھ کر رہ جاتا ہے۔

لیکن مومن جس کا تعلق ابدیت سے ہوتا ہے اور وہ لقاء محبوب کا عاشق ہوتا ہے وہ ان تمام مناظر کو شیطانی فریب، وسوسہ اور شکار کا جال سمجھتا ہے اور اسے نفرت وحقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور باطناً وہ کبھی اس کی طرف رخ نہیں کرتا۔

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

ہمارے دوستوں میں سے جو شخص حالت نزع میں ہوتا ہے شیطان اس کے داہنے اور بائیں طرف سے آتا ہے تاکہ اسے اس کے عقیدہ و مذہب (ولایت) سے منحرف کر دے لیکن خدا نہیں چاہتا کہ اس کے وسوسے میرے چاہنے والے پر اثر انداز ہوں۔

داہنے جانب سے حضرتؑ کی مراد ایمان اور معنوی پہلو ہے اور بائیں طرف سے مادّی اور دینوی امور مراد ہیں۔ یعنی شیطان دونوں راستوں سے وارد ہوتا

ہے اور وسوسہ کرتا ہے لیکن جو لوگ ایمان لائے ہیں اور وہ توحید عملی کہ جو ولایت سے عبارت ہے اسے اپنے دل میں بسایا ہے اس کی خدا اور پیغمبر اور ائمہ حفاظت فرماتے ہیں۔ ۱؎

آیۃ اللہ شہید دستغیبؒ فرماتے ہیں:

جو شخص ایک عمر تک صداقت اور راستی کے ساتھ توحید پرست رہا ہو احتضار کے وقت ہرگز شیطان اس پر غلبہ نہیں کرسکتا لیکن اگر اس نے اپنی عمر شیطان کی پیروی میں گذاری ہو تو موت کی گھڑی اس کا مونس وہمدم شیطان ہی ہوگا۔ ۲؎

اسی وجہ سے امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہمیشہ اپنے مرنے والے کو شہادتین کی تلقین کروتا کہ اس سلسلہ میں اس کی مدد ہو اور شیطان کی طاقت ختم ہو جائے۔" ۳؎

مختلف روایتوں میں تاکید ہوئی ہے کہ جب مرنے والے کے سرہانے جاؤ تو اسے شہادتین۔ ائمۂ طاہرینؑ کی امامت، کلمات فرج

"لا الٰہ الاّ اللہ الحلیم الکریم، لا الٰہ الاّ اللہ العلی العظیم۔"

۱۔ معاد شناسی جلد ۲ ص ۱۵۲ تا ۱۴۵۔

۲۔ معاد ص ۱۲۔

۳۔ معاد شناسی جلد ۲ ص ۱۴۸۔

استغفار اور توبہ کی تلقین کروتا کہ اس کی جان آسانی سے بدن سے نکل جائے کیونکہ محتضر بے ہوشی کے عالم میں ہوتا ہے۔

محتضر کے سرہانے سورۂ صافات، یٰسٓ اور دعائے عدیلہ پڑھنے کی بڑی تاکید ہوئی ہے اور اس بات کی رعایت کی بھی کہ محتضر کے کمرہ میں لوگ باوضو ہوں حائض یا مجنب جن لوگوں پر غسل واجب ہو وہاں نہ جائیں۔ کمرہ کو معطر کریں کیوں کہ وہ ملائکہ کے نزول کی جگہ ہے اور وہ عطر کی خوشبو سے خوش ہوتے ہیں لیکن شیاطین کو عطر کی خوشبو اور قرآن کی تلاوت، دعاء وذکر بسم اللہ اور تلقین شہادتین ناگوار گذرتی ہے اور وہ اس سے فرار کرتے ہیں۔ ۱؎

پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

من اصغیٰ الٰی ناطق فقد عبده فان كان النّاطق عن الله عزّوجلّ فقد عبدالله و ان كان النّاطق عن ابليس فقد عبدابليس۔ ۲؎

جو شخص کسی گفتگو کرنے والے کی گفتگو (تسلیم ورضا کے ساتھ) سنے تو وہ اس گفتگو کرنے والے کا بندہ اور مطیع ہو جاتا ہے اور گویا اس نے اس کی پرستش کی

۱۔ وسائل الشیعہ جلد ۲ ابواب احتضار باب ۳۶ الی ۴۳، مستدرک الوسائل جلد ۲ ابواب احتضار باب ۲۶ الی ۳۳ چاپ جدید، بحار الانوار جلد ۶ ابواب موت باب ۶ و ۷، معاد شناسی جلد ۲ ص ۱۴۸۔

۱۔ بحار الانوار جلد ۲۶ ص ۲۳۹، بحار الانوار جلد ۶۹ ص ۲۶۴، عیون الاخبار الرضا جلد ۱ ص ۳۰۴، باب ۲۸، عقاید شیخ صدوق ص ۱۳۴، سفینۃ البحار جلد ۶ ص ۱۷۔

ہے اب اگر یہ بات کرنے والا خدا کی باتیں کرتا ہے تو اس نے گویا خدا کی پرستش کی ہے۔ اور اگر ابلیس کی باتیں کرتا ہے تو اس نے ابلیس کی عبادت و بندگی کی ہے۔

جو لوگ دنیا میں ابلیس کی آواز کو دھیان سے سنتے اور اس پر لبیک کہتے ہیں وہ اپنے پورے وجود کے ساتھ ابلیس کے بندے اور مطیع و فرمان بردار ہوتے ہیں اور اس کے وسوسہ کی بنیاد پر اپنے دامن کو گناہوں سے آلودہ کیا ہے یقیناً یہ لوگ عمر کے آخری حصّہ میں بھی شیطان کی ہی آواز پر لبیک کہیں گے نہ کہ رحمان و رحیم خدا کی آواز پر جس کی تلقین کی جاری ہے۔ اور یہ اس شخص کا انجام ہے جس کا نامۂ اعمال بدبختی پر بند کیا جائے۔

اللّٰھم احسن عاقبتنا فی الامور کلّھا۔[1]

''پروردگارا تمام امور میں ہماری عاقبت و انجام خیر پر فرما!''

۲۱۵۔ موت کے وقت شیطان کی موجودگی: (شیطان کا بندہ)

منتخب التواریخ کے مؤلف کہتے ہیں: استاد مرحوم حجۃ الاسلام آقا میر سیّد علی حائری یزدی نقل فرماتے ہیں:

اصفہان کے ایک دیہات میں ایک شخص جاں کنی کے عالم میں تھا اسے قبلہ رخ لٹایا گیا۔ اس بستی میں ایک عالم زاہد تشریف فرما تھے ان سے اس شخص کے سرہانے آنے اور اسے شہادتین تلقین کرنے کی درخواست کی گئی۔

۱۔ نہج الفصاحۃ ص ۶۳۴، علاء الدین اعلمی، موسسہ الاعلمی چاپ، بیروت۔

اس عالم کا بیان ہے کہ میں اس شخص کے سرہانے گیا اور اس سے **لا الٰہ الاّ اللہ** کہلوایا اس نے ''**لا الٰہ الاّ اللہ**'' کہہ دیا۔ اس وقت کمرہ کے ایک کونہ سے آواز آئی جیسے کوئی کہہ رہا ہو صدق عبدی میرا بندہ سچ کہتا ہے۔

مجھے تعجب ہوا میں نے اس سے یااللہ کہنے کے لیے کہا۔

اس نے کہا: ''یااللہ''

دوبارہ میں نے وہ آواز سنی کہ اس نے کہا: **لبیک عبدی**

میں اس بات سے بہت زیادہ پریشان ہوا میں نے کہا: تو کون ہے جو اس محتضر کے ''یااللہ'' کے جواب میں لبیک کہہ رہا ہے؟

اس نے کہا: میں اس کا خدا ہوں اور وہ میرا خالص بندہ ہے۔ برسوں اس نے میری اطاعت و فرماں برداری کی ہے اور ایک مدّت سے میرا زرخرید غلام ہے۔

میں نے اس سے پوچھا: تو آخر ہے کون؟

اس نے کہا: میں شیطان ہوں۔[1]

لئالی الاخبار کی روایت کے مطابق منقول ہے:

جب کوئی شخص بہت مشکل سے جان دیتا ہے، شیطان اس کے سرہانے آتا ہے اور اس کے بائیں طرف بیٹھتا ہے اور کہتا ہے:

تم نے امر خدا کا انجام دیکھا؟

۱۔ منتخب التواریخ ص ۷۸۷، ۸۷۶۔

کہو کہ خدا دو ہے تا کہ اس مشکل سے نجات پاؤ۔[1]

۲۱۶۔شیطان اور دینوی تعلق: (نہ توڑو نہیں کہوں گا)

انسان دنیا کی چھوٹی سے چھوٹی چیز سے تعلق پیدا کر کے ممکن ہے اپنا دین و ایمان کھو بیٹھے شیطان ملعون کی ہمیشہ کوشش رہتی ہے کہ وہ اپنے وسوسوں سے انسان اور دینوی چیزوں کے درمیان علاقہ اور وابستگی پیدا کرے تا کہ اس کے ذریعہ زندگی میں حتی عمر کے آخری لمحات میں انسان کے ایمان واعتقاد کو تباہ و برباد کر کے اسے ہلاکت میں ڈال دے۔

ایک خدا رسیدہ عالم دین کا بیان ہے کہ طالب علمی کے زمانہ میں میرا ایک دوست تھا جس کے پاس ایک گھڑی تھی جو اسے بہت زیادہ پسند تھی ہمیشہ وہ اس کی حفاظت میں لگا رہتا تھا۔ وہ ایک دفعہ بیمار ہو گیا اور اس کی حالت، احتضار جیسی ہو گئی اس وقت ایک عالم دین وہاں موجود تھے انھوں نے اسے کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کی تلقین کی لیکن وہ جواب دیتا کہ: ''نہ توڑو میں نہیں کہوں گا۔''

ہمیں حیرانی ہوئی کہ وہ ذکر خدا کے بجائے یہ کیا کہہ رہا ہے کہ ''نہ توڑو نہیں کہوں گا'' یہ بات ہم لوگوں کے لیے معمہ بنی رہی یہاں تک کہ میرا بیمار دوست کچھ صحت مند ہو گیا۔ میں نے اس بات کے بارہ میں اس سے استفسار کیا تو اس نے کہا: پہلے وہ گھڑی لاؤ تا کہ اسے توڑ دوں، گھڑی لائی گئی اس نے اپنے ہاتھ سے اسے توڑا۔ اس کے بعد اس نے کہا:

۱۔ منتخب التواریخ ص ۷۸۷،۷۸۶۔

میں اس گھڑی کو بہت پسند کرتا تھا اور اس سے خاص لگاؤ تھا جب تم لوگ احتضار کے وقت مجھ سے ''لا الہ الا اللہ'' کہنے کے لیے کہہ رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ شیطان کے ایک ہاتھ میں یہی گھڑی ہے اور دوسرے ہاتھ میں ہتھوڑی ہے وہ کہہ رہا ہے کہ اگر ''لا الہ الا اللہ'' کہو گے تو اسی ہتھوڑی سے میں تمہاری اس گھڑی کو چکنا چور کر دوں گا چونکہ اس گھڑی سے میری اتنی وابستگی ہو گئی تھی کہ میں اس سے کہہ رہا تھا کہ ''نہ توڑو میں (لا الہ الا اللہ) نہیں کہوں گا۔[1]

۲۱۷۔شیطان اور شہادتین کی تلقین: (قرض کی رسید)

نقل ہوا ہے کہ علماء نجف کی ایک صالح فرد بیمار ہو گئی' جب لوگ ان کی عیادت کو گئے تو ان کی جاں کنی کا عالم تھا لہٰذا انھیں شہادتین کی تلقین کی جا رہی تھی۔

اس عالم نے جواب دیا کہ: پہلے یہ چیز ثابت ہو جائے (آیا یہ صحیح ہے یا نہیں) اس نے شک و تردد ظاہر کیا۔ جب دوسری اور تیسری مرتبہ اسے تلقین کی گئی تو اس نے منہ پھیر لیا جس سے حاضرین کو بڑا تعجب ہوا۔

اتفاق کی بات کہ کچھ دنوں کے بعد وہ ٹھیک ہو گئے اور ہم ان کے پاس اس دن شہادتین نہ کہنے اور منہ پھرا لینے کی وجہ دریافت کرنے گئے تو انھوں نے کہا:

میں نے مبلغ ۵ تومان فلاں کو قرض دیئے تھے اور اس کی رسید اس صندوقچہ میں رکھ دی تھی اور جب تم لوگ مجھ سے شہادتین پڑھنے کے لیے کہتے تھے تو ایک

۱۔ داستان دوستان جلد ۵ ص ۱۱۹، داستان ۶۲۔

سفید داڑھی والا شخص صندوقچہ کے پاس کھڑا ہو کر کہتا تھا کہ: اگر یہ کلمے زبان پر جاری کرو گے تو پیسوں کی رسید نکال کر جلا دوں گا میں نے اس لیے کہ وہ رسید کو نہ جلائے شہادتین کو زبان پر جاری نہیں کیا۔ یہاں تک کہ خدا کا فضل شامل حال ہوا اور طبیعت کچھ ٹھیک ہوئی تو میں نے کہا کہ وہ رسید نکال کر پارہ پارہ کر ڈالی جائے تاکہ میرا دل اس میں نہ لگا رہے اور اس کا وجود شہادتین کہنے میں مانع نہ ہو اور یہ دل بستگی اور علاقہ میرے ایمان کو نیست و نابود نہ کرے اور مجھے ہلاکت میں نہ ڈالے۔[1]

۲۱۸: میّت کے سرہانے شیطان کا آنا: (ایمان اور اعتقاد کا چور)

شیطان انسان کی عمر کے آخری لمحات تک اس کی دشمنی سے دست بردار نہیں ہوتا اور اس کی پوری کوشش یہ ہوتی ہے کہ آدمی اس دنیا سے کافر اور بے ایمان جائے۔ خداوند عالم ہمارا انجام بہ خیر فرمائے۔

شیخ عطار کتاب "تذکرۃ الاولیاء" میں اس بارہ میں نقل کرتے ہیں:

جو لوگ مرنے والے کے پاس آتے ہیں ان میں سے ایک ابلیس بھی ہوتا ہے جو اس کے سامنے آ کر کھڑا ہوتا ہے اور سر پر خاک ڈالتا ہے اور کہتا ہے: وائے ہو مجھ پر کہ تم نے مجھ سے اپنے آپ کو بچا لیا۔

محتضر کہتا ہے: نہیں ابھی نہیں جب تک ایک سانس کی آمد و رفت کا سلسلہ

۱۔ جن و شیطان علی رضا رجالی تہرانی ص ۱۷۹۔

ہے خطرہ باقی ہے۔[1]

شیطان کہتا ہے: میں تین موقعوں پر ضرور حاضر رہتا ہوں جس میں سے ایک موت کا ہنگام ہے۔[2]

۲۱۹: شیطان اور انکر و منکر: (عالم قبر)

عالم برزخ میں انکر و منکر نامی فرشتوں کے ذریعہ میّت کے سوال و جواب کے بارہ میں نقل ہوا ہے:

جب انکر و منکر پوچھتے ہیں کہ تمہارا خدا کون ہے، دین کیا ہے پیغمبر اور امام کون ہیں؟ اور وہ صحیح جواب دیتا ہے تو اس کے جواب میں وہ کہتے ہیں:

سو جاؤ، میٹھی نیند جس میں کوئی اضطراب اور تھکا دینے والا خواب نہ ہو۔ اس کے قبر کے اندر ہی بہشت کی طرف ایک در بنا دیتے ہیں تاکہ وہ جنّت میں اپنے مقام و منزل کا نظارہ کر سکے۔

لیکن جو مشرک اور معصیت کار ہوتا ہے اس کے پاس دونوں فرشتے آتے ہیں اور شیطان بھی آتا ہے اس حال میں کہ اس کی دونوں آنکھیں سرخ تانبے کی طرح چمکتی ہیں۔

اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو جاتا ہے وہ دونوں فرشتے اس سے خدا، دین، مذہب، پیغمبر اور امام کے بارہ میں سوال کرتے ہیں کہ تیرا خدا کون ہے؟ تیرا دین

۱۔ تذکرۃ الاولیاء، جلد ۱ ص ۱۹۹۔

۲۔ مستدرک، ابواب مقدمات نکاح باب ۷۸ حدیث ۵۔

کیا ہے؟

لیکن چونکہ میت کے دینے کے لیے جواب نہیں رہتا تو وہ دونوں فرشتے اسے شیطان کے ساتھ تنہا چھوڑ دیتے ہیں اور اس پر زہریلے سانپ مسلّط کر دیتے ہیں اور اس کی قبر میں جہنّم کی طرف ایک در کھول دیتے ہیں تا کہ آتش جہنم میں اپنا مقام و منزل دیکھ لے۔ا

۲۲۰۔روح مومن کے قبض ہونے پر شیطان کی فریاد: (ایمان واعتقاد)

پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب خداوند عالم اپنے بندہ سے راضی ہوتا ہے تو ملک الموت سے کہتا ہے؟

اے ملک الموت میرے پاس سے فلاں شخص کے پاس جاؤ اور اس کی روح میرے پاس لے آؤ اس لیے اس نے جو نیک اعمال انجام دیئے ہیں وہ کافی ہیں۔ میں نے اس کا امتحان لیا ہے اور جو منزل میری محبت وتوجہ کی مستحق ہے میں نے اسے اس کا حق دار پایا ہے۔

ملک الموت پانچ فرشتوں کے ساتھ نازل ہوتے ہیں جو اپنے ہاتھوں میں پھولوں اور زعفران کی شاخوں کے گلدستے لیے ہوتے ہیں اور اس کی روح کے بدن سے خارج ہونے کے وقت دو طولانی صفوں میں کھڑے ہوتے ہیں۔

جب شیطانوں کا سردار ابلیس یہ منظر دیکھتا ہے تو اپنے سر پر دو ہتھڑ مارتا ہے

ا۔ معاد شناسی جلد ۳ ص ۲۴۳-۲۴۱۔

اور چیختا ہے۔

دوسرے شیاطین اور اس کے پیروکار جب اسے اس حالت میں دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں اے میرے بزرگ اور سردار کس حادثہ نے آپ کی یہ حالت کی ہے؟

ابلیس کہتا ہے: تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ خدا کا یہ مومن بندہ کتنے احترام اور کرامت کا مستحق قرار پایا ہے؟

تم اس سے کیوں کر غافل تھے، تم لوگ آخر کر کیا رہے تھے کہ اسے گمراہ نہ کر سکے؟ وہ لوگ کہیں گے: ہم نے اس کے بارہ میں اپنی پوری کوشش کر ڈالی لیکن چونکہ اس نے ہماری اطاعت وفرماں برداری نہیں کی لہذا ہماری کوششیں ناکام ہو گئیں۔ا

۲۲۱۔حزن وملال اور خوشی کی وجہ: (فقر وفحشاء)

عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں نے امام صادق علیہ السّلام سے عرض کیا:

کیا وجہ ہے کہ بعض اوقات ہم بغیر کسی وجہ کے غمگین ہو جاتے ہیں جبکہ ہمیں اپنی اولاد یا اموال کی طرف سے رنج نہیں پہونچتا اور اسی کے برعکس بعض اوقات خوش ہو جاتے ہیں؟

حضرتؑ نے فرمایا:

''کوئی شخص ایسا نہیں جس کے ساتھ فرشتہ اور شیطان نہ رہتا ہو جس گھڑی فرشتہ اس سے نزدیک ہوتا ہے تو اسے خوشی محسوس ہوتی ہے

ا۔ معاد شناسی جلد ۲ ص ۲۱۹، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۱۶۱۔

اور جب شیطان اس سے نزدیک ہوتا ہے (اور اسے وسوسہ کرتا ہے)
تو وہ غمگین ہو جاتا ہے (تو یہ حزن و ملال شیطان کے وسوسہ کی وجہ
سے ہے)۔"

خداوند عالم فرماتا ہے:

الشّیطان یعدکم الفقر و یامرکم بالفحشاء واللہ
یعدکم مغفرۃ منہ و فضلا واللہ واسع علیم۔[1]

"شیطان تم سے فقیری کا وعدہ کرتا ہے اور تمہیں برائیوں کا حکم دیتا
ہے اور خدا مغفرت اور فضل واحسان کا وعدہ کرتا ہے اور خدا صاحب
وسعت بھی ہے اور علیم و دانا بھی۔"

تفسیر علی ابن ابراہیم قمیؒ میں سورۂ بقرہ کی آیت ۲۶۸ کی تفسیر کے ذیل میں
نقل ہوا ہے کہ:

"شیطان کہتا ہے راہ خدا میں خرچ نہ کرو فقیر ہو جاؤ گے لیکن خدا
بخشش اور زیادتی کی بشارت دیتا ہے جب خدا کے لیے انفاق
کرتے ہو تو خدا تمہیں بخش دیتا ہے اور تمہیں اس کا عوض دیتا
ہے۔"[2]

تفسیر مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے
فرمایا:

۱۔ بقرہ ۲۶۸۔
۲۔ علل الشرایع جلد ۱ ص ۱۱۵ باب ۸۴، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۰۵۔

"انفاق کے وقت دو چیز خدا کی طرف سے ہوتی ہے اور دو چیز
شیطان کی طرف سے ہوتی جو دو چیز خدا کی طرف سے ہے ان میں
سے ایک گناہوں کی بخشش ہے اور دوسرے اموال میں زیادتی ہے
[1] اور جو چیزیں شیطان کی طرف سے ہے ان میں سے ایک فقرو تہی
دستی کا وعدہ ہے دوسرے فحشاء کے ارتکاب کا حکم ہے۔"[2]

۲۲۲۔ شیطان کی شادی: (ابلیس کی اولاد)

امام صادق علیہ السلام نے ابوبصیر سے فرمایا:

"اے ابوبصیر جس وقت خداوند عالم نے نار سموم بغیر دھویں کے
حرارت والی آتش پیدا کی اور اس سے "جان" جس کا نام مارج تھا
پیدا کیا خدا نے اس کے لیے مادہ جسے مارجہ کہا جاتا ہے پیدا کیا۔"

جن کے اختلاط سے جن پیدا ہوئے اور جنوں میں بہت سے قبیلہ وجود میں
آئے کہ ابلیس کا بھی ایک قبیلہ سے تعلق ہے۔

شیطان نے جان میں سے ایک عورت جس نام "لھیا" بیان کیا جاتا ہے
شادی کی جن میں ایک پیٹ سے "بلقیس" اور "طونہ" اور دوسرے پیٹ سے
"فقطس" و "فقطہ" پیدا ہوئے جن سے شیطان کی نسل زیادہ ہوئی اور انھوں نے
مختلف جگہوں کو اپنے وجود سے پُر کر دیا اور کرۂ زمین کے اطراف میں سکونت

۱۔ تفسیر قمی جلد ۱ ص ۱۰۰، تفسیر المیزان۔
۲۔ مجمع البیان جلد ۲ ص ۱۹۳، تفسیر نمونہ جلد ۲ ص ۲۵۲۔

اختیار کی اور ان کے وجود سے بیابان، جنگلات، راستے، نہریں اور جانور باندھے جانے کے مقامات پُر ہیں۔ ۱؎

شیطان ابلیس کی اولاد، آتشیں اجسام لطیف اور سریع حرکت کرنے والے ہیں ان کا کام آدمی کے نفس میں وسوسہ ڈالنا، فساد و گمراہی کی دعوت دینا، عبادت واطاعت الٰہی سے دور کرنا اور کبھی انسان پر سحر و جادو کرنا وغیرہ ہے۔

بزرگ اسلامی دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) میں اس بارہ میں ذکر ہے کہ خداوند عالم نے سورۂ کہف آیت ۵۰ میں ابلیس کو آل اولاد والا بتایا ہے۔

آیت میں ''ذریّت'' سے مراد اس کے پیروکار اور سپاہی ہیں جیسا کہ سورۂ شعراء آیت ۹۴-۹۵ **فکبکبوا فیھا ھم والغاؤن و جنود ابلیس اجمعون** کے ذریعہ تائید ملتی ہے کہ وہ سب کے سب تمام گمراہوں اور پوری ابلیسی سپاہ کے ساتھ دوزخ میں پھینک دیئے جائیں گے۔ اور چونکہ ابلیس کے تمام پیروکاروں کو ''جنود'' سے تعبیر کیا گیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی ذرّیت اس کا وہی لشکر ہے اور شیطان کے پیروکاروں کو ہی مجازاً ذریّت کہا گیا ہے۔ ۲؎

لغت نامہ دھخدا میں ہے کہ:

''مجمع السلوک'' میں کہا گیا ہے کہ: شیطان غیر مصفّٰی آتش جو تاریکیٔ کفر سے ممزوج ہے بنا ہے اور انسان کے جسم میں خون کی طرح رواں دواں ہے۔

۱۔ تفسیر جامع جلد ۳ ص ۴۶۲ سورۂ حجر ۲۷، تفسیر قمی جلد ۱ ص ۳۷۷۔

۲۔ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی جلد ۲ ص ۵۹۵۔

علماء آیۂ مبارکہ ''شیاطین الجن والانس'' کی تفسیر میں اختلاف رکھتے ہیں اور یہ اختلاف دو طرح سے ہے:

۱۔ پہلا قول یہ ہے کہ سارے شیاطین ابلیس کی اولاد ہیں اس نے اپنی اولاد کو دو حصّوں میں بانٹ دیا ہے بعض کو بنی نوع انسان کے دل میں وسوسہ کرنے اور بعض کو جنّاتوں کے دل میں وسوسہ پیدا کرنے کے لیے تو ان کی پہلی قسم شیاطین انس اور دوسری قسم شیاطین جن کی ہے۔

۲۔ دوسرا قول یہ ہے انسانوں اور جنّاتوں میں ہر سرکش اور نافرمان کو شیاطین کے نام سے جانا جاتا ہے اسی وجہ سے پیغمبرؐ نے ابوذر سے فرمایا:

هل تعوذن بالله من شرّ الشّيطان والانس والجنّ؟

''آیا شیطان انس وجن کے شر سے خدا کی پناہ نہیں چاہتے ہو؟''

ابوذر نے پوچھا: کیا بنی آدم کے لیے بھی شیطان ہوتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا:

''ہاں شیاطین انس، شیاطین جن سے زیادہ شریر اور بدتر ہیں۔'' ۱؎

۲۲۳۔ شیطان کی شادی: (شیطان اور اس کی اولاد سے دوستی)

اپنے زمانہ کے مشہور عالم شعبی ۲؎ سے کسی نے کہا:

۱۔ لغت نامۂ دھخدا، لفظ شیطان۔

۲۔ جامع التمثیل اصمعی۔

ایک بڑا اہم مسئلہ آن پڑا ہے اسے حل کر دیجیے۔

انھوں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟

اس نے کہا: شیطان کی بیوی ہے یا نہیں؟

شعبی نے کہا: میں اس کی بارات میں کہاں گیا تھا جو مجھے پتہ ہو کہ اس کے بیوی ہے یا نہیں؟ لیکن فوراً قرآن کریم کی ایک آیت ذہن میں آ گئی جس سے شیطان کے بیوی بچّوں کا ثبوت ملتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

افتتخذونہ و ذرّیتہ اولیاء۔۱

"تم نے شیطان اور اس کی اولاد کو اپنا دوست بنا رکھا ہے۔"

اس بنا پر سمجھ میں آیا کہ ذرّیت کا وجود زوجہ کے بغیر نہیں ہو سکتا لہٰذا انھوں نے کہہ دیا کہ ہاں اس نے شادی بھی کی ہے اور اس کے بچّے بھی ہیں۔

اس نے پوچھا: اس کی بیوی کا کیا نام ہے؟

شعبی نے کہا: میں نے کب اس کے نکاح نامہ پر دستخط کیے ہیں جو مجھے پتہ ہو کہ اس کی بیوی کا کیا نام ہے۔۲

۲۲۴۔ شیطان و جنّ کے وجود کی حقیقت: (وجودی اشکال)

شیطان و جنّ کی حقیقت کے بارہ میں علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مسلمانوں کے درمیان اس چیز میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یہ

۱۔ کہف/۵۰

۲۔ تفسیر سورۂ ناس ص ۱۷۲، آیۃ اللہ شہید دستِ غیب شیرازیؒ، جامع التمثیل ص ۳۲۰۔

دونوں لطیف جسم ہیں جو کہیں کہیں دکھائی دیتے ہیں اور سرعت کے ساتھ حرکت کرتے ہیں اور انسان کے خون کے ساتھ اس کی رگوں میں دوڑ سکتے ہیں۔۱

صدر المتألہین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جنّ کے لیے اس دنیا میں وجود اور عالم غیبت و تمثیل اور عالم مثال میں ایک وجود ہے۔

بعض اوقات جنّاتوں کے ظاہر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے بدن لطیف اور اس میں لطافت و نرمی متوسط درجہ کی ہوتی ہے جو جدا ہونے اور مٹنے کی صلاحیت رکھتی ہے لہٰذا ان کا جسم کبھی دکھائی دیتا ہے اور کبھی نہیں دکھائی دیتا۔۲

علّامہ طباطبائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جنّات کا تعلّق موجودات کے اس طائفہ سے ہے جو ہمارے حواس سے طبیعی طور پر پوشیدہ ہیں وہ ہماری ہی طرح شعور و ارادہ کے مالک ہیں اور قرآن کریم میں ان کا تذکرہ کثرت سے ملتا ہے۔

ان سے عجیب و غریب سرعت والے کام منسوب ہیں مثلاً جناب سلیمان علیہ السّلام کے واقعہ میں، وہ ہماری طرح احکام کے بارہ میں مکلّف ہیں اور ہماری ہی طرح مرتے ہیں اور قیامت میں محشور ہوں گے۔۳

۱۔ بحار الانوار جلد ۶۰، باب ۱، ۲، ۳۔

۲۔ مفاتیح الغیب ملا صدرا ترجمہ خواجوی ص ۲۵۵

۳۔ تفسیر المیزان جلد ۲۳ ص ۲۲۳۔

ایک دوسرے مقام پر علامہ طباطبائی فرماتے ہیں:

لفظ جن خدا کی مخلوقات میں سے وہ قسم ہے جو ہمارے حواس سے پوشیدہ ہیں اور قرآن کریم نے اس قسم کے موجود کی تصدیق کی ہے' مزید اس کے سلسلہ میں معلومات فراہم کی ہیں:

۱۔ اس مخلوق کی خلقت نوع بشر کی خلقت سے پہلے ہوئی ہے۔

۲۔ یہ مخلوق آتش سے پیدا ہوئی ہے۔ (حجر/۲۷)

۳۔ یہ بھی انسان کی طرح زندگی گذارتے' مرتے ہیں اور قیامت میں محشور ہوں گے۔ (احقاف/۱۸)

۴۔ یہ مخلوق بھی دوسری اور مخلوقات کی طرح نر و مادہ ہوتی ہے اور ازدواج اور توالد و تناسل اور تکاثر کی منزل سے گذرتی ہے۔ (جن/۶)

۵۔ یہ لوگ بھی آدمیوں کی طرح ارادہ اور شعور کے مالک ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ سرعت سے نیز سخت و دشوار کام انجام دے سکتے ہیں جو آدمی کے بس کی بات نہیں ہے جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ سے مربوط آیات میں بیان ہوا ہے اور جنات آنحضرتؐ کے قبضہ میں تھے جیسا کہ شہر سبا کے قصہ میں آیا ہے۔

۶۔ جنات بھی انسانوں کی طرح مومن اور کافر ہوتے ہیں ان میں سے

بعض صالح اور بعض فاسد ہوتے ہیں۔

(ذاریات/۵۶-جن/۲/۱۱/۱۴-احقاف/۳)

اس کے علاوہ اور بہت سی دوسری آیتوں میں جنات کی دوسری خصوصیات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

کلام پروردگار سے پتہ چلتا ہے کہ ابلیس جنات کے طائفہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور وہ قبیلہ اور اولاد والا ہے۔[1]

(کہف/۵۰-اعراف/۲۷)

نتیجہ یہ نکلا کہ جن و شیطان اگرچہ اصل وجود میں مشترک ہیں یعنی آتش سے خلق کیے گئے ہیں لیکن شیطان کا تعلق جنوں کے اس طائفہ سے ہے جن سے صرف شر صادر ہوتے ہیں جبکہ جنات میں اچھے برے اور مسلمان اور کافر ہر طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں۔

شیخ عباس قمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ شیاطین جنات کی ایک قسم سے ہیں لہٰذا جو جنات مومن ہو اسے شیطان نہیں کہا جا سکتا بلکہ کافر جن ہی اس نام سے پکارا جاتا ہے، چونکہ جن کا اجتنان سے تعلق ہے جس کے معنی استتار کے ہیں لہٰذا اس صفت سے متصف وجود کو جن کہا جاتا ہے۔[2]

۱۔ تفسیر المیزان جلد ۳۹ ص ۱۹۰، سورۂ جن،

۲۔ سفینۃ البحار چاپ جدید جلد ۱، ص ۶۷۳، لفظ جنن، بحار الانوار جلد ۶۰، ص ۵۰، کتاب جن و شیطان ص ۲۵،

جناب شیخ طبرسی رحمۃ اللہ علیہ آیۃ شریفہ:

و خلق الجانّ من مارج من نار۔

(الرحمٰن/۱۵)

اور جنات کو بغیر دھویں کے خالص آگ کے شعلہ سے پیدا کیا ہے۔ کے ذیل میں فرماتے ہیں اس سے مراد وہی ابلیس ہے جو جنوں کا باپ ہے جسے آگ سے پیدا کیا گیا ہے جس طرح حضرت آدمؑ مٹی سے بنائے گئے ہیں لہٰذا ابلیس ابوالجن ہے۔[1]

۲۲۵۔ شیطان کا مقام اور اس کے آلات: (مختلف شعبے)

جب شیطان بارگاہ الٰہی سے نکالا گیا اور سرگرداں ہوگیا تو اس نے خداوند عالم سے شکایت کرتے ہوئے عرض کیا:

پالنے والے تو نے مجھے آسمان کی بلندی سے پست ترین جگہ زمین میں بھیج دیا ہے تو میرے لیے گھر، بزم، کھانے، پینے، موذن، قرآن، کتاب، حدیث اور دوسرے جال معیّن فرما۔

خدا نے اس کے جواب میں فرمایا:

تیرے پیغمبر اور سفیر کاہن (غیب گو) لوگ ہیں۔

تیری کتاب گودنا ہے۔

تیرا گھر حمام ہے۔

۱۔ تفسیر مجمع البیان جلد ۹ ص ۳۳۵، بحار جلد ۶۰ ص ۵۹۔

تیری بزم بازار ہے۔

تیرے جمع ہونے کی جگہ راستے ہیں۔

تیری خوراک ہر وہ کھانا ہے جسے پکایا جائے کھایا جائے لیکن نام خدا کے بغیر

تیری شراب ہر وہ مایع ہے جو مست کرنے والا ہو۔

تیرا موذن سر، تال اور بانسری وغیرہ ہے۔

تیرا قرآن شعر ہے۔

تیری حدیث جھوٹ ہے۔

اور تیرے شکار کے اسباب وآلات عورتیں ہیں۔[1]

❖ **شعر:** ابلیس نے عربی میں شعر بھی کہا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ جب ہابیلؑ، قابیل کے ہاتھوں شہید ہوچکے تو آدم علیہ السلام نے ان کے غم میں مرثیہ کہا تو انے بھی مرثیہ پڑھا اس وقت ابلیس وہاں پہونچا اور اس نے چار اشعار کے ذریعہ اپنی اس ذلیل حرکت پر فخر کیا۔[2]

قال رسول اللہؐ: الشعر من ابلیس

"پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: حق وحقیقت اور حکمت ومعنویت سے خالی

۱۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۸۱، محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۶۲، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۱۷، دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی جلد ۲ ص ۵۹۳۔

۲۔ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی جلد ۲ ص ۵۹۳ و ۵۹۹، بحار الانوار جلد ۷۶ ص ۲۹۰۔

اشعار کا تعلق ابلیس سے ہے۔"[1]

❖ **بازار:** بازار شیطان کا بہترین میدان عمل ہے، وہ ہمیشہ بازاریوں کے درمیان رہتا ہے اور بقول شیخ عطار کے وہ بازار کا داروغہ ہے یہی وجہ ہے کہ جو شخص بازار میں لین دین کر رہا ہے وہ بہت جلد فریب کھا جاتا ہے۔[2]

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

مجالس الاسواق محاضر الشّیطان

"لین دین کے لیے بازاریوں کا محل اجتماع شیطان کے حاضر ہونے کی جگہ ہے۔"[3]

رسول خداؐ فرماتے ہیں:

"شیاطین ہر روز صبح لین دین کرنے والوں کے ساتھ سب سے پہلے اپنے جھنڈوں کو لے کر بازار پہونچ جاتے ہیں اور سب سے آخر میں وہاں سے نکلنے والوں کے ساتھ باہر آتے ہیں اور ان کا مقصد معاملہ کرنے والوں کو دھوکہ دینا اور انھیں حرام میں مبتلا کرنا ہوتا ہے۔"[4]

۱۔ من لایحضرہ الفقیہ از الفاظ رسول اکرمؐ ح ۵۷۷۱، بحار الانوار جلد ۷۴ ص ۱۳۳۔

۲۔ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی جلد ۲، ص ۵۹۳-۵۹۹۔

۳۔ غرر الحکم جلد ۶ ص ۱۳۴۔

۴۔ نہج الفصاحۃ ص ۱۲۷ حدیث ۳۷۵۱۔

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا:

شرّ بقاع الارض الاسواق وھی میدان ابلیس

"زمین کا بدترین حصہ بازار ہے جس میں خرید و فروخت ہوتی ہے اور وہ جگہ شیطان کے لیے دوسروں کو فریب دینے کا میدان ہے۔"[1]

معاملہ میں ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی، گراں فروشی، کم فروشی وغیرہ معاملات، کسب دکار اور تجارت کے وہ مسائل ہیں جن کے ذریعہ شیطان آسانی سے بازاریوں کو فریب دے کر حرام میں مبتلا کرتا ہے۔

❖ **کاہن (ساحر):** شیطان کے کاموں میں سے ایک کام سحر و جادو ہے اور اس گناہ کی سزا قتل اور اس کا انجام دوزخ ہے۔

علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

والکاھن کالسّاحر والسّاحر کالکافر والکافر فی النّار.

"کاہن، ساحر ہے اور ساحر کافر ہے اور کافر کی جگہ اور اس کا مقام جہنم ہے۔"[2]

امام صادقؑ نے فرمایا:

۱۔ من لایحضرہ الفقیہ ابواب تجارت ح ۳۷۵۱،

۲۔ نہج البلاغہ فیض خطبہ ۷۸، میزان الحکمت جلد ۴ ص ۴۰۸، بحار الانوار جلد ۷۶ ص ۲۱۲۔

والکاهن ملعون والسّاحر ملعون.

"کاہن وساحر ملعون ہیں۔" ۱؎

حضرت رسول خداؐ فرماتے ہیں:

حدّ السّاحر ضربة السّیف.

"ساحر کی سزا اور اس کی مجازات شمشیر کی ایک ضرب (گردن پر ہے تاکہ اس کا خاتمہ ہو جائے)" ۲؎

❖ **مزامیر:** سازو آواز وترانہ ورقص کی مناسبت سے بیان ہو چکا ہے،

حضرت رسول اکرمؐ ایک جملہ ارشاد فرماتے ہیں:

صوت عندالنّعمة باللّهو و لعب بالمزامیر و انّها مزامیر الشّیطان.

"نعمت کے وقت ترانہ خوانی اور گانے بجانے کی آواز کا بلند کرنا شیطان کے مزامیر (باجہ) کی آواز ہے۔" ۳؎

❖ **شراب:**

۱۔ وسائل الشیعہ جلد ۱۲ ص ۱۰۳، بحار الانوار جلد ۷۶ ص ۲۱۲۔

۲۔ نہج الفصاحۃ ص ۲۸۴، حدیث ۱۳۵۱، مستدرک جلد ۱۸ ص ۱۹۲، وسائل جلد ۱۸ ص ۵۷۶۔ (مشابہ)

۳۔ مستدرک جلد ۲ ص ۴۸۵، مستدرک الوسائل جلد ۱۳ ص ۲۱۸، (چاپ جدید)

قرآن کریم کا ارشاد ہے:

انّما الخمر ... رجس من عمل الشّیطان. ۱؎

"شراب خبیث مائع ہے اور (شراب خوری) شیطانی عمل ہے۔"

دوسری آیت میں ارشاد ہے:

انّما یرید الشّیطان ان یوقع بینکم العداوة والبغضاء فی الخمر و المیسر ویصدّکم عن ذکر اللّٰه و عن الصّلوٰة فهل انتم منتهون. ۲؎

"شیطان تو بس یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے بارہ میں تمہارے درمیان بغض وعداوت پیدا کر دے اور تمہیں یاد خدا اور نماز سے روک دے تو کیا تم واقعاً رک جاؤ گے۔ ان تمام باتوں کے باوجود کیا تم ان شیطانی کاموں سے دست بردار نہیں ہو گے کہ شیطان کے فتنہ میں مبتلا نہ ہو۔"

امام رضا علیہ السّلام فرماتے ہیں:

والخمر هو شراب ابلیس

"شراب ابلیس کا مشروب ہے۔" ۳؎

حضرتؑ اس کلام کے تکملہ میں فرماتے ہیں:

۱۔ مائدہ/۹۰۔ ۲۔ مائدہ/۹۱

۳۔ مستدرک جلد ۳ ص ۱۳۷، مستدرک جلد ۱۷ ص ۴۵-۴۶ (چاپ جدید)

"شراب عقل کو زائل کرنے والی قلب کو فاسد کرنے والی اور بے شرمی کا سبب ہے اور انسان کو خدا سے دور کرتی ہے۔" ۱

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

من بات سکرانا بات عروسا للشیطان.

"جو شخص مستی کی حالت میں شب بسر کر کے صبح کرے تو اس وقت وہ شیطان کی دولہن ہے۔" ۲

❖ **عورتیں:** عورتوں پر نگاہ کے آثار اور ان کے شیطان کے جال ہونے کے بارہ میں اشارہ ہو چکا۔

حضرت امیر المؤمنین علیہ السّلام تین جملے فرماتے ہیں:

العیون مصائد الشّیطان

"نامحرم پر نگاہ ڈالنا شیطان کے جال میں سے ایک جال ہے۔" ۳

لیس لابلیس جند اشدّ من النّساء.

"ابلیس کے لیے عورتوں سے زیادہ دلیر اور بہادر کوئی لشکر نہیں ہے۔" ۴

لیس لابلیس وھق اعظم من الغضب والنّساء

۱۔ مستدرک جلد ۳ ص ۱۳۷، مستدرک (چاپ جدید) جلد ۱۷ ص ۴۵-۴۶۔

۲۔ میزان الحکمت جلد ۳ ص ۱۶۴۔ ۳۔ غرر الحکم جلد ۱ ص ۲۳۵۔

۴۔ میزان الحکمت، جلد ۵، صفحہ ۹۵

"شکار کے لیے ابلیس کے پاس غصہ اور عورتوں سے بڑی اور مضبوط کوئی اور کمند نہیں ہے۔" ۱

❖ **راہ (طریق:)** شیطان ہر راستہ پر انسان کی تاک میں بیٹھا رہتا ہے وہ اس کا اس طرح پیچھا کیا کرتا ہے کہ وہ انسان کو دیکھتا ہے لیکن انسان اس کو نہیں دیکھ پاتا۔

ہاں شیطان تمام برائیوں کا مظہر اور انسان کا جانی دشمن ہے وہ ہر جگہ انسان کے راستہ پر جال بچھائے رہتا ہے تاکہ اسے راہ راست سے منحرف کردے۔ یہی وجہ ہے کہ اس ملعون نے خدا کی بارگاہ میں عرض کیا تھا۔

خدایا! میں تیرے سیدھے راستہ پر بیٹھ جاؤں گا اس کے بعد سامنے پیچھے اور داہنے، بائیں سے آؤنگا (تاکہ ہر ممکن طریقہ سے انھیں بہکا سکوں)۔ ۲

❖ **جھوٹ:** شیطان کا وجود شرارت اور خباثت کا مظہر ہے اور وہ لوگوں کی گمراہی اور بدبختی کا سبب ہوتا ہے۔

اس کی مکر آمیز رفتار، برے اور پست اخلاقی صفات اس کے بڑے جال ہیں، جھوٹ اور جھوٹی قسم شیطان کے ان جالوں میں سے ہے جس کے ذریعہ اس نے خلقت انسان کے آغاز میں آدمؑ ابو البشر کو فریب دیا اور انھیں جنت سے نکلوا دیا۔

تو اے آدمی یاد رکھ جھوٹ شیطان کا وہ مکر ہے کہ تمہاری زبان سے بوتا ہے تاکہ تمہیں ہلاک کردے۔

۱۔ میزان الحکمت جلد ۵ ص ۹۵۔

۲۔ اعراف/۱۷

جھوٹ کے مختلف اثرات کے بارہ میں کئی حکایتیں نقل ہو چکی ہیں بقیہ دوسرے برے اعمال اور صفات کے سلسلہ میں صرف ایک جملہ کافی ہے کہ ”جو کچھ برائی اور خباثت ہے وہ سب شیطانی ہے۔

۲۲۶۔ شیطان اور نشہ آور مشروب: (شراب کی مستی)

ایک جوان اپنی بہن اور بوڑھے باپ کے ساتھ رہتا تھا۔ ایک رات وہ اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا کہ ابلیس انتہائی ڈراؤنی صورت میں اس کے سامنے ظاہر ہوا اور اسے جگا دیا۔ اس ملعون کی ڈراؤنی صورت دیکھ کر اس جوان کی گھگھی بندھ گئی۔

ابلیس نے اس سے کہا میں موت ہوں اور تمہاری جان لینے کے لیے مجھے بھیجا گیا اگر تم اپنی خیر چاہتے ہو تو تین کاموں سے ایک کام کرو ورنہ میں تمہیں مار ڈالوں گا۔

اور وہ تین کام یہ ہیں:

۱۔ اپنے بوڑھے باپ کو مار ڈالو۔

۲۔ یا اپنی بہن کو اتنا مارو کہ اس کی ہڈی پسلی ایک ہو جائے۔

۳۔ یا پھر اس جام شراب سے کہ جو میرے ہاتھ میں ہے اس میں سے چند پیالے پیو۔

اگر تم نے کاموں میں سے کسی ایک کام کو انجام دے دیا تو میں تمہیں ہلاک

کرنے سے چشم پوشی کروں گا۔

وہ جوان شیطان کی ان دھمکیوں سے کانپنے اور لرزنے لگا جیسے کسی نے درندہ شیر نر کو دیکھ لیا ہو، اس عالم میں اس نے سوچا:

میرے بوڑھے باپ اور جوان بہن نے کیا خطا کی ہے جو انہیں ستاؤں ایک کی ہڈیاں توڑوں یا دوسرے کو قتل کر دوں یہ سب گناہ ہے اور قتل تو بہت ہی بڑا جرم ہے لہٰذا اس نے سوچا یہ تیسرا کام ان دونوں کے مقابلہ میں آسان اور بے خطر ہے اس سے ہماری جان اور باپ اور بہن کی بھی جان بچے گی اور شیطان کا خطرہ بھی برطرف ہو جائے گا۔

اس خیال کے بعد اس نے ارادہ کر کے چند پیالے شراب کے پی لیے۔ وہ جوان شراب کی خراب کاریوں سے غافل تھا کہ وہ ابھی کیا رنگ لائے گی۔ اس نے جیسے ہی شراب پی اس کا چہرہ لال ہو گیا اور دونوں آنکھیں خون سے بھرے ہوئے دو پیالوں کی طرح سرخ ہو گئیں وہ اپنی طبیعی حالت کھو بیٹھا اور مستی میں باپ پر حملہ کر بیٹھا اور اس کا بوڑھا باپ اور جوان بہن دو کبوتروں کی طرح اس کے ہاتھوں میں پھڑ پھڑا رہے تھے۔

آخر کار شراب کی مستی میں اس نے بہن کی ہڈیاں بھی توڑیں اور باپ کو قتل بھی کر ڈالا اور نتیجہ میں تینوں کام جو شیطان چاہتا تھا اس نے انجام دے دیئے۔

کاش انگور کے تمام باغ اور چمن خشک ہو جاتے، جل جاتے کہ اس میں انگور ہی نہ نکلتے کہ جس سے شراب بنتی تا کہ لوگ اس کے شر و فساد سے نجات

پاجاتے۔ ۱

ایک روایت کے مطابق ابلیس ملعون نے حضرت موسیٰ سے کہا:

"اے موسیٰ میں تمہیں کچھ باتیں بتاتا ہوں اسے اپنے ذہن نشین کرلو اور وہ بات یہ ہے: جس دسترخوان پر شراب پی جارہی ہو ہرگز اس پر نہ بیٹھنا کیونکہ شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے۔" ۲

ایک روایت میں حضرت علیؑ سے عرض کیا گیا:

کیا آپ شراب نوشی کو زنا اور چوری سے بھی بدتر سمجھتے ہیں؟

حضرتؑ نے فرمایا:

ہاں، شراب خوار جب شراب پیتا ہے تو زنا بھی کرتا ہے چوری بھی کرتا ہے قتل کا مرتکب بھی ہوتا اور نماز بھی ترک کرتا ہے (اور دوسرے واجبات اور احکام دینی کو چھوڑ دیتا ہے۔) ۳

۲۲۷۔ شیطان اور شراب خور: (نشیلے مشروبات کے اثرات)

حماد کہتے ہیں: امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"خداوند عالم نے اپنے پیغمبر کے ذریعہ شراب کو حرام کیا اور جو شرابی

۱۔ ایرج مرزا ص ۳۱۵۔

۲۔ مستدرک جلد ۱۴، ص ۲۶۶، ابواب مقدمات نکاح باب ۷۹ حدیث ۶،

۳۔ وسائل جلد ۱۷، ص ۲۵۲، ابواب اشربۂ محرمہ باب ۱۳ حدیث ۸۔

ہو اور تم میں سے کسی کے پاس پیغام لے کر آئے تو یاد رکھو وہ رشتہ کی لیاقت نہیں رکھتا (اسے لڑکی نہ دو) اور اگر کوئی بات کرے تو اس کی تصدیق نہ کرو اور اگر وہ کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش اور وساطت کو قبول نہ کرو۔ امانت سونپنے میں اس پر اطمینان نہ کرو، اگر امانت اس کے ہاتھ سے ضایع ہوجائے تو خدا اس ضایع شدہ امانت کا تدارک نہیں کرتا اور امانت رکھنے والے کو اجر نہیں دیتا۔

اس کے بعد حضرتؑ نے فرمایا:

ایک دفعہ میں نے ایک شخص کو اپنے لیے تجارت کے لیے کچھ رقم دینے کا ارادہ کیا تاکہ وہ یمن کی طرف جائے۔ جب اس بارہ میں میں نے والد بزرگوار امام باقر علیہ السلام سے مشورہ کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ فلاں کو تجارت کی خاطر سرمایہ فراہم کروں آپ کی کیا رائے ہے؟

تو آپؑ نے فرمایا: کیا تمہیں پتہ نہیں ہے کہ وہ شرابی ہے؟

میں نے عرض کی: یہ بات چند مؤمنین بتاتے ہیں کہ وہ شراب پیتا ہے۔

والد بزرگوار نے فرمایا: ان چند مؤمنین کی باتوں کو مان لو کیوں کہ خدا فرماتا ہے۔

یؤمن باللہ و یؤمن للمؤمنین۔

"پیغمبر، خدا پر ایمان رکھتے تھے اور مؤمنین کی تصدیق فرماتے تھے ان پر آپ کو اطمینان تھا۔" ۱

۱۔ توبہ/۶۱۔

آپؑ نے فرمایا:

اگر تم نے سرمایہ اس کے ہاتھ میں دے دیا اور وہ برباد ہوگیا تو یاد رکھو خدا نہ تمہیں اس کا اجر دے گا اور نہ ہی اس کا تدارک کرے گا۔

میں نے سوال کیا: آخر وہ کیوں؟ فرمایا: کیونکہ خدا خود فرماتا ہے:

ولا تؤتوا السّفهاء اموالکم الّتی جعل الله لکم قیاما۔

''اور ناسمجھ لوگوں کو ان کے وہ اموال جن کو تمہارے لیے قیام کا ذریعہ بنایا گیا ہے نہ دو' کیا شرابی سے زیادہ اور کوئی نادان ہوسکتا ہے؟ ۱ـ

انّ العبد لا یزال فی فسحة من ربّه مالم یشرب الخمر فاذا اشربها خرق لله یسر باله فکان ولده و اخوه و سمعه و بصره ویده و رجله ابلیس یسوقه الٰی کلّ شرّ و یصرفه عن کلّ خیر۔

''بندہ جب تک شراب نہیں پیتا خدا کی نگہ بانی' پناہ اور اس کی مغفرت میں بسر کرتا ہے اگر اس نے شراب پی لی تو خدا اس کے راز و اسرار فاش کر دیتا ہے۔ اور اسے اپنی پناہ میں نہیں رکھتا، اس صورت

۱ـ نساء/۵

میں اس کی اولاد اور بھائی بند شیطان کے کان، آنکھ اور ہاتھ پیر ہوتے ہیں اور وہ ملعون اسے ہر برائی کی طرف گھسیٹتا پھرتا ہے اور ہر کارِ خیر کی انجام دہی سے مانع ہوتا ہے۔'' ۱ـ

۲۲۸۔ حضرت سلیمانؑ اور شیطان کی سازش: (سحر و جادو)

ولکنّ الشّیاطین کفرو ایعلّمون النّاس السّحر۔

''شیاطین اور شیطان صفت یہودیوں نے کفر کیا، جادو سحر کیا اور اسے لوگوں کو سکھایا۔'' ۲ـ

جب جناب سلیمانؑ نے نبوّت کے ساتھ سلطنت کی باگ ڈور سنبھالی تو خداوندعالم کے حکم سے تمام دنیوی وسائل، اسباب اور مخلوقات خاص کر شیاطین کو آپ کی اطاعت میں دے دیا گیا۔

حضرت سلیمانؑ نے شیاطین کو بڑے سخت سخت کام میں لگائے رکھا تاکہ وہ خالی رہ کر لوگوں میں وسوسہ اور فتنہ وفساد نہ پیدا کرسکیں یہی وجہ ہے کہ آپؑ کے زمانہ میں شیاطین نے بڑے سختی میں زندگی گذاری ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے جب انتقال فرمایا تو شیاطین بہت زیادہ خوش ہوئے اور ابلیس کا کاروبار شروع ہوا حضرتؑ کے انتقال کے بعد ابلیس نے سحر اور جادو کے طریقوں کو ایک طومار

۱ـ بحارالانوار جلد ۱۰۰ ص ۸۴، تفسیر عیاشی جلد ۱ ص ۲۴۶، وسائل جلد ۱۷ ص ۲۴۸، ابواب اشربہ محرمہ باب ۱۱ حدیث ۵۔

۲ـ بقرہ/۱۰۲۔

میں لکھ کر لپیٹا اور اس کی پشت پر لکھ دیا کہ یہی وہ علم ہے جسے ''آصف بن برخیا'' ۱؎ نے جناب سلیمانؑ کی حکومت کے لیے تیار کیا تھا اور یہ ان علمی ذخائر میں سے ہے کہ اس کے ذریعہ جو کچھ انجام دینا چاہے آدمی انجام دے سکتا ہے۔

پھر اس طومار کو جناب سلیمانؑ کے تخت کے نیچے چھپا دیا اور کچھ شیاطین اور یہودی بزرگ افراد کو اس کی اطلاع دی اور ان کی راہنمائی کی۔ جب وہ طومار جناب سلیمانؑ کے تخت کے نیچے سے نکالا اور پڑھا گیا تو لوگ حیرت سے کہنے لگے کہ سلیمانؑ جو ہم پر حکومت کر رہے تھے اور انھیں ہم پر غلبہ حاصل تھا وہ اسی جادو اور سحر کی وجہ سے تھا لہٰذا جناب سلیمانؑ کو جادو اور سحر کی تہمت لگائی گئی کہ آپؑ ساحر اور جادوگر تھے۔ لیکن مؤمنین نے کہا: نہیں یہ جھوٹ اور تہمت ہے کیوں کہ ان کی حکومت خدا کی طرف سے تھی اور وہ خود بندہ ہونے کے ساتھ خدا کے رسول تھے جو ہرگز جادو اور سحر نہیں کر سکتے۔

لیکن بنی اسرائیل کے ایک گروہ نے مؤمنین کی بات نہیں مانی اور شیطان سے دھوکہ کھا کر اس طرح گمراہی اختیار کی کہ وہ توریت سے دست بردار ہو گئے

۱۔ آصف بن برخیا ایک قول کے مطابق جناب سلیمانؑ کے وزیر، مورد اطمینان، دوست اور کاتب تھے آپ اسم اعظم سے واقف تھے اور اس کے ذریعہ خدا سے دعا فرماتے تو وہ قبول ہوتی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ ہی نے پلک جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس کو جناب سلیمان کے لیے حاضر کیا تھا۔ (نمل/ ۴۰) دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی جلد ۱ ص ۴۱۵۔

اور سحر و جادوگری میں لگ گئے۔ ۱؎

لہٰذا، سحر، جادو، طلسم، نظر بد اور غیر شرعی اذکار، باطل اور خبیث اعمال اور کفر آمیز حرکتیں ہیں جو شیطانی کام ہیں اور شیطان صفت آدمی ہی اس کی پیروی کرتے ہیں۔

۲۲۹۔ شیطان کے نام اور القاب: (رجیم، ابلیس، اہریمن، دیو)

شاہ عبد العظیم بن عبد اللہ حسنیؒ فرماتے ہیں: میں نے امام علی نقی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

''رجیم کا مفہوم قرآن مجید میں ''من الشّیطان الرّجیم'' ۲؎ جیسی آیتوں کے ذیل میں یہ ہے کہ شیطان لعنت کے ساتھ خداوند عالم کی درگاہ سے نکالا گیا اور خیر و نیکی کی ہر جگہ سے دور کر دیا گیا، مؤمنین اس کو لعنت کے علاوہ اور کسی چیز کے ذریعہ یاد نہیں کرتے، یقیناً جب قائم آل محمد عجّل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا ظہور ہوگا تو ان کے زمانہ میں ہر مومن شیطان کو پتھر مار کر اپنے سے دور کرے گا جیسا کہ اس

۱۔ اس واقعہ میں سحر و جادو کی داستان مختلف طریقوں سے نقل ہوئی ہے۔ تفسیر المیزان، تفسیر قمی، تفسیر عیاشی، تفسیر صافی، تفسیر کاشف، تفسیر نمونہ، تفسیر منہج الصادقین، تفسیر مجمع البیان، تفسیر اثنا عشری، ذیل سورۂ بقرہ آیت ۱۰۲، مستدرک جلد ۲ ص ۴۳۳، مستدرک چاپ جدید ۱۳ ص ۱۰۵۔

۲۔ آل عمران/ ۳۳۔

سے پہلے اسے لعن ونفرین کیا جاتا رہا ہے۔"[1]

عباس بن ہلال کہتے ہیں: ایک دن امام رضا علیہ السّلام ابلیس کے بارہ میں گفتگو فرمارہے تھے آپؑ نے فرمایا:

ابتداء میں ابلیس کا نام حارث تھا اور خدا نے جو اسے "یا ابلیس" کہہ کر پکارا اس کے معنی ہیں "اے نافرمان" لہٰذا اسے ابلیس اسی لحاظ سے کہا جاتا ہے کہ اس نے نافرمانی کی اور رحمت خدا سے ناامید اور مایوس ہوگیا ہے۔[2]

دوسرے الفاظ میں: جب شیطان نے حکم خدا سے سرکشی کی تو خدا نے اسے "اے ابلیس" کہہ کر پکارا اور ابلیس نافرمان اور رحمت خدا سے مایوس و ناامید کے معنی میں ہے۔

دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی میں دوسرے اعتبار سے معنی بیان کیے گئے ہیں: ابلیس اس موجود کا خاص نام ہے جس نے خدا سے سرکشی کی اور اس کی بارگاہ سے نکالا گیا اور یہ نام دوسرے عام شیاطین کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

ابلیس نام کے بارہ میں ۴ مختلف زاویوں سے بحث ہوئی ہے۔

۱۔ لغت اور عربی ادب کے اعتبار سے۔

۲۔ قرآن مجید میں۔

۳۔ کلام میں۔

۴۔ فارسی اور عرفانی ادب میں۔

۱۔ معانی الاخبار ص ۱۳۸، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۴۲۔

۲۔ معانی الاخبار ص ۱۳۸، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۴۱۔

۱۔ دینی اور عربی ادبیات میں اسے ابلیس کے علاوہ "حارث" نام اور "رجیم" کے قرآنی لقب سے پکارا جاتا ہے، اس کے اور بھی القاب اور کنیت ہیں جن میں سے ابومرّہ۔ ابوخلاف، ابولبینی (کہا جاتا ہے لبینی اس کی لڑکی کا نام تھا) ابوالجنّ (ابوالبشر اور ابوالانس حضرت آدمؑ کے مقابلہ میں) ابودجانہ اور خنّاس وغیرہ ہیں۔

۲۔ قرآن مجید میں ابلیس ایک موجود جو رحمت خدا سے مایوس ہونے کے معنی میں ہے اور کبھی شیطان کے ہم معنی استعمال ہوتا ہے اگرچہ لفظ شیطان بھی قرآن میں ابلیس کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

ابلیس خدا کی نافرمانی کی وجہ سے قرب الٰہی سے وقت معلوم تک کے لیے نکال باہر کیا گیا ہے۔

(سورۂ حجر/۱۵-۱۸ اور سورۂ ص ۸-۳۸)

اور وہ انسانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش میں رہتا ہے اسی وجہ سے "عدوّ مبین" کہا گیا ہے۔ (بقرہ ۲/ ۶۸، ۲۰۸، یوسف ۵-۱۲)

۳۔ علم کلام: متکلمین نے لفظ ابلیس اور اس کی داستان کے سلسلہ میں مختلف آیات و روایات سے اس کی داستان کو اخذ کر کے اسے بحث کا موضوع قرار دیا ہے۔

اس بارہ میں عقلی استدلال کر کے اپنے معیار کو پایۂ ثبوت تک پہونچایا ہے اسی لیے بھی انھوں نے ماہیت ابلیس کے سلسلہ میں تاویلات پیش کی ہیں اور جن لوگوں میں فلسفی یا عرفانی ذوق تھا انھوں نے ابلیس کو دو اعتبار سے دیکھا ہے:

۱۔ ایک یہ کہ ابلیس عالم کبیر ہے جیسا کہ قرآن میں اس کی طرف اشارہ ہوا ہے۔

۲۔ دوسرے یہ کہ ابلیس عالم صغیر ہے۔

بعض کلامیوں کا کہنا ہے کہ اس کا تعلق جناتوں سے ہے اور چونکہ انسان کی طرح ان میں سے کچھ کافر اور بعض مومن ہیں اور ابلیس کافر جناتوں میں سے ہے۔

۴۔ فارسی کی نثر و نظم اور عرفانی ادبیات میں ابلیس کو زیادہ تر شیطان، دیو، اہریمن جیسے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے اور لغات میں ابلیس کو دیوؤں کا داروغہ کہا گیا ہے۔

یہ اسماء جب جمع کی صورت مثلاً ابالسہ، ابالیس، شیاطین، دیوان اور اہریمنان میں استعمال ہوتے ہیں تو اس سے مراد ابلیس کے پیروکار جن و انس کے سرکش اور بدسرشت لوگ ہیں۔ ان تعبیرات کو ان صفات کے مالک انسانوں کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے مثلاً دیوشرست، دیوخوی، دیوکردار، اہرمن روی وغیرہ۔[1]

ابلیس: اس کا نام عزازیل ہے اور یہ خدا کے مقرّبین میں سے تھا اور اللہ کی رحمت سے مایوسی کی وجہ سے اس نام سے پکارا گیا۔

شیطان: مادّہ شطن، شطونا، دور ہونے اور خدا کی بارگاہ سے نکالے

۱۔ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی جلد ۲، ص ۵۹۲-۵۹۸ لفظ ابلیس۔

ہوئے شخص کے معنی میں ہے بعض کا خیال ہے کہ اس کا تعلق لفظ شاط، شیطُ سے ہے، جس کے معنی ہلاکت کے ہیں اور خبیث، پلید، شریر اور نافرمان روح کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

اہریمن: بُرا رہنما اور شر اور فساد کا سرچشمہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ شیطان، دیو اور جن کو بھی اس نام سے پکارا جاتا ہے۔

دیو: ایک خیالی اور افسانوی موجود ہے جس کا ڈھانچہ انسان سے ملتا جلتا ہے لیکن بہت زیادہ لحیم شحیم، بدصورت، ڈراؤنا اور دم اور سینگ والا ہوتا ہے۔ قدیم زمانہ میں گمراہ کرنے والے بدکار اور شیطان جیسوں کو دیو کے نام سے پکارا جاتا تھا۔[1]

۲۳۰۔ لیلۃ الجنّ: (مسلمان جنوں کے مبلّغ)

علقمہ بن قیس نے کہا: میں نے عبداللہ بن مسعود سے پوچھا:
آپ لوگوں میں سے کون کون ''لیلۃ الجنّ'' میں رسول اللہؐ کے ساتھ تھے۔
انھوں نے جواب دیا: اس رات ہم میں سے کوئی آپؐ کے ہمراہ نہیں تھا۔
انھوں نے بتایا کہ ''لیلۃ الجنّ'' میں رسول اللہؐ ہم لوگوں کو مکّہ میں نہیں مل پا رہے تھے۔ ہم ان کی تلاش میں در بہ در پھرتے رہے لیکن وہ نہیں ملے تو ہم سمجھے کہ یا آپؐ اغوا کر لیے گئے یا پھر معراج پر تشریف لے گئے۔ اسی فکر و خیال کے

۱۔ لغت نامہ دہخدا، فرہنگ معین، فرہنگ عمید۔

ساتھ ہم درّوں میں انھیں تلاش کرتے پھر رہے تھے کہ دیکھا کہ آپؐ کوہ حرا سے نیچے کی طرف آ رہے ہیں۔ ہم انھیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہؐ جب سے آپؐ ہماری نظروں سے غائب ہوئے رات کے اس حصّہ تک کسی قوم نے اتنی بے چینی سے نہیں بسر کی جتنی بے چینی اور اضطراب میں ہم لوگ تھے، یہ بتایئے آپؐ تھے کہاں؟ ہم لوگ بے چین تھے اور آپؐ کے سلسلہ میں ڈر رہے تھے۔

حضرتؐ نے فرمایا: آج رات جنوں کا مبلّغ میرے پاس آیا تھا میں اس کے ساتھ گیا ہوا تھا تاکہ ان کے درمیان قرآن پڑھوں۔

اس گفتگو کے بعد حضرتؐ ہم لوگوں کو اپنے ہمراہ اس جگہ تک لے گئے جہاں جنّ تھے اور آپؐ نے ان کے پیروں کے نشانات، آگ کی جگہ اور چولہے وغیرہ دکھائے۔

جہاں تک یہ سوال ہے کہ اس رات ہم میں کوئی آں حضرتؐ کے ساتھ تھا یا نہیں تو جواب یہ ہے کہ کوئی بھی آپ کے ساتھ نہیں تھا۔ ۱؎

سورہ احقاف کی آیت ۲۹-۳۱ کے مطابق ارشاد ہوتا ہے:

اور جب ہم نے جنّات میں سے ایک گروہ کو آپ کی طرف متوجہ کیا کہ قرآن سنیں تو جب وہ حاضر ہوئے تو آپس میں کہنے لگے کہ خاموشی سے سنو پھر جب تلاوت تمام ہوگئی تو فوراً پلٹ کر اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر آ گئے۔ کہنے لگے کہ اے قوم والو ہم نے ایک کتاب کو سنا ہے جو موسیٰؑ کے بعد نازل ہوئی ہے یہ اپنے پہلے والی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور حق و

۱۔ مجمع البیان جلد ۱۰ ص ۱۴۵، ترجمہ تفسیر المیزان جلد ۳۹ ص ۲۰۶۔

انصاف اور سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرنے والی ہے۔ قوم والو اللہ کی طرف دعوت دینے والے کی آواز پر لبیک کہو اور اس پر ایمان لے آؤ تاکہ اللہ تمہارے گناہوں کو بخش دے اور تمہیں دردناک عذاب سے پناہ دے دے۔

قرآن کریم کی ان آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ نہ صرف پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنوں کے لئے بھی رسول تھے بلکہ دوسرے انبیاء بھی جن وانس پر برابر سے مبعوث ہوئے تھے اور خاص کر خاتم النّبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک گروہ علوم و احکام الٰہی کو حاصل کرنے میں مصروف اور آپ کا فرماں بردار تھا۔

علاّمہ طباطبائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اس بارہ میں خود جنّاتوں سے بھی پوچھا گیا کہ تمہاری جنس سے کسی پیغمبر کو مبعوث کیا گیا ہے تو انھوں نے جواب دیا: ہمارے پیغمبر انسان ہی ہیں اور ہم حضرت ختمی مرتبت رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں اور انھیں آخری نبی مانتے ہیں۔ ۱؎

۲۳۱۔ امام صادقؑ اور جنّاتوں کا گروہ: (شیعہ جنّ)

بہت سی احادیث میں جنّاتوں کا ایک گروہ مسلمان اور اہل بیت عصمت و طہارت کے شیعہ کے عنوان سے پہچنوایا گیا ہے۔

ابوحمزہ ثمالیؒ کہتے ہیں:

۱۔ کتاب جن وشیطان، صفحہ ۶۷-۶۸

ایک دن میں امام محمد باقر علیہ السّلام کے دولت کدہ پر ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا اور باریابی کی اجازت چاہی تو پتہ چلا کہ ابھی کچھ لوگ آپؑ کی خدمت میں حاضر ہیں، میں ان کے نکلنے کے انتظار میں بیٹھ گیا جب وہ لوگ رخصت ہو کر باہر آئے تو میں نے ان میں سے کسی کو نہیں پہچانا ہر شخص اجنبی تھا۔

جب امامؑ کی بارگاہ میں شرف یاب ہوا تو میں نے عرض کی:

ہماری جان آپؑ پر قربان ہو یہ بنی امیہ کا زمانہ ہے ان کی تلواریں آپؑ کا خون بہانے کے لیے آمادہ ہیں لہٰذا اجنبیوں اور ناشناس لوگوں سے آپؑ کی ملاقات خطرہ سے خالی نہیں ہے۔

حضرتؑ نے فرمایا:

"اے ابو حمزہ گھبراؤ نہیں یہ شیعہ جنّات ہیں جو اپنے دینی مسائل حل کروانے کے لیے آئے تھے۔"[1]

۲۳۲۔ واقعۂ کربلا: (مددگار جنّ)

کتاب "کامل الزّیارات" میں نقل ہوا ہے کہ میثمی نے کہا:

واقعۂ کربلا کے وقت کوفہ سے پانچ آدمی امام حسین علیہ السّلام کی مدد کے لیے نکلے اور "شاہی" دیہات سے گذرے تو ان کی ملاقات دو اشخاص سے ہوگئی جن میں سے ایک بوڑھا اور دوسرا جوان تھا۔ سلام دعا اور مزاج پرسی کے بعد اس

۱۔ میزان الحکمت جلد ۲ ص ۱۱۸۔

بوڑھے نے اپنا تعارف کرایا کہ میرا تعلق قوم جنّ سے ہے اور یہ جوان میرا بھتیجہ ہے ہم امام حسینؑ کی مدد کے لیے کربلا جا رہے ہیں۔ البتہ میری ایک رائے ہے۔

ان لوگوں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟

اس نے کہا: میں تیزی سے پرواز کر کے کربلا جاتا ہوں اور وہاں کی خبر خاص کر لشکر کفار کی اطلاعات حاصل کر کے واپس آتا ہوں تا کہ ہم سب تیزی سے امام حسینؑ کے لشکر کی طرف کوچ کریں۔

انھوں نے کہا: یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔

بوڑھا جنّ ایک شبانہ روز غائب رہنے کے بعد واپس آیا اس حال میں کہ صرف اس کی آواز سنائی دی، آواز والا دکھائی نہیں دے رہا تھا آواز آ رہی تھی:

میں تمہارے پاس نہیں آیا مگر یہ دیکھ کر کہ کربلا کے تپتے صحرا میں ان کا بدن بے سر ہے وہ خاک و خون میں غلطاں ہیں، ان کے چاروں طرف جوانوں کے لاشے تھے جن کی گردنوں سے خون رس رہا تھا اور وہ رات کی تاریکی میں چراغ کی طرح چمک رہے تھے اور صحرا کو منوّر کیے ہوئے تھے میں نے اپنی سواری کو ڈانٹا تا کہ فرشتوں کی آغوش میں جانے سے پہلے مل لوں، حسینؑ وہ نور تھے جن سے لوگ کسب ضیاء کرتے تھے اور خدا شاہد ہے میں نے یہ باتیں اپنی طرف سے اور فضول نہیں کہی ہیں وہ رسول اللہؐ کے ساتھ جنّت کے غرفہ میں تشریف فرما ہیں وہ فاطمۂ زہرا سلام اللہ علیہا اور جعفر طیّارؓ کے ساتھ شاد و مسرور ہیں۔[1]

۱۔ کامل الزّیارات ابن قولویہ ص ۹۹، منتخب کامل الزیارات ص ۱۳۹۔

۲۳۳۔ایک خدارسیدہ عالم دین کے ساتھ شیعہ جنّ کا سفر: (قبر مطہر امام حسین علیہ السّلام کی زیارت)

مرحوم سید محمد باقر خوانساری کتاب ''روضات الجنات'' میں مرحوم ملاّ محمد بن عبدالفتاح تنکابنی مازندرانی المعروف بہ ''سراب'' شاگرد مرحوم ملاّ محمد باقر سبزواری صاحب کتاب ''ذخیرۃ المعاد'' کے بارہ میں بیان کرتے ہیں کہ وہ مرحوم عتبات عالیات کے سفر میں جب قبر سیّد الشہداء حضرت ابا عبداللہ الحسین صلوات اللہ علیہ کی زیارت سے مشرّف ہونے جارہے تھے تو راستہ میں ہر منزل کی ابتداء میں ایک شخص ان کی سواری کے آگے پاپیادہ چلتا ہوا دکھائی دے اور جب منزل پر پہونچ جائیں تو نگاہوں سے غائب ہوجائے۔

ایک دن قافلہ والوں سے اس شخص کے بارہ میں سوال کیا لوگوں نے بتایا کہ وہ بھی اسے نہیں پہچانتے لیکن کسی منزل پر قافلہ پہونچنے کے وقت وہ آتا ہے اور تھوڑی سی غذا لے کر چلا جاتا ہے پھر دکھائی نہیں دیتا ہے۔

ملاّ محمد یہ قصہ سن کر حیران رہ گئے۔ جب اس منزل سے کوچ کا وقت آیا تو انھوں نے اپنی سواری کے آگے اس شخص کو چلتا ہوا دیکھا جب اس کی چال ڈھال کو غور سے دیکھا تو ان کا تعجب بڑھ گیا کیوں کہ وہ زمین اور ہوا کے درمیان راستہ چل رہا تھا اور اس کے پیر زمین پر نہیں پڑ رہے تھے اس منظر کو دیکھ کر ان کے بدن نے جھرجھری لی۔ اس شخص کو آواز دے کر انھوں نے اس کے بارہ میں استفسار کیا۔ اس نے کہا: میرا تعلق جنّات قوم سے ہے میں نبیؐ اور ان کی اولاد

طاہرین کا چاہنے والا ہوں، ایک دن میرے ساتھ ایک بڑا حادثہ ہوا تو میں نے خدا سے عہد کیا کہ اگر اس نے اس مشکل سے مجھے نجات دی تو میں پاپیادہ کسی شیعہ عالم دین کی ہمراہی میں حضرت ابا عبداللہ الحسینؑ کی قبر کی زیارت کو جاؤں گا۔ میں اپنے عہد کو پورا کرنا چاہتا تھا، جب مجھے پتہ چلا کہ آپ اس آستان کی زیارت کا ارادہ رکھتے ہیں تو موقع کو غنیمت جانا اور خود کو آپ کی رکاب کی ملازمت کے ساتھ زیارت کا قصد کرلیا۔[1]

۲۳۴۔مسلمان شیطان: (ہام بن قیس بن ابلیس)

انسان کے علاوہ دوسری مخلوقات ہیں جن میں ایک قوم جنّات ہے جو سب کے سب ''جان'' کی اولاد ہیں ان میں سے کچھ کافر اور کچھ مسلمان ہیں اور جنوں میں سے مسلمانوں کا گروہ تھا جو کربلا امام حسینؑ کی مدد کے لیے گیا تھا۔

اور شیاطین سب کے سب ابلیس کی اولاد ہیں اور ان میں سوائے ''ہام بن قیس بن ابلیس'' کے کوئی مومن یا مسلمان نہیں۔[2]

ایک دن ہام بن قیس رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے سلام کیا۔

حضرتؐ نے اس سے پوچھا: تم کون ہو؟

۱۔ روضات الجنات جلد ۷ ص ۴، ۵۳ ۳،فوائد الرضویہ شیخ عباس قمیؒ ص ۵۵۰۔

۲۔ بعض متکلمین کہتے ہیں: ابلیس قوم جن سے ہے اور وہ بھی انسانوں کی طرح کافر او مومن ہوتے ہیں ابلیس کافر جنّات میں سے ہے۔ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی جلد ۱ ص ۵۹۷۔

اس نے کہا: میں ہام بن قیس بن ابلیس ہوں۔ جب قابیل نے بھائی کو قتل کیا اس وقت میری عمر چند سال سے زیادہ نہیں تھی اس وقت ہم، لوگوں کو برے اور گندے کاموں کے کرنے کا حکم دیتے تھے اور انھیں نیک کام اور عبادت خدا کرنے سے روکتے تھے۔

حضرتؐ نے فرمایا:

تم کتنے گندے اور بُرے تھے اور تمہارا کام کتنا بُرا تھا۔

اس نے کہا: اے خدا کے رسولؐ میں اپنے کرتوت سے پشیمان ہو گیا اور جناب نوحؑ کے ہاتھوں پر توبہ کرلی میں آں حضرت کے ساتھ ان کی کشتی میں تھا، اسی طرح حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ آگ میں تھا، میں حضرت موسیٰؑ کے ساتھ اس وقت تھا جب خدا نے فرعون کو غرق کیا اور بنی اسرائیل کو نجات دی، میں یوسفؑ کے ساتھ کنویں میں تھا، میں حضرت ہودؑ، صالحؑ، اور عیسیٰؑ بن مریمؑ کے ساتھ بھی رہا۔

میں نے توریت کا کچھ حصہ حضرت موسیٰؑ سے سیکھا اور انجیل کی ایک مقدار حضرت عیسیٰؑ سے پڑھی اس کے علاوہ بقیہ دوسری کتابیں پڑھیں اور انھیں دیکھا ہے ان سب میں آپؐ کے آنے اور آپ کی رسالت کی بشارت موجود ہے اور تمام انبیاء نے آپ کو سلام کہلایا ہے اور بتایا ہے کہ آپؐ بہترین پیغمبر ہیں آپؐ پر جو چیز نازل ہوئی ہے اس میں سے مجھے کچھ تعلیم دیں۔

پیغمبر اسلامؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا:

اے علیؑ اسے قرآن کے چند سوروں کی تعلیم دو۔

اس نے کہا: اے رسول خداؐ ہم صرف پیغمبر اور وصی پیغمبر کی ہی اطاعت کرتے ہیں یہ کون شخص ہے جس کے حوالہ آپؐ مجھے کر رہے ہیں؟

رسول خداؐ نے فرمایا: یہ شخص میرا بھائی، وزیر، وارث، علی بن ابی طالبؑ ہے جس کا نام توریت میں ''ایلیا'' اور انجیل میں ''حیدرہ'' ہے۔

اس نے کہا: ہاں اے خدا کے رسولؐ میں نے بھی اسے کتابوں میں پڑھا ہے اس کے بعد حضرت علیؑ نے اسے چند سوروں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ احکام دین سکھائے وہ یہ سب کچھ آپ سے سیکھ کر رخصت ہوا اس کے بعد وہ جنگ صفین میں اس رات آیا جب زبردست جنگ ہو رہی تھی۔[1]

۲۳۵۔ مسلمان جن: (شیطان کا پنجتنؑ سے توسل)

قوم جن سے تعلق رکھنے والی ایک عورت جس کا نام ''عفراء'' تھا کبھی کبھی پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں حاضر ہوتی تھی اور دین کے احکام کی بابت معلومات حاصل کرتی تھی اور اپنی قوم کے صالح اور نیک افراد تک پہونچاتی تھی اور لوگ اس سے اچھی باتیں سیکھتے تھے اور اس کے ہاتھوں پر مسلمان ہو جاتے تھے۔

ایک دفعہ کچھ مدت گذرنے کے بعد جب عفرا خدمت پیغمبرؐ میں حاضر ہوئی تو آپؐ نے اس سے پوچھا: کہ تم ابھی تک کہاں تھی اور اتنے دنوں کے بعد کیوں

۱۔ بحار الانوار جلد ۱۸ ص ۸۳، حیاۃ القلوب جلد ۲ ص ۲۴۴، مناقب اہل بیتؑ جلد ۱ ص ۲۸۔

آئی ہو؟

عفراء نے کہا: میں اس عرصہ میں اپنی بہن سے ملاقات کے لیے گئی ہوئی تھی

آپؐ نے فرمایا: کتنے خوش نصیب ہیں وہ دو مومن جو خدا کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں کیونکہ خداوند عالم ان دونوں مومنوں کے لیے بہشت میں نعمتیں فراہم کرتا ہے۔

اس کے بعد حضرتؐ نے پوچھا:

اے عفرا اس سفر سے تم میرے لیے کیا نئی خبر لائی ہو؟

عفرا نے کہا: اے خدا کے رسولؐ اس سفر میں ایک دن میں نے دریائے اخضر کے کنارے ایک سفید پتھر پر ابلیس کو دیکھا کہ آسمان کی طرف دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے کہہ رہا تھا: پروردگارا! جب تو اپنی قسم پر عمل کرتے ہوئے مجھے جہنم میں بھیجے تو میں تجھے محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ علیہم السلام کے حق قسم دیتا ہوں کہ مجھے اپنی مغفرت ورحمت سے معاف کردے اور آتش جہنم سے نجات دے دے۔

میں نے ان کلمات کو سنا تو پوچھا کہ: اے حارث یہ کیسے اسماء ہیں جن کے وسیلہ سے تو دعا مانگ رہا ہے؟

شیطان نے کہا کہ قبل اس کے کہ خدا آدمؑ ابوالبشر کو خلق کرے میں نے عرش پر ان اسماء کو لکھا ہوا دیکھا تھا اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ یہ خدا کے نزدیک محبوب ترین مخلوق ہیں لہٰذا اپنی نجات کے لیے میں نے ان اسماء کو وسیلہ قرار دیا اور خدا کو قسم

دی۔

حضرتؐ نے اس خبر کے سنتے ہی فرمایا:

"اگر اہل زمین حقیقت میں خدا کو ان اسماء کی قسم دیں تو خدا یقیناً ان کی مراد پوری کرے گا۔"

ایک روایت میں امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

"جب قیامت کا دن آئے گا تو خداوند عالم ان اسماء کو اس (شیطان) کے سینہ سے محو فرمادے گا"۔[1]

۲۳۶۔شیطان کی آرزو: (رحمت الٰہی کی لالچ)

ایک دن قوم جن کی ایک عورت دریا کنارے سے گذر رہی تھی تو اس کی نظر ابلیس پر پڑی دیکھا کہ وہ ایک پتھر پر کھڑا نماز پڑھ رہا ہے اور سجدہ کر کر کے زار زار اس طرح رو رہا ہے کہ اس کے آنسو گالوں پر بہہ رہے ہیں۔

اس عورت نے تعجب سے پوچھا: اے ابلیس تجھ پر وائے ہو ان طولانی سجدوں سے تجھ کو کیا ملے گا؟

ابلیس نے کہا: میں امید کرتا ہوں کہ جب خدا اپنی قسم پر عمل کرتے ہوئے مجھے جہنم میں ڈال دے تو اپنی رحمت واسعہ سے آتش جہنم سے نجات دے

۱۔ خصال جلد ۲ ص ۶۳۹، بحار الانوار جلد ۱۸ ص ۸۳، حیاۃ القلوب ص ۲۴۴، مناقب اہل بیتؑ جلد ۱ ص ۱۸۲، بحار الانوار ۶۰ ص ۲۱۶، جلد ۳۹ ص ۱۶۶۔

دے۔ ۱؎

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

اذا کان یوم القیامة نشر الله تبارك و تعالیٰ رحمة حتّٰی یطمع ابلیس فی رحمته۔

”جب قیامت کا دن آئے گا تو خداوندعالم اپنی رحمت کو اس قدر وسعت دے گا کہ شیطان کو بھی اس کی رحمت کی لالچ ہو جائے گی۔“ ۲؎

ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

”روز قیامت خداوندعالم اپنی بخشش ورحمت کو اس قدر وسیع کرے گا کہ اس روز تک کسی بندہ نے اس کا تصوّر تک نہیں کیا ہوگا اور اس کے دل میں بھی خطور نہیں ہوا ہوگا کہ ابلیس کو بھی یہ امید بندھ جائے گی کہ خدا اسے بھی معاف کردے گا سر جھکا کر اور گردن ٹیڑھی کر کے کھڑا ہو جائے گا۔“ ۳؎

اہل بیتؑ پیغمبرؐ سے توسّل کے بارہ میں ایک جملہ نقل ہے جو حضرت علیؑ نے جناب کمیلؒ سے فرمایا تھا:

اے کمیلؒ زمین شیطان کے پھندوں سے اٹی پڑی ہے اور ان پھندوں سے سوائے اس شخص کے کوئی نہیں بچ سکتا جس نے ہم اہل بیتؑ سے تمسّک

۱۔ امالی شیخ صدوقؒ مجلس ۷۳، بحارالانوار جلد ۶۰ ص ۲۴۰۔
۲۔ امالی شیخ صدوقؒ مجلس ۷۳، بحارالانوار جلد ۶۰ ص ۲۳۶، روضۃ الواعظین ص ۵۵۱۔
۳۔ محجۃ البیضاء جلد ۷ ص ۲۶۴، کیمیائے سعادت جلد ۲، ص ۳۹۴۔

کیا ہو، اس خدا کی قسم جس نے تمہیں اس امر سے دانا اور آگاہ کیا ہے اس کے پھندوں سے سوائے اس کے بندوں کے اور کوئی نجات نہیں پا سکتا اور خدا کے خالص بندے اور اس کے دوست دار ہمارے شیعہ ہیں۔ ۱؎

اَللّٰهُمَّ انّ ابلیس عبد من عبیدك یرانی من حیث لا اراه و انت تراه من حیث لا یراك و انت اقویٰ علیٰ امره کلّه وهو لا یقویٰ علیٰ شئ من امرك اللّٰهمّ فانا استعین بك علیه یا ربّ فانّی لا طاقة لی به ولا حول ولا قوّة لی علیه الاّ بك یا ربّ اللّٰهُم ان ارادنی فارده و ان کادنی فکده واکفنی شرّه واجعل کیده فی نحره برحمتك یا ارحم الرّاحمین و صلّی الله محمّد و اٰله الطّاهرین۔ ۲؎

”خدایا ابلیس تیرے بندوں میں سے ایک بندہ ہے مجھے وہ اس طرح دیکھتا ہے کہ میں اسے نہیں دیکھ پاتا اور تو اسے اس طرح دیکھتا ہے کہ وہ تجھے دیکھنے سے قاصر ہے تو اس کے ہر کام پر قادر ہے جبکہ وہ تیرے کسی امر پر بھی قدرت نہیں رکھتا۔ تو اے خدا میں اس کے مقابلہ کے لیے تیری مدد کا طلب گار ہوں۔ اے میرے پروردگار

۱۔ بحارالانوار جلد ۴۷ ص ۲۷۲۔
۲۔ دعائے رفع شر ابلیس حاشیہ مفاتیح الجنان۔

کیونکہ مجھ میں اس سے مقابلہ کا یارا نہیں ہے اور نہ ہی مجھ میں اتنی طاقت ہے مگر یہ کہ تیرا وسیلہ درکار ہو، اے میرے پروردگار، خدایا اگر وہ میرا ارادہ کرے تو تُو اس کا ارادہ فرما اگر وہ میرے بارہ میں بد اندیشی سے کام لے تو تو اس سے بداندیشی کر اس کے مقابلہ میں میری مدد کر اور اس کے شر سے نجات دے اور اس کی بداندیشی کو اپنی رحمت سے اس کی گردن میں ڈال دے اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے اور خدا کا درود و سلام ہو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرین علیہم السلام پر کہ۔

جاء الحقّ و زهق الباطل۔

''دیو جب باہر نکلتا ہے تو فرشتہ اندر آتا ہے۔''

خدایا اپنے گناہ و معصیت کے ذریعہ میں نے تجھے ناراض کیا، تیرے حکم کی خلاف ورزی کی اور ہمیشہ عصیان کیا، تیری اطاعت میں کوتاہی برتی اور کوئی عبادت خالص نہیں کی اور میرا کردار نیک نہیں ہے اور تیری کسی نعمت کا شکر ادا نہیں کیا بلکہ ہمیشہ بے صبری اور ناشکری کا مرتکب رہا اور جیسا مجھے ہونا چاہیئے تھا ویسا کبھی نہیں رہا۔ تیری رضا کا جس طرح طلب گار رہنا چاہیئے تھا نہیں ہوا۔ تو نے پاک فرشتوں کو مجھ پر موکل کیا اور مجھے اس سے باخبر کیا لیکن میں نے ان سے شرم وحیا نہ کی اور اپنے گناہوں سے انھیں رنجیدہ کیا اور ان کا احترام نہ کیا۔ تو نے دنیا کو عجائبات اور دلیل و برہان سے پُر کر دیا لیکن میں بیدار اور ہوشیار نہ ہوا۔ طرح

طرح کی نعمتوں اور بلاؤں کے ذریعہ میرا امتحان لیا لیکن میں اپنے خانہ میں نہ آیا، موت، قبر، قیامت، حساب و کتاب، انکر و منکر کے سوالات، صراط، میزان اور عذاب دوزخ سے مجھے ڈرایا لیکن میں گناہوں سے باز نہیں آیا۔ تو نے بہشت کے ثواب اور کرامت عطا کرنے کا شوق دلایا لیکن میں گناہوں سے باز نہیں آیا۔ تو نے بہشت کے ثواب اور کرامت عطا کرنے کا شوق دلایا لیکن میں نے گناہوں سے منہ نہیں موڑا، تو نے مجھے مسلسل پکارا اور میری خیر خواہی کی لیکن میں نے ایک نہ سنی اور شیطان اور اس کے چیلوں نے بُرائی سے پکارا اور میرا بُرا چاہا لیکن میں نے ان کا کہنا مانا۔

آج میرا عذر یہ ہے کہ میں نے جو کچھ کیا بُرا کیا اور اپنے حق میں بُرا کیا لیکن میرا مقصد تجھے رنجیدہ کرنا نہیں تھا یا تیری مخالفت اس وجہ سے نہیں تھی کہ میں تیری عظمت اور توانائی سے واقف نہیں تھا یا تیرے عقاب و شوق سے بے خبر تھا، وجہ یہ تھی کہ شہوت مجھ پر غالب آ گئی تھی اور نفس امارہ نے مجھے اکسایا بدبختی نے میرا پیچھا کیا کہ میں نے اپنے انجام کا جنازہ نکال دیا اور ہلاکت کے پھندہ میں پھنس کر بہت زیادہ گناہ کر بیٹھا۔ اپنی عمر گنوائی، ثواب ضایع کیا، شیطان کو خوش کیا، میں درماندہ، ضعیف، حقیر، مسکین اور بے چارہ ہوں اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ اپنے کیے پر پشیمان ہوں توبہ کرتا ہوں اور جو کچھ کیا ہے سنا ہے، میں تیرے در پر عاجزی کے ساتھ حاضر ہوا ہوں اس امید پر کہ اپنے فضل و کرم سے میری توبہ قبول کرلے گا اور میرے گناہوں سے درگذر کر کے مجھے بخش دے گا۔

پروردگار جو کرے گا وہ تو کرے گا اور اپنے رحم و کرم سے کرے گا۔

اے لطیف اپنے مہر و عطوفت، لطف و مہربانی سے مجھے بخش دے تو مجھے منزہ اور پاکیزہ بنا دے اور تمام برائیوں کو معاف کر دے کہ صرف تو ہی جمیل اور زیبا ہے۔ اے لطیف!

السید حسنین الرضوی کراروی

(زینبیہ اسلامی سینٹر۔ممبئی)

۲۰؍شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ مطابق ۷؍نومبر ۲۰۰۱ء

چہارشنبہ بوقت ۱-۴۵ بجے شب

﴿ ہماری دیگر مطبوعات ﴾

عقاید

(ائمہ طاہرینؑ کی نظر میں)

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کے دوسرے مذاہب کے سربرآوردہ افراد سے اصول دین کے موضوع پر مکمل، جامع اور استدلالی گفتگو، جس میں عقاید سے متعلق آپ کے ذہن میں پیدا ہونے والے اکثر سوالوں کے جوابات مل جائیں گے۔

ترجمہ : حجۃ الاسلام السید حسنین رضوی الکراروی

خود بھی پڑھیے اور اہل خاندان، اعزا اور دوستوں کو بھی پڑھنے پر آمادہ کیجیے۔

صفحات: ۱۵۴ قیمت : ۵۰؍روپیے

کربلا ڈکشنری

کربلا کے واقعہ میں شریک ہونے والے افراد نیز مقامات کے نام، مجالس عزاء، جلوس اور عزاداری کے مراسم میں استعمال ہونے والے الفاظ کے معانی کا مجموعہ یا دوسرے لفظوں میں واقعہ کربلا کا انسائیکلوپیڈیا، اپنے موضوع پر حجۃ الاسلام والمسلمین جواد محدثی کی منفرد کوشش، جس کا ترجمہ حجۃ الاسلام مولانا کمیل اصغر زیدی صاحب نے اردو میں کیا ہے۔

صفحات: ۱۶۰ قیمت: ۴۰؍روپیے

آفاق انتظار

امام زمانہؑ کے شیدائیوں اور ان کے ظہور کی گھڑیاں گننے والوں کے لیے آفاق انتظار ایک بہترین تحفہ ہے۔

زیر نظر کتاب امام زمانہ عجّل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اور ان کے انتظار کی حقیقت اور منتظرین کے صفات پر مختصر انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے، اختصار کے باوجود افادیت سے سرشار یہ کتاب حقیقی منتظرین کی آنکھوں میں انتظار کی جوت جگاتی ہے۔

ترجمہ : جناب سیّد محمد اکبر رضوی صاحب

صفحات: ۷۲ قیمت: ۱۰؍روپے

فلسفۂ غیبت

حضرت حجۃ ابن الحسن العسکری (عج) کی ولادت، امامت، غیبت اور ان کے بارہ میں طرح طرح کے اعتراضات کے جوابات اور تحلیلی جائزوں پر مشتمل مختصر مجموعہ جو دانشمند محترم جناب محمد صالحی آذری کی کاوش ہے۔

جس کا ترجمہ خادم حضرت حجّتؑ جناب مولانا سید غلام حسنین کراروی طاب ثراہ نے سلیس اور عام فہم زبان میں کیا تھا۔

صفحات: ۱۰۶ قیمت صرف ۳۰؍روپے

موت سے برزخ تک

ہر آدمی جاننا چاہتا ہے کہ مرنے کے وقت اور پھر قبر میں کن کن مرحلوں سے گذرنا ہوگا نیز موت کے بعد سے قیامت تک کے طویل فاصلہ کے سفر میں اسے کس طرح کے توشہ کی ضرورت ہوگی تاکہ وہ اسے مہیا کرے اور ان چیزوں سے بچ سکے جس کی وجہ سے اسے مصیبتوں کا سامنا ہوسکتا ہے۔

آیات، روایات اور حکایات کے ذریعہ مذکورہ موضوع پر سیر حاصل جائزہ لیا گیا ہے، عالم برزخ سے متعلق ذہن میں پیدا ہونے والے اکثر سوالوں کے جواب دانشمند محترم جناب نعمت اللہ صالحی حاجی آبادی کی اس تالیف میں مل جائیں گے جس کا سلیس اور عام فہم زبان میں ترجمہ جناب مولانا السید حسنین الرضوی کراروی نے کیا ہے۔ بہت جلد منظر عام پر آرہا ہے۔

آداب متعلّم و معلّم

اسلام میں علم حاصل کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے اور پڑھنے، پڑھانے والوں نیز اس کے سہل الحصول ہونے کے انتظام و اہتمام کرنے والوں کے بارہ میں قرآن اور حدیث نے صریحی طور پر حد سے زائد اجر کا اعلان کیا ہے۔ حجۃ الاسلام مولانا شیخ محمد حجّت صاحب قبلہ نے نہایت عرق ریزی سے مذکورہ موضوع پر آیات و روایات سے استفادہ کرتے ہوئے طلّاب کرام کی راہنمائی فرمائی ہے۔

صفحات: ۳۲ قیمت صرف ۱۰؍روپے

بسمہ تعالیٰ

ماہنامہ

الهادی

صرف ممبران کے لیے الحمدُ لِلہِ الَّذِی ھَدَانَا لِھٰذَا...

مقاصد:

دینی رجحان کو فروغ دینا

قرآن و اہل بیت کی تعلیمات کا تعارف کرانا

جدید نسل کو دینی و دنیوی تعلیم کی طرف مائل کرنا

مدیر:

السید حسنین رضوی کراروی

دینی رجحان کے فروغ، قرآن و اہل بیتؑ کی تعلیمات کے تعارف اور جدید نسل کو دینی اور دنیوی تعلیم کی طرف رغبت دلانے کے ساتھ اپنے مختصر لیکن مفید اور جامع وجود کے ذریعہ تشنگان علوم و معارف آل محمد علیہم السّلام کو سیراب کر رہا ہے۔

آپ بھی اپنے علاقہ میں طلب کر کے خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی دعوت دیں۔

صرف ۵۰ روپیے روانہ فرما کر سال بھر اپنے پتہ پر حاصل کریں۔

Address: zainabia, 132-Husainiya Marg, Mumbai-400003.

Phones: 2 3461019, 2 3413227

email : zainabia@hotmail.com

website : www.zainabiah.com

ناشر:
العلم پبلی کیشنز
AL-ILM Publications
Zainabia Islamic Centre
132-Husainiya Marg, Mumbai-400003.
Phones: (022) 2 3413227, 2 3461019
email : zainabia@vsnl.com
website : www.zainabiah.com
cover design : s.razi rizvi